سفید مرغ کی برکات اور مرغ کے متعلق احکامات و حکایات کا دلنشین مجموعہ

حکایات و برکاتِ مرغ

تالیف

ریاست علی مجددی

زنیر پہلوان پبلی کیشنز کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

0333-8173630

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب —— حکایات و برکاتِ فرع

تصنیفِ لطیف —— ریاست علی مجددی

جامع مسجد خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

کمپوزنگ —— طاہر کمپوزنگ سنٹر قاضی کوٹ حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

صفحات —— 240

ہدیہ —— -/180 روپے

ملنے کے پتے

- صراط مستقیم پبلی کیشنز ○ کتب خانہ امام احمد رضا
- مکتبہ قادریہ ○ مسلم کتابوی ○ کرمانوالہ بک شاپ
- مکتبہ بہار شریعت قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- شبیر برادرز ○ نعیمیہ بک سٹال ○ نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور
- مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ○
- شمس و قمر بھاٹی گیٹ لاہور ○ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ ○ مکتبہ قادریہ میلاد چوک گوجرانوالہ
- مکتبہ الفرقان ○ مکتبہ غوثیہ ○ والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
- مکتبہ ضیاء السنہ ملتان ○ فیضان سنت بوہڑ گیٹ ملتان
- مہریہ کاظمیہ نیو ملتان ○ مکتبہ فریدیہ ساہیوال
- مکتبہ اہلسنت خانیوال ○ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
- جلالیہ صراط مستقیم گجرات ○ رضا بک شاپ گجرات
- مکتبہ ضیائیہ ○ مکتبہ غوثیہ عطاریہ کمیٹی چوک راولپنڈی
- اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک ○ امام احمد رضا ٹرسٹ روڈ راولپنڈی

Marfat.com

حُسنِ انتساب

فخر موجودات... باعثِ تخلیق کائنات... شمس الضحیٰ... بدرُ الدجیٰ... حاصلِ کُن... عاقب وخاتم
شاہِ لولاک... رسولِ پاک... سیدُ الابرار... محبوبِ پروردگار... شاہسوارِ براق... سرورِ کائنات
سلسبیل باغِ جنت... آبِ حیاتِ رحمت... ساحل نجاتِ اُمت
قبلہ ءدیں... کعبہ ءایماں... شہنشاہِ دو جہاں... امامِ مرسلاں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس **مُرغ** کے نام

جو سحری کے وقت اذان دیا کرتا تھا

طالبِ شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ریاست علی مجدّدی

کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

Marfat.com

یہ فیضانِ نظر

چراغ راہِ جہاد...داعیِ صراطِ حق...بدرِ منیر...ماہِ تاباں...وقارِ عالماں

صاحب عرفان...تاجِ زمانہ...اِک ملک صفت انساں...سعیدِ زماں

قاسم عشق ومحبت رسول...مصباح بردارِ عشق رسول...تمکنت مجلس فقر...عالم عصر

سراج العارفین...شہبازِ طریقت...شارحِ مکتوباتِ امامِ رَبّانی...سعید الاولیاء

حضرت علامہ ابوالبیان **پیر محمد سعید احمد مجددی** قدس سرہُ العزیز

نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ...قادری...چشتی...شاذلی...اَویسی رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ درگاہ حضرتِ ابوالبیان علیہ الرحمتہ والرضوان گوجرانوالہ

جن کی نگاہِ فیض سے بندہَ ناچیز یہ خدمت سرانجام دے سکا

یہ فیضانِ کرم

پیکر صدق واخلاص...عالمی مبلغِ اسلام...پروردہَ آغوش ولایت

شیخ کامل...بحرِ علم وعرفان...جانشین ابوالبیان...صاحبزادہ والاشان

حضرت علامہ صاحبزادہ **پیر محمد رفیق احمد مجددی** دامت برکاتہم العالیہ

زیب سجادہ درگاہ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ شریف

مدیر اعلیٰ عالمی ادارہ تنظیم الاسلام

گدائے درگاہِ مرشد

ریاست علی مجددی

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	حسن انتساب	3
2	حسن عقیدت	4
3	مقدمہ	11
4	مُرغ کا تعارف	13
5	مُرغ کی کنیت	14
6	مُرغ کا وصف	14
7	مُرغی کی کنیت	15
8	مُرغی کا وصف	15
9	مُرغ کی خاص خصلتیں	16
10	سفید مُرغ کی برکات	18
11	**مُرغ کی اذان**	
12	**مُرغ** کا نماز کے لئے بیدار کرنا	22
13	**مُرغ** کی بانگ میں حکمت	29
14	**مُرغ** کی اذان کے متعلق غلط عقیدہ	30
15	**مُرغ** کی آواز سُننے پر دُعا	30
16	تین پسندیدہ آوازیں	31
17	طنز ومزاح ...... **مرغ** کی بے وقت اذان	32
18	**مُرغ** کی بانگ اور شہنشاہ جہانگیر کی ملازمہ	33
19	حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کا **مُرغ**	34

Marfat.com

20	مُرغ کی اذان اور نوکروں کی چالاکی........	34
21	حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت	35
22	مُرغی کے صدقے جیسا ثواب/فضائل جمعۃ المبارک	37
23	مُرغ پر نشانہ بازی کی ممانعت........	41
24	مُرغوں کو لڑانے کی ممانعت........	43
25	مُرغی / مُرغ کا شرعی حکم........	46
26	مُرغ کے گوشت کے فوائد........	48
27	ہیضہ کا علاج........	57
28	مُرغ اور جذبۂ قربانی کا صلہ........	58
29	مُرغی کے انڈے........	59
30	انڈے کی تاثیر........	63
31	واہ رے انڈے واہ........	65
32	خشک کھانسی سے نجات........	65
33	شوگر کی پھنسیوں سے نجات........	66
34	چھوٹے بچوں کا رال ٹپکنا........	66
35	گرتے بالوں اور گنج کا علاج........	67
36	انڈا اور ایٹم بم کا دھماکہ........	67
37	چوہوں کا ہوشیاری سے انڈے کھانا........	68
38	سونے کا انڈا دینے والی مُرغی........	68
39	انڈے کی بے لوث خدمات........	69
40	مُرغے کے بغیر مُرغیاں انڈے کیسے دیتیں........	71

Marfat.com

41	کچھ انڈوں کی طرف داری میں	72
42	نظام کائنات اور انڈے و چوزے کی مثال	76
43	لالچ بری بلا ہے	77
44	بیضا اور بیضہ	78
45	لطیفہ	78
46	اُبلے ہوئے انڈوں سے چوزے؟	78
47	رحم دل مگرمچھ اور بطخ کے انڈے	80
48	طنز و مزاح ...... انسان کی فطرت	84
49	انڈوں سے تواضع	85
50	بھنا ہوا گوشت دیکھ کر رابعہ بصری کا گریہ زاری کرنا	87
51	گرم گرم مُرغ پلاؤ (اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا)..	88
52	**مُرغی** کا اہتمام اور نفس کی اصلاح	90
53	**مُرغ** اور اہمیت مرشد	91
53	گرم انڈے	96
55	ٹلو اور جی پو	97
56	چنے میاں کی بہادری	101
57	**مُرغ** سے وابستہ مفید نسخے	106
58	دریائی **مُرغ** نے خانہ کعبہ کا طواف کیا	109
59	**مُرغیاں** پالنے کا حکم	110
60	حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مُرغ	111
61	**مُرغی** اور ناشکری کا انجام	121

Marfat.com

62	حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے مُرغی کو زندہ کر دیا	123
63	حضرت تاج الدین الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے مُرغی کو زندہ کر دیا	124
64	مُرغی کا گوشت اور میلاد کا اہتمام	125
65	گودا آپ، چھلکے گدھے کو اور بیج مرغ کو کھلا دو	126
66	مرغی/مرغ کی وفاداری	127
67	مُرغ کے متعلق ضرب المثل	129
68	مُرغ کو خواب میں دیکھنا	131
69	مُرغی کے بچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام	132
70	بُڈھا ککڑ	134
71	تلی ہوئی مُرغی اور فقیر کو دھکے	137
72	مرغی سے مہمانی	138`
73	مرغی کی انوکھی تقسیم	140
74	تلی ہوئی **مُرغی** اور ایک مخبر	142
75	سات جانوروں کی بولیوں سے سبق سیکھنا	143
76	**شتر مُرغ**	145
77	**مُرغ** چپارل	151
78	**مُرغ** تے گِدڑ	152
79	شاہی **مُرغی** خانہ سے وزیر اعظم تک	153
80	**مُرغ**، کُتا اور لومڑی	154
81	مُرغ کی چالاکی	155
82	ککڑ تے کُتا	157

Marfat.com

83	**مُرغ** اور باز کا مباحثہ	160
84	ککڑاں دی لڑائی	162
85	مُرغ اور لومڑی	165
86	**مُرغ** کو ہیرا مل گیا	166
87	حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص کا جانوروں کی بولیاں سیکھنا	167
88	انڈے کے اندر بچہ کی جنس کے تعین کا طریقہ	169
89	نر اور مادہ کی شناخت کا طریقہ	169
90	مُرغی کے بچے اور قلعہ سرواڑ کی فتح	170
91	مُرغ کا اُستاد	171
92	مُرغ اور بلی	172
93	حیوانات کے بچاؤ کی قدرتی تدابیر	174
94	مُرغی ماں کی بچے سے محبت	176
95	مُرغیوں کا ڈاکٹر	178
96	ٹوٹ بٹوٹ کے مُرغے	179
97	مُرغ، کبوتر اور گدڑ	180
98	ککڑوں کوں اور چوں چڑ چوں	182
99	شرپسند مُرغی	183
100	سیاستدان مُرغی	184
101	کڑک ناڑ مُرغی	188
102	مُرغی اور دانہ	189
103	مُرغ، گدھا، بلی اور کُتا	191

Marfat.com

104	مُرغی ماں اور بچے	195
105	مُرغی کی شرمندگی	196
106	مُرغی اور بلی	198
107	چین کے مرغ	200
108	ابوالحسن ہمدانی کی مُرغی	201
109	غلطی کا احساس	202
110	مُرغی کا بچہ اور جنگ بسوس	204
111	لنگڑے چوزے کی بھوک ہڑتال	205
112	بطخ کا بچہ مُرغی نے پالا	208
113	ککڑ تے جوں	215
114	مُرغیاں سڑک پر دوڑنے لگیں	219
115	یہ تو میرے چوزے ہیں	225
116	مُرغی کا چوزہ	233
117	گھر کی مُرغی دال برابر	234
118	غم خوار مُرغیاں	236
119	فہرست کتب آف مصنف	238
120	حوالہ جات	239

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ سَيِّدِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ سَيِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ اَمَّابَعۡدُ!

مُقدّمہ

تمام تعریفیں اُس رحمٰن و رحیم اللہ کریم کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ پھر لاتعداد درود وسلام خلاصہءِ موجودات ... مقصودِ کائنات ... سیدُ الابرار ... محبوبِ پروردگار ... سرورِ عالم ... نورِ مجسم ... اَحمدِ مجتبیٰ ... محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں، جن کی خاطر یہ بزمِ ہستی سجائی گئی اور پھر آپ ہی کو کائناتِ عالم کے لئے نجات دہندہ اور وسیلہ اعظم بنایا گیا۔

آپ ﷺ چونکہ تمام عالمین کے نبی و رسول ہیں اس لئے آپ ﷺ نے تمام مخلوقات کے حقوق کی پاسداری فرمائی۔ جن وانس تو رہے ایک طرف آپ ﷺ نے نباتات، جمادات، چرند، پرند، جملہ حیوانات کے حقوق کو ملحوظِ خاطر رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ اکثر و بیشتر، چرندے، پرندے حتیٰ کہ جنگلی جانور تک اپنی اپنی شکایات لے کر آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے رہے اور پھر آپ ﷺ اُن کی دادرسی فرماتے رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اسی وصف و کمال کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ کی جانوروں کے ساتھ محبت وشفقت کے موضوع کے تحت راقم الحروف نے ۲۰۰۰ء سے مواد اکٹھا کرنا شروع کیا، اسی دوران راقم کی تبدیلی ۲۰۰۱ء کو منڈی بہاؤالدین ہوگئی چونکہ سفر لمبا تھا اس لئے راستے میں آتے جاتے اور وہاں بھی ڈیوٹی کے بعد کام کرنے کا خوب موقع ملا۔ اُس وقت دو موضوع پیشِ نظر رہے جن پر راقم کام کرتا رہا اور یہ سلسلہ وقفے وقفے سے آج تک جاری ہے۔ پہلا موضوع حضور نبی کریم ﷺ کی تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر فضیلت بنام ''افضل المرسلین ﷺ'' اور دوسرا موضوع ''حضور نبی کریم ﷺ کی جانوروں سے محبت وشفقت''۔

دورانِ مُطالعہ جب سفید **مُرغ** کی فضیلت پڑھی تو دِل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ جب بھی کبھی موقع ملا تو اِن شاءاللہ **مُرغ** کے متعلق علیحدہ کتابچہ مرتب کروں گا۔ پھر وزیرآباد تبدیلی ہو

Marfat.com

گئی‘ اس کے بعد ۲۰۰۷ء میں پھر گوجرانوالہ تبدیلی ہوئی‘ اس دوران ’’برکات میلادِ مصطفیٰ ﷺ مع شرعی حیثیت... باعث تخلیق کائنات ﷺ.. تحفۃ المسلمین... چشمۂ فیض گنج بخش ﷺ.. جیسی کرنی ویسی بھرنی... برکاتِ تراویح... بابِ امن بہشتی دروازہ وغیرہ‘‘ عنوانات کے تحت کام مکمل ہوا جو کہ کتابی صورت میں چھپ کر مارکیٹ میں پہنچ چکا ہے۔ ۲۰۰۹ء سے مستقل طور ’’برکات و حکایاتِ مُرغ‘‘ کے عنوان کے تحت کام شروع کیا۔ جس میں سفید مُرغ کی فضیلت‘ شرعی حیثیت‘ انبیاء وصالحین کی حکایات‘ مُرغ کے گوشت کے فوائد اور طبی نسخے‘ مزیدار لطیفے‘ بچوں اور بڑوں کی دلچسپی کے لئے دیگر حکایات شامل ہیں جو کہ نصیحت اور حکمت و دانائی سے بھرپور ہیں۔

یہ ساری کوشش والدین کی دُعاؤں اور پیرومرشد کی نظر کرم کا نتیجہ ہے‘ اُمید ہے قارئین کرام پسند فرمائیں گے۔ ’’حضور نبی کریم ﷺ کی جانوروں سے محبت و شفقت‘‘ کے موضوع پر کافی مواد جمع ہو گیا ہے جو کہ ایک ضخیم کتاب بن گئی ہے۔ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ کسی صاحب ثروت شخصیت کو اُس کے چھپوانے کی توفیق عطا فرمادے‘ اور جو ایسا کرے اللہ تعالیٰ اُسے اپنے اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے گھر کی زیارت نصیب فرمائے......آمین

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی کمی نظر سے گذرے تو اصلاحی پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضرور آگاہ فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایڈیشن میں اُس کی تصحیح کرنے کی کوشش کی جائے گا۔

جن علماء و مشائخ اور دانشوروں کے کلام سے استفادہ کیا گیا‘ معاونین حضرات‘ پبلشرز اور جو صاحبان ذوق وشوق سے اس کا مطالعہ کریں‘ دُعا ہے اللہ تعالیٰ سب کو اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے ... آمین یا ربّ العالمین‘ بجاہِ سیدُ المرسلین ﷺ

طالبِ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ

ریاست علی مجددی

کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

ربیع الاوّل شریف ۱۴۳۴ھ/ جنوری ۲۰۱۳ء

Marfat.com

برکات و حکایات مرغ

مُرغ کا تعارف

تاریخی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ کُرۂ ارض پر زمانۂ قدیم میں جن جانوروں نے انسان کی سب سے پہلے رفاقت اختیار کی۔ اُن میں کُتا... بلّی ... **مُرغ**... بطخ... چڑیا... گائے... گھوڑا... بھینس... بھیڑ... بکری... وغیرہ شامل ہیں۔ انسان سے اِن جانوروں کو جنگلی درندوں سے پناہ ملی اور انسان نے ان سے گوشت... دودھ... سواری اور اپنی حفاظت کے فائدے اُٹھائے۔

غالبًا مُرغ سب سے پہلے انسانی معاشرے میں اس لیے شامل ہوا کہ اس کی دیکھ بھال آسان اور گوشت لذیذ تھا جو کہ انسانوں کی پسندیدہ خوراک بن گیا' اس لئے اس کی مقبولیت بھی بڑھتی گئی۔

ابتداء میں مُرغ بھی دوسرے جانوروں کی طرح جنگلی تھا' آج بھی جنگلی مُرغ ملتے ہیں' وہ درختوں پر بسیرا کرتے ہیں' اُن مُرغوں کے جسم ہلکے ہوتے ہیں' خطرہ کے وقت اُڑ کر دُور جا سکتے ہیں۔

ماہرین کا خیال ہے کہ گھریلو مُرغ بانی کے نتیجے میں مُرغیوں کی جتنی بھی اقسام پیدا کی گئی ہیں۔ سرخ مُرغ ان کا جدِامجد سمجھا جاتا ہے۔ سرخ جنگلی مُرغی آج بھی قدرتی ماحول میں گھنے جنگلوں کے نواح میں جھاڑیوں سے پُر علاقوں میں گروہوں کی شکل میں

Marfat.com

رہتی ہے۔ یہ پاکستان میں کشمیر کے علاوہ بھارت میں کوہ ہمالیہ کے ڈھلانوں پر دو ہزار میٹر کی بلندی تک اور مشرقی خطے کے کئی دوسرے ممالک میں بھی پائی جاتی ہے۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ مُرغ بانی کی ابتداء سب سے پہلے برصغیر پاک و ہند میں ہوئی، آج سے ہزاروں سال پہلے کا اِنسان بھی اِبتدائی طور پر مُرغبانی سے واقف تھا، گو اس کے طور طریقے پُرانے تھے بلکہ کم وبیش یہی تھے جو آج بھی ہمارے دیہات میں ملتے ہیں، یہاں برصغیر سے ہی مُرغ بانی دُنیا کے دوسرے ملکوں میں پھیلی۔

تاریخ بتائی ہے کہ چین کے ایک بادشاہ (جس کا زمانہ ۳۳۴۱ تا ۳۲۲۷ قبل مسیح تھا) نے سب سے پہلے اپنی رعایا کو مرغبانی کا درس دیا تھا۔

مُرغ کی کنیت

مُرغ کی کنیت ابوحسان...ابوحماد...ابوسلیمان...ابوعقبہ...ابومدلج...ابو منذر...ابونبھان...ابویقظان...ابوبرئل وغیرہ ہیں

مُرغ کا وصف

مُرغ کی خاصیت یہ ہے کہ نہ اس کو اپنے بچے سے انسیت ہوتی ہے اور نہ کسی ایک جورو (**مُرغی**) سے۔ **مُرغ** اپنی ماتحت تمام مرغیوں میں برابری رکھتا ہے کسی ایک کو دوسری مرغیوں پر ترجیح نہیں دیتا۔ **مُرغ** میں ایک خوبی یہ ہے کہ اس کو رات کے اوقات معلوم ہوتے ہیں۔ جب اُس کے بولنے کا وقت آتا ہے تو عین وقت پر بولتا ہے کبھی اس میں خطاء نہیں کرتا، صبح سے پہلے اور صبح کے بعد برابر بولتا رہتا ہے۔ (فسبحان من ھداہ لذالک) اس وجہ سے قاضی حسین متولی اور رافعی وغیرہ نے تجربہ کار **مُرغ** کی آواز سے نماز کے اوقات کی تعین کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

پرانے زمانے میں جب گھڑیاں ایجاد نہیں ہوئی تھیں وقت معلوم کرنے کے

Marfat.com

لیے مُرغ کی اذان اور چڑیا کے چوکنے کا انتظار کیا جاتا تھا۔ سفر پر روانہ ہونے والے مسافر اور عبادت گذار لوگ مُرغ کی بانگ کے ساتھ اٹھتے تھے۔ بلکہ اس غرض کے لیے اکثر لوگ مرغ پالتے تھے تاکہ صبح وقت معلوم کرنے میں آسانی رہے۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی ایک سفید مُرغ تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اپنے سفر میں اسے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ تاکہ نماز کے اوقات جان سکیں۔ بلکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص کر سفید مُرغ بہت پسند تھا کیونکہ دیگر رنگ کے مُرغوں کی نسبت سفید مُرغ صبح سویرے بالکل صحیح وقت پر بانگ دیتا ہے۔ (آگے روایات میں تفصیل آرہی ہے)

مرغی کی کنیت

مُرغی کی کنیت ام الولید... ام حفصہ... ام جعفر... ام عقبہ... ام احدی و عشرین... ام قوب... ام نافع وغیرہ ہیں۔

مُرغی کا وصف

مُرغی کی ایک عجیب وغریب عادت ہے کہ اگر اُس کے پاس سے کوئی درندہ گزرتا ہے تو بالکل نہیں ڈرتی۔ البتہ گیدڑ اگر اس کے پاس سے گزر جائے یا وہ گیدڑ کو آتا ہوا دیکھ لے تو فوراً خود بخود آکر اس کے سامنے گر جاتی ہے خواہ اس وقت وہ کسی مکان کی چھت یا دیوار پر ہی کیوں نہ بیٹھی ہو۔

مُرغی میں ایک وصف یہ ہے کہ بہت کم سوتی ہے اور اگر سوتی بھی ہے تو بہت جلد جاگ جاتی ہے۔ اس کا سونا اور جاگنا ایسا ہے جیسا کہ سانس کا آنا اور جانا' کہتے ہیں اس کی قلت نوم کی وجہ اس کو اپنی جان کا ڈر ہے۔ ﴿حیاۃ الحیوان: ۱۴۷﴾

Marfat.com

مُرغ کی خاص خصلتیں

دیسی مُرغ اگرچہ مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں تاہم وہ مُرغیوں کے مقابلے میں کافی شوخ اور ان کی چال میں ایک طنطنہ ہوتا ہے۔ سر پر بڑی سرخ کلغی اس کی شان دوبالا کرتی ہے۔ اس کے ساتھ یہ کافی بہادر اور فسادی بھی ہوتا ہے۔ جہاں دومُرغ اکٹھے ہوئے تو لڑائی شروع ہو جاتی ہے اور بالکل باکسروں کی طرح ایک دوسرے کو سروں پر ٹھونگیں مارتے ہیں۔ لیکن مرغیوں میں سوکن پن بالکل نہیں ہوتا۔ ایک مُرغ چار پانچ مُرغیوں سے ایک ساتھ دانہ چگتا ہے اور ساعت بہ ساعت ان میں کسی ایک سے جفتی کرتا ہے۔ مُرغیوں کے جمگھٹے میں بہت خوش رہتا ہے۔ اگر کھانے کی کوئی چیز مل جائے تو کک کر کے مُرغیوں کو بلاتا ہے اور ان کو کھلاتا ہے۔ چوزوں کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں دیتا۔ اگر دومُرغیاں آپس میں لڑ رہی ہوں تو یہ ان میں خلاصی کراتا ہے۔ آوارہ گرد اس قدر ہوتا ہے کہ صبح گھر سے نکلتا ہے اور شام کو گھر واپس لوٹتا ہے۔ اس کو پرلے درجے کا احمق خیال کیا جاتا ہے کیونکہ جب کبھی دیوار پر چلتا ہے تو بہت احتیاط سے قدم رکھتا ہے کہ دیوار کہیں اس کے وزن سے ڈھے نہ جائے۔ اگر کہیں سے بلی، نیولا یا شکری پرندہ یا سانپ نکل آئے تو مُرغیاں کک کاک کک کر کے آسمان سر پر اُٹھا لیتی ہیں۔ اس وقت یہ سینہ تان کر کھڑا ہوتا ہے اور حملہ آور سے مقابلے کے لیے ڈٹ جاتا ہے۔ اگر حملہ آور کوئی چھوٹا سانپ نیولا یا کوئی کوا ہو تو مقابلہ کرتا ہے ورنہ مُرغیاں اسے بھی خوف زدہ کر دیتی ہیں اور یہ بھی ان کے ساتھ میدان سے بھاگ نکلنے میں عافیت سمجھتا ہے۔

Marfat.com

مُرغ میں چند خصلتیں انبیاء کی سی ہیں مثلاً بہت ذکر کرنے والا' بہادر' سخی' ایثار و کرم کیونکہ یہ اپنی مادہ کو اپنے سے پہلے کھلاتا ہے' دل بیدار رکھتا ہے یعنی سونے میں اس کی آنکھیں بند اور دل جاگتا رہتا ہے...... (اسرارِ قدرت)

﴿عجائب الحیوانات: ۲۵۳ ☆ نزہۃ المجالس: ۱/۴۴۱﴾

Marfat.com

سفید مرغ کی برکات

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِتَّخِذُوا الدِّیْکَ الْاَبْیَضَ ، فَاِنَّ دَارًا فِیْھَا دِیْکًا اَبْیَض لَایَقْرُبُھَا شَیْطَانٌ وَلَا سَاحِرٌ وَلَا الدُّوْرُ حَوْلَھَا

﴿معجم اوسط، طبرانی، مجمع الزوائد، کنز العمال ☆ نزہۃ المجالس: ۱/۱۴۴﴾

ترجمہ:: سفید **مُرغ** رکھا کرو کیونکہ جس گھر میں سفید **مُرغ** ہوگا نہ تو شیطان اُس کے قریب جائے گا نہ جادوگر اور ان گھروں میں بھی (نہیں) جو اس گھر کے ارد گرد ہوں گے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلدِّیْکُ یُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوۃِ مَنِ اتَّخَذَ دِیْکًا اَبْیَضَ حُفِظَ مِنْ ثَلَاثَۃٍ ، مِنْ شَرِّ مَحَلِّ شَیْطَانٍ وَ سَاحِرٍ وَکَاھِنٍ۔ ﴿شعب الایمان للبیہقی، جامع صغیر، کنز العمال﴾

ترجمہ:: **مُرغ** نماز کے لیے اذان دیتا ہے، جو شخص سفید **مُرغ** رکھے گا اس کی تین چیزوں سے حفاظت کی جائے گی۔

۱ شیطان کے شر سے ۲ جادوگر کے شر سے ۳ کاہن کے شر سے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید **مُرغ** کے رکھنے اور

Marfat.com

پالنے کا حکم دیا ہے۔ جس گھر میں یہ سفید **مُرغ** ہوگا' شیطان اور جادوگر قریب نہ آئے گا اور سانپ، بچھو وغیرہ بھی قریب نہ آئیں گے۔

﴿شعب الایمان للبیہقی ☆ شمائل کبریٰ: ۱۷۱﴾

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلدِّیْكُ الْاَبْیَضُ صَدِیْقِیْ وَصَدِیْقُ یَحْرِسُ دَارَ صَاحِبِه وَ سَبْعَ دُوْرٍ حَوْلَهَا

﴿جامع صغیر ❖ کشف الخفاء﴾

ترجمہ:۔ سفید **مُرغ** میرا بھی دوست ہے اور میرے دوست کا بھی دوست ہے یہ اپنے مالک کے گھر کی بھی حفاظت کرتا ہے اور اس کے اردگرد کے سات گھروں کی بھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلدِّیْكُ الْاَبْیَضُ الْاَفْرَقُ حَبِیْبِیْ وَحَبِیْبُ حَبِیْبِیْ جِبْرِیْلَ یَحْرِسُ بَیْتَهٗ ' وَسِتَّةَ عَشَرَ بَیْتًا مِنْ جِیْرَتِه: اَرْبَعَةً عَنِ الْیَمِیْنِ وَاَرْبَعَةً عَنِ الشِّمَالِ وَاَرْبَعَةً مِنْ قُدَّامِه وَاَرْبَعَةً مِنْ خَلْفِه۔

﴿کشف الخفاء، جامع صغیر، کنز العمال، تهذیب﴾

ترجمہ:۔ شاخ در شاخ کلغی (تاج) والا سفید **مُرغ** میرا بھی دوست ہے اور میرے دوست حضرت جبریل علیہ السلام کا بھی دوست ہے' یہ اپنے گھر کی بھی حفاظت کرتا ہے اور اپنے پڑوس کے سولہ گھروں کی بھی' چار دائیں طرف سے، چار بائیں طرف سے، چار سامنے سے اور چار پیچھے سے۔

نزہۃ المجالس میں ہے کہ وہ میرے دوست جبریل علیہ السلام کا دوست اور میرے

Marfat.com

اور خدا کے دُشمن ابلیس کا دُشمن ہے۔ (نزہۃ المجالس: ۱/۴۴۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَسُبُّوا الدِّیْکَ الْاَبْیَضَ فَاِنَّہٗ صَدِیْقُہٗ، وَعَدُوُّہٗ عَدُ عَدُوِّیْ وَاِنَّہٗ لَیَطْرُدُ مَدّٰی صَوْتِہ مِنَ الْجِنِّ

(ضعفاء ابن حبان، کتاب العظمة، اسرار المرفوعه)

ترجمہ:: تم سفید **مُرغ** کو بُرا بھلا مت کہا کرو یہ میرا دوست ہے اور میں اس کا دوست ہوں، اس کا دشمن میرا دشمن ہے جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے یہ جنات کو دفع کرتا ہے۔ (کنز العمال ☆ تاریخ جنات اور شیاطین: ۲۳۲)

حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے تحفۃ الحبیب فیما زاد علی الترغیب والترھیب میں بروایت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا کہ مُرغ کو بُرا مت کہا کرو کیونکہ وہ میرا دوست ہے اور میں اس کا دوست ہوں اور میرے دُشمن کا وہ دُشمن ہے۔ قسم اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر بنی آدم کو معلوم ہوتا جو اُس کے قرب میں ہے تو اُس کا گوشت اور اُس کے پر سونے اور چاندی کے عوض میں خریدتے کیونکہ جہاں تک اُس کی آواز جاتی ہے وہاں تک جنوں کو وہ بھگا دیتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ شیطان کو پرندوں میں سب سے مبغوض مُرغ اور سب سے زیادہ محبوب مور معلوم ہوتا ہے۔ (نزہۃ المجالس: ۱/۴۴۱)

روایت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی گھر میں رات کو مُرغ بھی رہتا تھا۔ (نزہۃ المجالس: ۱/۴۴۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے گھر میں **مُرغ** رکھا تھا۔ (تاریخ جنات اور شیاطین: ۲۳۲)

Marfat.com

شیخ محب الدین طبری روایت کرتے ہیں:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سفید **مُرغا** تھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اپنے ساتھ سفر میں **مُرغ** لے جایا کرتے تھے تاکہ نماز کے اوقات جان سکیں۔

﴿حیاۃ الحیوان: ۲/۳۴۴﴾

اہل تجربہ لکھتے ہیں کہ سفید **مُرغا** پالنے کے فوائد میں سے ایک فائدہ گھر کی حفاظت بھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ سفید **مُرغ** کو گھر میں ذبح کیا جائے تو گھر میں بے برکتی پیدا ہوتی ہے۔ ﴿حیاۃ الحیوان: ۲/۱۴۸﴾

مُرغی کے بچے چوگے کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ انڈوں سے باہر نکلتے ہی چلنے پھرنے اور دانہ چُگنے لگتے ہیں

Marfat.com

مرغ کی اذان

مُرغ کا نماز کے لئے بیدار کرنا

حضرت مسروق بن اجدع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَنِیْ عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ اَشْعَثَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقاً قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا اَیُّ الْعَمَلِ کَانَ اَحَبَّ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتِ الدَّائِمُ قُلْتُ مَتٰی کَانَ یَقُوْمُ قَالَتْ کَانَ یَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ

﴿بخاری شریف باب التہجد ❖ مسلم شریف ❖ ابوداؤد شریف ❖ نسائی شریف ☆ حیاۃ الحیوان: ۲/۳۱۷﴾

میں نے اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کون سا عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائمی عمل کو پسند فرماتے تھے۔ پھر میں نے آپ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے رات کو کس وقت اُٹھتے تھے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب آپ **مُرغ** کی آواز سنتے تب اُٹھتے تھے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنِ الْاَشْعَثِ قَالَ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلّٰی۔ ﴿بخاری شریف باب التہجد﴾

ابو الاحوص سلام بن سلیم کرنی اشعث بن سلیم بن اسود لحاربی ابو الشعثاء سے

Marfat.com

روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا جب نبی کریم ﷺ مُرغ کی آواز سنتے تو اُٹھتے اور نماز پڑھتے (صحیح یہ ہے کہ مُرغ ثلث اللیل کے وقت آواز کرتا ہے)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَسُبُّوْا الدِّیْکَ فَاِنَّہٗ یُوْقِظُ لِلصَّلَاۃِ

﴿سنن ابی داود، حدیث نمبر ۵۱۰۳ ☆ مسند امام احمد ☆ ابن ماجہ شریف﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مُرغ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَسُبُّوْا الدِّیْکَ فَاِنَّہٗ یَدْعُوْا لِی الصَّلَاۃِ

قَالَ اَبِیْ قَالَ اَبُوْ النَّضْرِ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ سَبِّ الدِّیْکِ وَقَالَ اِنَّہٗ یُؤَذِّنُ بِالصَّلَاۃِ

﴿مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۲۲۰۱۹﴾

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مُرغ کو برا نہ کہا کرو کیونکہ یہ نماز کی طرف بلاتا ہے۔ ابوالنصر کی روایت میں ہے کہ یہ نماز کے لئے بلاتا ہے۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اس طرح ہے:

لَعَنَ رَجُلٌ دِیْکًا صَاحَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَلْعَنْہُ فَاِنَّہٗ یَدْعُوْ اِلَی الصَّلَاۃِ۔

﴿مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۱۷۱۶۰﴾

ترجمہ:۔ حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص نے ایک مرغے پر "اُس کے چیخنے (یعنی بانگ دینے) کی وجہ سے" لعنت کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

اس (**مُرغ**) پر لعنت نہ کرو، کیونکہ یہ نماز کی طرف بلاتا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أَنَّ دِيكًا صَرَخَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَبَّهُ رَجُلٌ فَنَهٰى عَنْ سَبِّ الدِّيْكِ

(مسند البزار حدیث نمبر ۱۷۶۳)

ترجمہ:: - ایک **مُرغ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس کہیں چلّانے لگا، اُس کو ایک آدمی نے برا بھلا کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغ کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أَنَّ دِيكًا صَرَخَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَبَّهُ رَجُلٌ وَلَعَنَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَلْعَنْهُ وَلَا تَسُبَّهُ، فَإِنَّهُ يَدْعُوْ إِلَى الصَّلَاةِ

(العظمۃ لابی الشیخ الاصبہانی حدیث نمبر ۱۲۲۱ ☆ شمائلِ کبریٰ: ۱۷۰)

ترجمہ: ایک **مُرغ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب چیخا تو اُس کو ایک آدمی نے برا بھلا کہا اور لعن طعن کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لعن طعن نہ کرو اور برا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ نماز کی طرف بلاتا ہے۔

امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں اس بات کی دلیل ہے کہ جس چیز سے خیر حاصل ہوتی ہو اُس کو گالی نہیں دینی چاہیے اور نہ اُس کی توہین کرنی چاہئے بلکہ اس کا حق یہ ہے کہ اُس کی تکریم کی جائے، شکریہ ادا کیا جائے اور اُس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔

Marfat.com

مُرغ فرشتے کو دیکھ کر بانگ دیتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنی چاہئے اور گدھے کی آواز سن کر ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم'' پڑھنا چاہئے کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر رینگتا ہے۔ یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ نیک ہستیوں کے آنے کے وقت اللہ کی رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے اور اس وقت دُعا مانگنا مستحب ہے۔

مُرغ کو گالی دینا یہی ہے کہ جب تم سور ہے ہو اور وہ اذان دے
تو اُسے بُرا بھلا کہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس سے منع فرما رہے ہیں کہ
وہ تو اذان سے صبح ہونے کا اعلان کر رہا ہے اور تمہیں نماز کے لئے اٹھا رہا ہے
اور تم اُسے گالیاں دے رہے ہو، ایسا نہ کرو

روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک **مُرغ** ہے اُس کا رنگ سفید اور اُس کے دونوں بازو زبرجد یاقوت اور موتیوں سے مزّین ہیں۔ ایک بازو اس کا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں، اس کی ٹانگیں ہوا میں معلق ہیں، اُس کا سر عرش کے نیچے ہے، روزانہ صبح کے وقت وہ اذان دیتا ہے۔ اس کی آواز سوائے جن و انس کے آسمان و زمین کی جملہ مخلوق سنتی ہے۔ یہ آواز سن کر زمین کے **مُرغ** جواب دیتے ہیں۔ جب قیامت کا دن قریب آئے گا تو اللہ تعالیٰ اُس **مُرغ** کو حکم دے گا کہ اپنے بازو سکیڑ لے اور اپنی آواز بند کر دے۔ اس وقت جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق کو معلوم ہو جائے گا کہ قیامت قریب آ گئی ہے۔

﴿معجم طبرانی ☆ تاریخ اصفہان ☆ حیاۃ الحیوان: ۱۴۹/۲﴾

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رحمۃ اللہ علیہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایک **مُرغ** ہے۔ جس کے پاؤں تحت الثریٰ میں ہیں اور گردن عرش تک پہنچتی ہے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر جاتا ہے۔ تو کہنے والا سبوحٌ قدوسٌ کہتا ہے تو **مُرغ** بھی اُس کے ساتھ بانگ دیتا ہے۔

﴿طبرانی شریف ☆ شعب الایمان للبیہقی ☆ حیاۃ الحیوان: ۱۴۹/۲﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کا ایک **مُرغ** ہے جس کے پاؤں تو تحت الثریٰ اور گردن تا عرش ہے اور دونوں بازو ہوا میں جنہیں وہ صبح کے وقت پھڑ پھڑاتا ہے اور کہتا ہے سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ رَبَّنَا الْمَلِكُ الرَّحْمٰنُ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ۔ ﴿حیاۃ الحیوان: ۱۴۹/۲﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ میں اُس **مُرغ** کا تذکرہ کروں جس کے پاؤں زمین میں اور گردن عرش کے نیچے ہے اور یہ کہتا ہے "سُبْحَانَكَ مَا اَعْظَمُ شَانَكَ" پاک ہے تیری ذات برتر ہے تیری شان۔

﴿مستدرک ☆ طبرانی شریف ☆ حیوۃ الحیوان: ۱۴۹/۲﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ عرش کے نیچے یاقوت کا سفید قبہ ہے جو نور کے ستون پر قائم ہے، اس قبہ میں مَیں نے سفید **مُرغ** کی مانند ایک فرشتہ دیکھا جس کے سات لاکھ سونے کے، سات لاکھ یاقوت کے، سات لاکھ زمرد کے، سات لاکھ

Marfat.com

مروارید کے، سات لاکھ چاندی کے، سات لاکھ کستوری کے اور سات لاکھ زعفران کے پر تھے، وہ زمین سے سات گنا بڑا تھا، اس کی جسامت عرش سے تحت الثریٰ تک تھی، اس کے ہر سر پر ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کُلِّ شَیْ ءٍ ھَالِکٌ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّار'' لکھا ہوا تھا، ہر نماز کے وقت سر اُٹھاتا اور کہتا ''بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْم'' پھر اپنے پر و بال جھاڑتا، جن سے نہایت عمدہ نغمے پیدا ہوتے، جن کی آواز بہشت میں پہنچتی تو بہشتی ٹہنیاں جُھومنے لگتیں، حوریں اس نغمہ اور نوا سے آگاہ ہو جاتیں، فوراً محلات کی چھتوں پر (جو لعل و یاقوت کے بنے ہوئے تھے) چڑھ جاتیں، ایک دوسری کو بشارت دیتیں کہ اُمت محمدیہ ﷺ کی عبادت کا وقت آ گیا ہے۔ جب فرشتہ حرکت کرتا وہ قبہ بھی ہلنے لگتا، عرش الٰہی میں ارتعاش پیدا ہو جاتا۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا خطاب اس فرشتہ کو ہوتا تو کیوں حرکت کرتا ہے؟ وہ عرض کرتا، خداوندا! تیرے حبیب کے متبعین نماز کے لئے اُٹھے ہیں، تو سب سے زیادہ دانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے ''وَجَبَتْ لَھُمْ رَحْمَتِیْ اَشْھَدُ عَلَیْھِمْ قَدْ تَرَحَّمْتَ وَ نَظَرْتَ عَلَیْھِمْ بِالرَّحْمَۃ''، ہم نے حکم دیا ہے اور ہمارے حکم کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ اے فرشتے! تو گواہ رہ کہ میں نے ان پر رحم کیا اور ان کو اپنا منظورِ نظر بنایا، جو ہمارا منظورِ نظر ہو وہ دوزخ سے آزاد اور جنت الماویٰ کا مستحق ہوتا ہے۔ ﴿معارج النبوت: ۲/۴۴۸﴾

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ معراج کی رات مجھے ایک عظیم الشان سفید **مُرغ** نظر آیا جس کا ایک پیر عرش تک دوسرا تحت الثریٰ تک اور ایک بازو مشرق میں دوسرا مغرب میں اور سر یاقوت کا، پَر نور کے تھے، وظیفہ اُسکا حمدِ خدا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا! یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ طاؤس الملائکہ ہے یا یہ کہا کہ وہ فرشتہ ہے کہ جب رات آخر ہوتی ہے تو یہ فرشتہ اپنے پر جھاڑ کر

Marfat.com

کہتا ہے" سُبْحَانَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ الْکَبِیْرَ الْمُتَعَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ "سواُس کی آواز سے دُنیا کے **مُرغ** آواز دیتے ہیں اور جاگ پڑتے ہیں۔

(تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء: ۸۱/۲)

ابو طالب مکی اور امام غزالی بیان کرتے ہیں:

میمون سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ عرش کے نیچے ایک فرشتہ **مُرغ** کی شکل کا ہے' اس کے پنجے موتیوں کے اور سینہ زمرد کا ہے۔ جب رات کا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اپنے پنکھوں کو ایک مرتبہ جنبش دیتا ہے اور کہتا ہے چاہئے کہ قائمین (رات کی عبادت کرنے والے) اُٹھ جائیں اور جب رات کا نصف اوّل گزر جاتا ہے تو دوسری مرتبہ اپنے بازو کو جنبش دیتا ہے اور کہتا ہے چاہئے کہ نمازی لوگ بیدار ہو جائیں اور صبح ہو جاتی ہے تو پھر اپنے بازو کو جنبش دیتا ہے اور کہتا ہے چاہیے کہ غافلین بیدار ہو جائیں' اس حال پر کہ ان پر ان کا وبال رہے۔

(حیاۃ الحیوان ج ۲ ص ۱۵۰)

روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معراج کی شب میں نے ایک مُرغ دیکھا' جس کے سبز روئیں اور نہایت سفید پَر تھے' جو کبھی میرے دیکھنے میں نہ آئے ہوں گے اور ساتویں زمین میں اُس کے سُرخ سونے کے پَیر تھے اور اُس کی دُم موتی کی' اُس کا سَر ایک بڑے موتی کا عرش کے نیچے تھے' اُس کی دونوں آنکھیں یاقوت کی' اُس کے سَر کا تاج عقیق سُرخ کا' اُس کے دو سبز بازو تھے۔ جب اُنہیں پھیلاتا تھا تو مشرق اور مغرب سے نکل جاتے تھے۔ جب اوّل تہائی رات گذر جاتی ہے تو وہ اپنے بازو پھیلاتا ہے اور پھڑپھڑاتا ہے اور چلا چلا کر اللہ کی تسبیح کرتا ہے' چنانچہ کہتا

Marfat.com

ہے۔ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَزِيْزُ الْقَهَّارِ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الرَّفِيْعِ'' جب وہ تسبیح کرتا ہے تو زمین کا مُرغ بھی تسبیح کرنے لگتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اُس مُرغ کو دوبارہ دیکھنے کا مجھے برابر اشتیاق رہا۔

روایت ہے کہ عرش کے مُرغ کے اتنے بازو ہیں جتنی خدا کی مخلوق ہے۔ وہ کہتا ہے ''اے اللہ! اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگاروں کی مغفرت فرمائیے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے روز بلال رضی اللہ عنہ ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آئیں گے' اُس کے پَیر سونے کے' اُس کی مہار موتی اور یاقوت کی ہوگی اور اُن کے پاس ایک جھنڈا ہوگا۔ مؤذن لوگ اُن کی پیروی کریں گے۔ پھر وہ اُن کو جنت میں لے جائیں گے' یہاں تک کہ جس نے لِوَجْهِ اللهِ چالیس صبح کو اذان کہی ہوگی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سفید مُرغ نماز کے لئے اذان دیتا ہے اور سوئے ہوئے کو بیدار کرتا ہے اور اپنی چیخ سے جنوں کو بھگا دیتا ہے۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جنت کے اکثر پرندے مُرغ ہوں گے۔

عرائس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مُرغ کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اُتارا' جب مُرغ ملائکہ کی تسبیح سنتا تھا' وہ تسبیح کرتا تھا تو حضرت آدم علیہ السلام بھی تسبیح کرتے تھے۔

﴿نزہۃ المجالس: ۲۷۳﴾

مُرغ کی بانگ میں حکمت

حدیث شریف میں جو یہ آیا ہے کہ **مُرغا** نماز کے لئے جگاتا ہے۔ اُس کے معنی یہ نہیں کہ وہ حقیقتاً یہ کہتا ہے کہ اُٹھو نماز کا وقت ہو گیا ہے' بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ صبح کے وقت جو نماز کا صحیح وقت ہوتا ہے اس میں وہ بار

Marfat.com

بار بانگ دیتا ہے۔اس سے سونے والے کی آنکھ کھل جاتی ہے۔اور وہ اُٹھ کر نماز ادا کرتا ہے۔لہٰذا وہ نماز کے لئے اُٹھانے کا ایک ذریعہ بن گیا ہے اور اس کو مجاز اًبلانے یا جگانے سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔اگر وہ کسی غیر وقت میں اذان دینے لگے تو اس کی آواز پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔کیونکہ بسا اوقات ایسا مشاہدے میں آچکا ہے کہ بعض **مُرغ** صبح صادق سے پہلے یہ انسانوں کی آہٹ سُن کر بولنے لگتے ہیں۔

﴿حیاۃ الحیوان ج ۲ ص ۱۵۰﴾

مُرغ کی اذان کے متعلق غلط عقیدہ

بعض لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ اگر **مُرغی** اذان دے تو اُسے فوراً ذبح کر دینا چاہیئے کیونکہ اس سے وباء پھیلتی ہے۔یہ عقیدہ غلط ہے کیونکہ شریعت میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے۔

بعض لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ اگر شام کے وقت یا کسی دوسرے بے وقت **مُرغا** اذان دے تو اُسے فوراً ذبح کر دینا چاہیئے کیونکہ یہ اچھا نہیں، ایسا عقیدہ بھی توہم پرستی میں داخل ہے اور غلط ہے۔

مُرغ کی اذان سننے پر دُعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيْكَةِ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكاً وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَاناً۔

﴿سنن ابی داؤد شریف ☆ ترمذی شریف ☆ نسائی شریف﴾

﴿بخاری شریف حدیث نمبر ۳۰۵۸ ☆ مسلم شریف حدیث نمبر ۷۰۹۶﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم **مُرغ** کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

سے اس کا فضل طلب کیا کرو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کی چیخنے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔

﴿بخاری شریف ❖ مسلم شریف: ۳۵۱/۲ ❖ نزہۃ المجالس: ۴۴۱/۱ ❖ حیاۃ الحیوان: ۱۴۸/۲﴾

حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی مجموعہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی دیکھا ہے کہ جو مُرغ کے اذان دینے کے وقت "لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" پانچ بار پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ ﴿نزہۃ المجالس: ۴۴۱/۱﴾

تین پسندیدہ آوازیں

ثعلبی روایت کرتے ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تین آوازیں پسند ہیں:

١ **مُرغ** کی آواز۔ ٢ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے والے کی آواز۔

٣ اور صبح کے وقت استغفار کرنے والے کی آواز۔

﴿حیاۃ الحیوان: ۱۴۹/۲﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُرغ کو بُرا کہنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "بلاشبہ وہ (مرغ) نماز کے لیے آگاہ کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تہجد کے لیے اٹھتے تھے جب مُرغ بانگ دیتا تھا۔ مُرغ اپنی بانگ سے آگاہ کرتا ہے کہ فجر کی نماز کا وقت قریب آگیا ہے۔ پھر دوبارہ اس کی بانگ تاکید وتنبیہ کے لیے ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات کی اچھی خصلتیں اس کو بُرا کہنے سے روکتی ہے تو

Marfat.com

مُرغ کو بُرا کہنے والے کا کیا حشر ہوگا؟

طنز ومزاح......مرغ کی بے وقت اذان

حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی فرماتے ہیں کہ

یقین کیجئے گا میں پچھلے دنوں انڈے کے افادی پہلوؤں پر لکھ رہا تھا۔ رات کے بارہ بج چکے تھے۔ اچانک مُرغ کی اذان آئی اور میں چونکا۔ گھڑی دیکھی تو ایک بجنے کو تھا۔ معاً خیال آیا کہ پہلے تو مُرغ وقت سحری اذان دیا کرتے تھے مگر اب تو رات ہی سے اذانوں کی آواز آنے لگی ہے۔ چند منٹ تک اچانک قوت ارادی حرکت میں آئی تو انگشت شہادت کنپٹی اور انگوٹھا تھوڑی کے نیچے بلا ارادہ لگ گیا اور میں سوچنے لگا۔ شعور بیدار ہوا تو معاً خیال آیا کہ قیامت قریب ہے' یعنی چودھویں صدی ہے' ممکن ہے کہ لوگوں کی اکثریت نے ''گھر کی مرغی دال برابر'' کے محاورہ کے تحت مرغ زیادہ کھانے شروع کر دیئے ہیں اور یہ مرغ ایسوسی ایشن' صدر مرغ نے اِنسان کی اس بیروی اور بیدردی سے پناہ مانگتے ہوئے اپنی برادری کے ارکان کو متنبہ کیا ہے کہ بن وقت اذانیں دو تاکہ اِنسانوں کا یہ خودساختہ عذاب ٹل جائے۔ جب صبح ہوئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ہمسایہ نے نئی نئی مرغی خریدی ہے' وہ ہُو بہُو مرغ دکھائی دیتی ہے۔ ثابت ہوا کہ عصر حاضر میں مرد عورت اور عورت مرد تو بن گئی' مگر اب تو مرغیاں بھی مرغے بن گئی ہیں۔ بقول شاعر: ؎

دیکھو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

مرغ بھی بے وقت اسی طرح اذانیں دیتے ہیں' جس طرح ہم بوقت مصیبت اذانیں دیا کرتے ہیں۔

﴿انڈا تحقیق کی روشنی میں: ۶۰ ؍ از حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی﴾

Marfat.com

مُرغ کی بانگ اور شہنشاہ جہانگیر کی ملازمہ

مُرغ کو بانگ دینے کی وجہ سے بھی انسان کا قرب حاصل رہا ہے۔ پرانے زمانے میں گھڑی ایجاد نہیں ہوئی تھی تو **مُرغ** کی بانگ پر لوگ صبح کو عبادت یا سفر کے لیے بیدار ہوا کرتے تھے۔ قصہ مشہور ہے کہ مغل شہنشاہ جہانگیر کو علی الصبح جگانے کے لئے ایک لونڈی معمور تھی، وہ **مُرغ** کی بانگ پر بادشاہ کو بیدار کیا کرتی تھی۔ ایک دفعہ **مُرغ** نے خلافِ معمول آدھی رات کو بانگ دے دی اور لونڈی نے حسبِ معمول بادشاہ کو جگا دیا۔ بادشاہ نے آسمان پر نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ نمودِ سحر میں ابھی کافی دیر ہے۔ اُس نے خفا ہو کر کہا: ''سر بُریدن لازم است'' (سر کاٹنا لازم ہے) مُلازمہ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ صبح کو ملکہ نور جہاں سے ماجرا بیان کیا۔ اتنے میں شہنشاہ بھی وارد ہوئے اور ملازمہ کو دیکھ کر پھر کہا: ''سر بُریدن لازم است'' (سر کاٹنا لازم ہے)۔ ملکہ نور جہاں نے فی البدیہہ جواب دیا:

سر بُریدن لازم است آں مُرغِ بے ہنگام را

ایں پری پیکر چہ داند وقتِ صبح و شام را

یعنی اُس **مُرغ** کا سر کاٹنا لازم ہے، جو بے وقت بانگ دیتا ہے

یہ حسین لونڈی صبح اور شام کے اوقات کو کیا سمجھ سکتی ہے

شہنشاہ جہانگیر یہ سن کر بے ساختہ مسکرا دیا اور ملازمہ کو معاف کر دیا۔ پھر ملازمہ کی جان میں جان آئی۔

(مرغ بانی: ۷ / از قریشی محمد شریف گلزار ☆ انڈا تحقیق کی روشنی میں: ۵۹ / از حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی)

Marfat.com

حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کا مرغ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں اور شیخ علوان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ یعنی شیخ بازلی رحمۃ اللہ علیہ نے ''غایۃ المرام'' (یہ کتاب صحیح بخاری کے راویوں کے حالات پر مبنی ہے) میں لکھا ہے کہ حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ (شہادت ۹۵ ھ) کے پاس ایک مُرغ تھا۔ جس کی اذان پر آپ رضی اللہ عنہ شب کو بیدار ہوا کرتے تھے۔ ایک رات اُس نے اذان نہ دی' حتیٰ کہ صبح ہوگئی' اُس رات آپ رضی اللہ عنہ نمازِ (تہجد وغیرہ) ادا نہ کر سکے۔ یہ بات آپ کو ناگوار گزری۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مُرغ کو مخاطب کر کے فرمایا ''قَطَعَ اللّٰہُ صَوْتَکَ'' (اللہ تیری آواز کو ختم کر دے)۔ اُس کے بعد اُس کی اذان کی آواز سنائی نہ دی۔ ﴿نزہۃ المجالس: ۱/۴۴۲ ☆ جامع کراماتِ اولیاء: ۸۲۴﴾

مُرغ کی اذان اور نوکروں کی چالاکی

کسی بوڑھی عورت کے دو نوکر تھے۔ بڑھیا صبح کو مرغے کی آواز سن کر اُٹھ بیٹھتی اور دونوں نوکروں کو جگا کر کام میں لگا دیتی۔ نوکر بے چارے صبح سے رات تک کام کر کر کے تھک جاتے تھے اس لیے صبح سویرے اُٹھنا انھیں بہت برا معلوم ہوتا۔

جاڑوں کی لمبی راتیں تو خیر کسی نہ کسی طرح بیت جاتیں' مگر گرمیوں کی راتوں میں غریب نوکروں کی نیند پوری بھی نہ ہوتی کہ بڑھیا بڑبڑانے لگتی ''کم بخت ابھی تک پڑے سو رہے ہیں۔ ذرا دیر میں سورج نکل آئے گا۔ کیسے سست' نالائق اور کام چور ہیں۔ اُٹھو' نہیں تو مار مار کر کچو مر نکال دوں گی۔'' اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کے لئے نوکروں نے بہت کچھ سوچا مگر کوئی ترکیب سمجھ میں نہ آئی۔

ایک دن ایک نوکر بولا ''بھائی' ایک ترکیب میری سمجھ میں آئی ہے۔'' دوسرے

Marfat.com

نے خوش ہو کر پوچھا ''کیا؟'' پہلا نوکر بولا ''بڑھیا مُرغے کی اذان سن کر اُٹھتی ہے۔ میرے خیال میں مُرغے کو مار ڈالیں۔ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔'' دوسرا نوکر ہنس کر بولا ''واہ بھئی واہ، تم تو بڑے عقل مند ہو۔ کیا ترکیب سوچی ہے''۔

دونوں نوکروں نے مل کر رات کو مُرغے کا خاتمہ کر دیا اور مزے سے چادر تان کر سو گئے۔ دوسرے دن بڑھیا کی آنکھ بہت دیر سے کھلی اس لئے نوکر صبح سویرے اُٹھنے سے بچ گئے۔ اُدھر بُڑھیا نے جب دیکھا کہ مرغے کے نہ ہونے کی وجہ سے صبح بہت دیر سے آنکھ کھلی تو دوسری رات اُسے بالکل نیند ہی نہ آئی اور وہ وقت سے بہت پہلے اُٹھ بیٹھی۔ اُس نے اُٹھتے ہی نوکروں کو جگا کر کام میں لگا دیا۔ اب تو نوکر بہت سٹ پٹائے اور دل میں کہنے لگے ''اِس سے تو پہلے ہی اچھے تھے''۔

سچ ہے آدمی جتنا چالاک بنتا ہے...... اُتنی ہی مصیبت اُٹھاتا ہے

(قصے کہانیاں: ۱۱۵)

آج کل گوشت اور انڈوں کے حصول کے لئے برائلر مُرغیوں کی صنعت کافی ترقی کر گئی ہے۔ کم سے کم عرصہ میں زیادہ سے زیادہ گوشت اور انڈے حاصل کئے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان برائلر مُرغیوں کا گوشت اور انڈے لذت اور خستگی میں دیسی مُرغیوں کے برابر نہیں۔ اس لئے دیسی مُرغیوں کی مانگ اور قیمت ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے اور دوسری طرف ان کے مُرغ بھی بانگ دینے میں نہ صرف کاہل ہوتے ہیں بلکہ وہ نہ وقت کا صحیح تعین کر سکتے ہیں اور نہ پوری طرح آواز نکال سکتے ہیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت

Marfat.com

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا! کسی رات مُرغ سے کم نہ رہنا۔ دیکھو **مُرغ** آدھی رات سے ذکرِ الٰہی شروع کر دیتا ہے۔

(عجائب الحیوانات: ۲۵۳ ☆ نزہۃ المجالس: ۱/۴۴۱)

بن بن کے بَن ککڑ دیون بانگے وانگن بانگاں
بھج بھج رلدے صفتیں مَولے سُن سُن کوکاں چانگاں

Marfat.com

مُرغی کے صدقے جیسا ثواب

حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرِبْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَّمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّانِیَةِ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَّمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ کَبْشًا اَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَّمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِکَةُ یَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ۔

﴿صحیح بخاری باب کتاب الجمعۃ حدیث نمبر۸۳۴☆صحیح مسلم کتاب الجمعۃ حدیث نمبر۱۸۶۰﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے جمعہ کے دن غسلِ جنابت جیسا غسل کیا پھر اس کے بعد جمعۃ المبارک کی نماز ادا کرنے کے لئے (سب سے پہلے مسجد میں) گیا وہ ایسا ہے کہ جیسے اُس نے اونٹ کی قربانی کی اور جو دوسری ساعت میں گیا گویا کہ اُس نے گائے کی قربانی کی اور جو تیسری ساعت میں گیا گویا کہ اس نے دنبہ کی قربانی کی اور جو چوتھی ساعت میں گیا گویا کہ اس نے مرغی کا صدقہ کیا اور جو پانچویں ساعت میں گیا گویا کہ اس نے انڈے کا صدقہ کیا اور جب امام (مسجد میں) نکل کر آتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔

حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ

Marfat.com

وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِىْ يُهْدِىْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِىْ يُهْدِىْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ

﴿صحیح بخاری کتاب الجمعۃ حدیث نمبر ۸۸۰☆صحیح مسلم کتاب الجمعۃ حدیث نمبر ۱۸۸۰﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب جمعۃ المبارک کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ پہلے آنے والوں کے نام پہلے لکھتے ہیں۔ اُس کے بعد آنے والوں کے نام بعد لکھتے ہیں (اسی طرح آنے والوں کے نام ان کے آنے کی ترتیب سے لکھتے رہتے ہیں) جو جمعۃ المبارک کی نماز کے لئے سویرے یعنی جلدی جاتا ہے اُسے اونٹ صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اُس کے بعد آنے والے کو گائے صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اُس کے بعد آنے والے کو مینڈھا (بکرا) صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اُس کے بعد آنے والے کو مُرغی صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اُس کے بعد آنے والے کو انڈا صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ جب امام خطبہ دینے کے لئے آتا ہے تو فرشتے اپنے وہ رجسٹر جن میں آنے والوں کے نام لکھے گئے ہیں لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ سُننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

جمعۃ المبارک کی فضیلت کے متعلق مزید احادیث مبارکہ:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو اُسے بھی استعمال کرتا ہے، اچھے کپڑے پہنتا ہے، اس کے بعد مسجد جاتا ہے، مسجد آ کر اگر موقع ہو تو نفل نماز پڑھ لیتا ہے اور کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا یعنی لوگوں کی گردنوں کے اوپر سے پھلانگتا ہوا نہیں جاتا، پھر جب امام خطبہ دینے کے لئے آتا ہے اُس وقت سے نماز ہونے تک خاموش رہتا ہے یعنی کوئی بات چیت نہیں کرتا تو یہ اعمال اُس جمعہ سے گذشتہ (پچھلے) جمعہ

Marfat.com

تک کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہو جاتے ہیں۔ ﴿مُسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ﴾

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی طاقت کے مطابق صفائی کرے (یعنی لبوں کا کاٹنا، ناخن ترشوانا، بغلوں کے بال صاف کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا وغیرہ) اور اپنے تیل سے تیل لگائے اور اپنے گھر کی خوشبو سے خوشبو لگائے پھر نماز کے لیے نکلے اور (مسجد میں ساتھ ساتھ بیٹھنے والے) دو شخصوں کے درمیان تفریق نہ کرے (یعنی ان کے درمیان نہ بیٹھے) اور اس کا صحیح معنی یہ ہے کہ لوگوں کی گردنوں کو نہ پھلانگے (یعنی مسجد میں جلدی آئے) پھر جتنی توفیق ہو جمعہ سے پہلے نماز پڑھے اور جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش رہے (تو ایسے شخص کے لئے) اس جمعہ سے لے کر گذشتہ جمعہ کے درمیان جتنے گناہ (صغیرہ) ہیں سب معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

﴿بخاری شریف کتاب الجمعۃ حدیث نمبر ۸۳۶﴾

ابو حازم (سلمہ بن دینار) نے سہل بن سعد ساعدی سے روایت کی اُنہوں نے کہا کہ صحابہ میں ایک خاتون تھی جو اپنی کھیتی میں نالیوں پر چقندر کی کاشت کراتی تھی اور جب جمعہ کا دن ہوتا تو وہ چقندر ہنڈی میں ڈال دیتی اور اس میں جو کا پسا ہوا آٹا ڈال کر پکاتی اور وہ چقندر اس طعام کا گوشت (جو ہڈی پر ہوتا ہے) بن جاتا (مراد یہ ہے کہ وہ چقندر ان کے نزدیک گوشت کے قائم مقام ہوتا) اور ہم جب نمازِ جمعہ پڑھ کر واپس ہوتے تو اُس عورت کو سلام کرتے اور وہ عورت یہ طعام ہمارے قریب کرتی اور ہم اُس کو کھا جاتے اور ہم جمعہ کے دن اُس عورت کے اس طعام کی خواہش کیا کرتے تھے۔ ﴿بخاری شریف کتاب الجمعۃ حدیث نمبر ۸۸۹﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جمعہ کے دن ارشاد فرمایا: مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے اس دن کو تمہارے لئے عید کا دن بنایا ہے

Marfat.com

لہٰذا اس دن غسل کیا کرو اور مسواک کا اہتمام کیا کرو۔ ﴿طبرانی شریف/ مجمع الزوائد﴾

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن کا غسل گناہوں کو بالوں کی جڑوں تک سے نکال دیتا ہے۔ ﴿طبرانی شریف/ مجمع الزوائد﴾

حضرت اُوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص جمعہ کے دن خوب اچھی طرح غسل کرتا ہے، بہت سویرے مسجد جاتا ہے، پیدل جاتا ہے، سواری پر سوار نہیں ہوتا، امام سے قریب ہو کر بیٹھتا ہے اور توجہ سے خطبہ سنتا ہے اِس دوران کسی قسم کی کوئی بات نہیں کرتا تو وہ جمعہ کے لئے جتنے قدم چل کر آتا ہے اُسے ہر ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں کا ثواب اور ایک سال کی راتوں کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ ﴿ابوداؤد شریف﴾

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن اچھی طرح غسل کرتا ہے، بہت سویرے جمعہ کے لئے جاتا ہے، امام کے بالکل قریب بیٹھتا ہے اور خطبہ توجہ سے سنتا ہے اِس دوران خاموش رہتا ہے تو وہ جتنے قدم چل کر مسجد آتا ہے اُسے ہر ہر قدم کے بدلے سال بھر کی تہجد اور سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ ﴿مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ﴾

حضرت ابولبابہ بن عبدالمُنذِر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کا دن سارے دنوں کا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں سارے دِنوں میں سب سے زیادہ عظمت والا ہے۔ یہ دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن سے بھی زیادہ مرتبہ والا ہے۔ اس دن میں پانچ باتیں ہوئیں۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اِسی دن اُن کو زمین پر اُتارا، اِسی دن اُن کو موت دی۔ اِس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ بندہ اُس میں جو چیز بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو ضرور عطا فرماتے ہیں بشرطیکہ کسی حرام چیز کا سوال نہ کرے اور اِس دن قیامت قائم ہوگی۔ (اس لئے) تمام مُقرب فرشتے، آسمان، زمین، ہوائیں، پہاڑ، سمندر

Marfat.com

سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔ ﴿ابن ماجہ شریف﴾

مُرغی/مُرغ پر نشانہ بازی کی ممانعت

جاہلیت کے دور میں جانوروں کو بے انتہا اذیتیں پہنچانا اور جان سے مار دینا معمولی بات اور کھیل تماشہ سمجھا جاتا تھا۔ جن میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ جانوروں کو نشانہ بازی کے لیے استعمال کیا جاتا۔ بچے اور جوان اپنا نشانہ پختہ کرنے کے لیے بھیڑ کے بچے یا **مُرغی** کو باندھ کر زمین پر ڈال دیتے اور تیر سے نشانہ لگاتے... جس کا تیر جانور کو لگ جاتا... وہ خوشی سے رقص کرتا... ناچتا... جانور زخمی ہو کر تڑپ تڑپ کے جان دے دیتا تو پھر اُس کے گوشت سے دعوت اڑائی جاتی۔ نورِ مجسم، رحمت عالم ﷺ نے نشانہ بازی کے اِس ظالمانہ طریقے کو سخت ناپسند فرمایا اور اس طرح مارے گئے جانوروں کے گوشت کو حرام قرار دے دیا۔

بخاری شریف میں ہے کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک جگہ بہت سے افراد کو کھڑے دیکھا۔ قریب گئے تو معلوم ہوا کہ چند نوجوانوں نے ایک **مُرغی** باندھ رکھی ہے اور اسے نشانہ بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے آگے بڑھ کر **مُرغی** کھول دی اور لڑکوں کو پکڑ کر ان کے والدین کے پاس لے گئے اور ان سے کہا کہ تم لوگ اپنے بچوں کو کیوں نہیں سمجھاتے؟ کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ نبی کریم ﷺ نے یوں جانوروں کو ہلاک کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بخاری شریف میں یوں ہے کہ کچھ لوگ **مُرغی** کو باندھ کر

Marfat.com

نشانہ بنا رہے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گزر ہوا تو آپ کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ آپ نے پوچھا ایسا کس نے کیا ہے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی ہے۔

حضرت ہشام بن زید بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ مَعَ اَنَسٍ دَارَالاِمَارَةِ وَقَدْ نَصَبُوْادَجَاجَةً وَهُمْ يَرْمُوْنَهَا فَقَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ ۔ ﴿مصنف ابن ابی شیبة﴾

میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ دارالامارۃ میں داخل ہوا، جہاں لوگوں نے ایک **مُرغی** کو نشانہ بازی کے لئے باندھ رکھا تھا، تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو (اس طرح قتل کرنے کے لئے) باندھ کر رکھنے سے منع فرمایا ہے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حکیم بن ایوب کے گھر میں داخل ہوا تو کیا دیکھا کہ ایک قوم **مُرغی** کو گاڑ کر اُس پر نشانہ کرتی ہے تو میں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس بات سے کہ چوپائے (ذی روح) کو روک کر اس پر نشانہ لگایا جائے۔

﴿بخاری ☆ مسلم ☆ ابوداود ☆ نسائی ☆ ابن ماجہ ☆ حیات الحیوان: ج ا رص ۴۶۹﴾

Marfat.com

مُرغوں کو لڑانے کی ممانعت

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَمِنْ وُجُوْہِ اللَّعِبِ اَلتَّحْرِیْشُ بَیْنَ الْکِلَابِ وَالذُّبُوْکِ، وَقَدْ جَاءَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ نَھٰی عَنْہُ التَّحْرِیْشَ بَیْنَ الْبَھَائِمِ ھُوَ حَرَامٌ مَمْنُوْعٌ لَا یُؤْذَنُ لِاَحَدٍ فِیْہِ، لِاَنَّ کُلَّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُتَحَرِّشَیْنِ یُؤْلِمُ الْاٰخَرَ وَیَجْرَحُہٗ وَلَوْ أَرَادَ الْمُحَرِّشُ أَنْ یَّفْعَلَ ذٰلِکَ بِیَدِہٖ مَا حَلَّ لَہٗ

﴿شعب الایمان، باب فی تحریم الملاعب والملاھی﴾

ترجمہ::- لعب اور کھیل کی صورتوں میں سے کتوں اور مرغوں کے درمیان لڑائی کرانا بھی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ آپ نے جانور لڑانے سے منع فرمایا ہے اور ایسا کرنا حرام اور ممنوع ہے۔ جس کی کسی کو اجازت نہیں، اس لئے کہ دونوں جانور ایک دوسرے کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور زخمی کر دیتے ہیں اور اگر لڑانے والا خود اپنے ہاتھ سے اس کے ساتھ لڑائی کرے تو اس کے لئے بھی حلال نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو مختلف جانوروں میں لڑائی کرائی جاتی ہے یا لوگ جانور کے ساتھ خود لڑائی کرتے ہیں یہ جائز نہیں کیونکہ اس سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے اور بعض اوقات کوئی ایک زخمی ہو کر فوت بھی ہو جاتا ہے۔

بعض پولٹری فارم کے مالکان ریٹ بڑھانے کے لئے بازار میں مرغیوں کی

Marfat.com

قلت پیدا کر دیتے ہیں۔اس کے لئے وہ طرح طرح کے حربے اختیار کرتے ہیں جن میں سے بعض تو بڑی مذموم حرکتیں ہوتی ہیں یہ سخت ترین گناہ ہے' دُنیائے فانی کے چند ٹکوں کی خاطر ایسی ظالمانہ حرکتیں کرنا انتہائی حماقت وسفاہت کی بات ہے۔

مرغیوں کی نقل وحمل اور بود وباش اور ذبح کے سلسلہ میں بھی آج کل بہت زیادہ مظالم سامنے آرہے ہیں اور اُن مظالم کے عام رواج اور روزمرہ کا معمول بن جانے کی وجہ سے ان کی طرف شاید کسی کی توجہ بھی نہیں ہوتی، مرغیوں کی عموماً ٹانگیں پکڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ اس طرح پھینکا جاتا ہے جس طرح جمادات یعنی اینٹوں پتھروں کو پھینکا جاتا ہے۔

مرغیوں کی حرکت بند کرنے کے لئے ان کے دونوں طرف کے بازو باہم اس طرح ایک دوسرے میں داخل کر دیئے جاتے ہیں جس طرح کسی دھاگے اور کپڑے میں گرہ لگائی جاتی ہے۔ ذبح کرنے کے لئے جب مرغیوں کو پکڑا جاتا ہے تو بے دردی سے پکڑا جاتا ہے اور جب ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجایا جاتا ہے تو اس طرح ایک دوسرے کے اوپر چڑھا دیا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کے اوپر تلے ہونے اور مزید براں راستہ میں نقل وحمل کے دوران غیر معمولی حرکت کی وجہ سے بہت سی مرغیاں ذبح سے پہلے ہی تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتی ہیں۔

ذبح کرتے وقت عموماً سر سے پکڑ کر اور لٹکا کر اور گلے پر الٹی سیدھی چھری پھیر کر گندے اور غلاظت والے خون آلود مقام پر اوپر تلے مرغیوں کو اس طرح پھینکا جاتا ہے کہ گویا کہ ان کے کوئی حقوق ہی نہیں۔

پھر ذبح شدہ مرغیوں کے ٹھنڈا ہونے اور پوری طرح جان نکلنے سے پہلے ہی ان کی کھال ادھیڑنی شروع کر دی جاتی ہے جس سے مرغیوں کو غیر معمولی تکلیف ہوتی ہے۔

اسی طرح **مُرغی** فروشوں کی دوکانوں پر زندہ مرغیوں کے بالکل سامنے دوسری

Marfat.com

مرغیوں کو ذبح کیا جاتا ہے اور ذبح ہونے والی مرغیوں کو روتی بلکتی اور تڑپتی ہوئی دیکھ کر قریب میں موجود زندہ مرغیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ بے زبان جانور اپنی زبان سے بول کر اس تکلیف کا اظہار کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ اگر موجودہ دور میں جگہ کی تنگی اور بعض انتظامی مجبوریوں کے باعث شریعت کے مذکورہ احکام پر کلی طریقہ پر عمل نہ ہو سکے تو اپنی طرف سے ممکنہ حد تک عمل کا اہتمام کرنے میں تو کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ان بے زبان جانوروں کو تکلیف پہنچانے کی جو جو صورتیں بھی ہمارے معاشرے میں رواج پکڑ گئی ہیں ان سے اپنے آپ کو بچایا جائے اور بے زبان جانوروں کو تکلیف پہنچا کر ان کی خاموش بددعا کے وبال سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے اور جانوروں کے حقوق کی ہر مرحلہ پر رعایت کی جائے۔

بلّی کُکڑ بچہ پھڑیا' کر شکار تُری سی
لگیوس سوٹا' بچیا بچہ' موئی موت بُری سی
کالے سب پھڑی سی چڑیا ساری منہ وچہ پائی
لگی سٹ ہویا سب گھائل' ثابت باہر آئی

Marfat.com

مُرغی/مُرغ کا شرعی حکم

عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَاْکُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ

﴿بخاری شریف ❖ مسلم شریف﴾

ترجمہ:- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو **مُرغ** کا گوشت تناول فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔

اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو **مُرغی** کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب **مُرغی** کھانے کا ارادہ فرماتے تو اسے چند یوم تک باندھے رکھتے، پھر اس کے بعد کھاتے۔ ﴿مواہب الدنیہ﴾

مُرغی حلال اور طیب ہے جیسا کہ شیخین سے مروی ہے۔ نیز ترمذی اور نسائی سے بھی مروی ہے۔

زہر بن مضرب الجرمی کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے یہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے کھانے کے لئے دسترخوان لگایا جس پر **مُرغی** کا گوشت بھی موجود تھا۔ پس قبیلہ بنی تمیم کا ایک مرد آیا جس کو آپ نے اپنے دسترخوان پر مدعو کیا۔ پس وہ ٹھنکا اور پیچھے ہٹ گیا۔ آپ نے ہٹنے کی وجہ دریافت کی۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے **مُرغی** کو گندگی کھاتے دیکھا تھا، اس لئے میں نے **مُرغی** نہ کھانے کی قسم کھا رکھی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: بلاخوف وخطر آجایئے

Marfat.com

اور بے تکلف کھایئے۔اس لئے کہ میں نے خود نبی کریم ﷺ کو **مُرغی** کا گوشت تناول فرماتے دیکھا ہے۔اگر ناجائز یا ناپسند ہوتی تو حضور اقدس ﷺ کیسے تناول فرماتے؟۔﴿بخاری جلد۲ صفحہ ۸۲۹﴾

فائدہ:: - **مُرغی** کھانا سُنّت سے ثابت ہے۔اس کے خلاف قسم کھانا مناسب نہ تھا اس لئے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اسے توڑنے کا حکم دیا،اسی طرح جس چیز کو اللہ رب العزت نے حلال کیا ہواس کے نہ کھانے کی قسم درست نہیں، اگر کسی وجہ سے کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو کھا لے اور قسم توڑ دے۔ اگر **مُرغی** آزاد پھرتی ہو،گندگی وغیرہ کھاتی ہوتو سُنّت یہ ہے کہ تین دن تک اسے باندھ کر رکھے،پھر ذبح کرے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آنے والے مرد کے تامل وتردد کرنے کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ عام طور پر مرغیاں گندی جگہوں میں پھرتی ہیں یا پھر **مُرغی** کے سلسلہ میں اس کو حکم معلوم نہ ہوگا۔اسی بناء پر اس کو تردد لاحق ہُوا کہ آیا اس کا گوشت حلال ہے یا حرام۔کیونکہ آنحضور ﷺ نے جلالہ کے گوشت اوراس کے دودھ اوراس کے انڈے سے منع فرمایا۔جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو کہ گندگی استعمال کرتا ہے اور ناپاک جگہوں میں رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب **مُرغی** کے کھانے کا ارادہ کرلے تو چاہیئے کہ اس کو چند دن محبوس کیا جائے۔ پھراس کے بعد اس **مُرغی** کو استعمال میں لایا جائے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوئے،

Marfat.com

کھانے والا آنے والے کو بلا سکتا ہے، نہ کھانے کا سبب بھی پوچھا جا سکتا ہے، جنگلی اور پالتو دونوں طرح کی **مُرغی** حلال ہے۔ ﴿شمائلِ کبریٰ: ۱/۱۲۵﴾

مرغ کے گوشت کے فوائد

اِسلام میں گوشت کو قوت بخش غذا کے اعتبار سے سیّدُ الطعام کا درجہ دیا گیا ہے اور تمام لحمیات میں **مُرغ** کے گوشت کو بہترین اور لذیذ غذا سمجھا جاتا ہے۔ **مُرغ** کا گوشت اعتدال کے ساتھ ساتھ گرم خشک ہے جس **مرغ** کی آواز میں اعتدال ہوگا اس کا گوشت عمدہ ترین ہوگا۔ **مُرغ** کا گوشت قولنج کے مریضوں کے لئے نفع بخش ہے۔ اس کے کھانے سے جسم کو عمدہ غذا فراہم ہوتی ہے۔ جوان **مُرغ** کا گوشت دافع قبض ہے۔ جوڑوں کے درد، رعشہ، پرانے تپہ بخار کے لئے مفید ہے۔

﴿نزہۃ المجالس: ۲/۴۱۸ ☆ حیات الحیوان: ۲/۱۵۴﴾

مُرغی کا گوشت معتدل اور عمدہ ہوتا ہے۔ نوجوان **مُرغی** کا گوشت عقل میں اضافہ کرتا ہے اور آواز کو صاف کرتا ہے۔ نوجوان لوگوں کے لئے اس کا گوشت موسم ربیع میں موافق ہوتا ہے۔ **مُرغی** کا گوشت نہ اتنا گرم ہے کہ جس سے صفراء میں اضافہ ہو اور نہ اتنا ٹھنڈا ہے کہ بلغم پیدا کرے بلکہ معتدل ہوتا ہے۔ اس سے انسان کا رنگ نکھرتا ہے اور اس کا کھانا دماغ اور عقل میں زیادتی پیدا کرتا ہے۔ جبکہ انڈے دینے سے پہلے کھالی جائے۔

﴿نزہۃ المجالس: ۲/۴۱۸ ☆ حیات الحیوان: ۲/۱۲۵﴾

قریشی محمد شریف گلزار صاحب اپنی تصنیف "مُرغ بانی" کے صفحہ نمبر ۶ پر رقمطراز

Marfat.com

ہیں کہ "برِ صغیر پاک و ہند میں مسلمان بادشاہوں کے دورِ حکومت میں باقاعدہ **مُرغی** خانے قائم ہوئے اور **مُرغ** پکوان سرفہرست رہے۔ تقریبات، بیاہ شادیوں اور گھروں میں **مُرغ** کا گوشت دستر خوان کی زینت بننے لگا۔ مسلمان بادشاہوں، نوابوں، امیروں اور رئیسوں کی یہ من بھاتی غذا رہی ہے۔ دورِ حاضر میں بھی **مُرغ** کے گوشت کی ہردلعزیزی میں کمی نہیں آئی بلکہ فنِ مُرغبانی تیزی سے ترقی پذیر ہے۔

مُرغ کا گوشت کثیر الغذا اور عمدہ خون پیدا کرتا ہے۔ بھوک تیز کرتا اور جسم کو خوبصورت بناتا ہے۔ اس کا شوربہ گرمی کے سوا ہر قسم کے بخاروں میں مفید ہے۔ فہم و فراست اور دماغ کو چست اور چالاک بناتا ہے۔ **مُرغ** جتنی کم عمر کا ہو اتنا ہی اس کا گوشت مفید ہے۔ ﴿فیضانِ طبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: ۲۶۹﴾

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے **مُرغی** کا گوشت پہلے درجے میں گرم تر ہوتا ہے۔ معدہ کے لئے ہلکا اور زود ہضم ہے، دماغ میں قوت پیدا کرتا ہے، قوتِ باہ بڑھاتا ہے، آواز صاف کرتا ہے، رنگ نکھارتا ہے، عقل کو تقویت بخشتا ہے، صالح خون پیدا کرتا ہے۔ ﴿طبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: ۵۱۷ ❖ شمائلِ کبریٰ: ۱/۱۲۴﴾

اونٹ، گائے، بکری، ہرن، **مُرغ** و دیگر پرندوں کا گوشت چونکہ انسانی مزاج کے مطابق ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انسان کے لئے مفید بھی ہے نیز یہ جانور بُرے اوصاف بھی نہیں رکھتے جس سے کہ اس بات کا امکان ہو کہ انسان میں بھی بُرے اوصاف پیدا ہو جائیں گے۔ اِسی لئے اِن جانوروں کا گوشت حلال کر دیا گیا ہے۔

﴿احکامِ الٰہی کی حکمتیں: ۴۴﴾

Marfat.com

حضرت احمد بن عمر انصاری ابوالعباس مرسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ زمانے کے قطب اور ولایت میں مخلوق کے مشارالیہ تھے' مغربی الاصل تھے اور اسکندریہ میں آ کر قیام فرما ہو گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کرامات بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال اسکندریہ میں ۶۸۶ھ میں ہوا۔

ایک مرتبہ سلطان یعقوب نے حکم دیا کہ ایک **مُرغی** ذبح کی جائے اور دُوسری گلا دبا کر ماردی جائے' دونوں کو اسی طرح کر کے پکایا گیا۔ پھر حضرت کے سامنے رکھ کر خود بھی کھانے کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ جب حضرت نے دونوں مرغیوں کو دیکھا تو گلا دبا کر ماری ہوئی کے متعلق خادم کو حکم دیا کہ اسے اُٹھا لیا جائے یہ تو مردار ہے' لیکن اب میں دوسری بھی نہیں کھاؤں گا کیونکہ پہلی کا شوربا اس کے ساتھ مل گیا ہے۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء:::۲/۳۵۲﴾

قریشی محمد شریف گلزار صاحب اپنی تصنیف ''مُرغ بانی'' کے صفحہ نمبر ۷ پر رقمطراز ہیں کہ ''مُغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا کے عہد میں نادرشاہ نے دہلی پر یلغار کی۔ رنگیلا نہایت خُوش خوراک تھا۔ اُس نے ایک موقع پر نادرشاہ کی ضیافت کی جس میں **مُرغ** کے پکوان خاص طور پر شامل تھے۔ نادرشاہ نے شاہی باورچی سے پوچھا کہ **مُرغ** کے گوشت کا کون سا حصہ لذیذ ترین ہوتا ہے۔ شاہی باورچی نے عرض کیا: جہاں پناہ پوست (یعنی کھال) بادشاہ نے مُسکرا کر کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن آجکل **مُرغ** کی کھال اُتار کر پھینک دی جاتی ہے اور لوگ اس کی لذت اور غذائیت سے محروم رہتے ہیں۔ دیہات میں البتہ کھال سمیت گوشت پکانے کا رواج بہت حد تک قائم ہے۔

Marfat.com

ایک خانساماں باورچی خانے میں مرغ مسلّم بھون رہا تھا۔ بھونتے بھونتے نمک کا ذائقہ چکھنے کے لئے اُس نے ایک چھوٹی سی بوٹی منہ میں ڈالی۔ تو بڑی لذیذ معلوم ہوئی' لذت کا آنا تھا کہ طبیعت میں رغبت وحرص پیدا ہوئی' چکھتے چکھتے مرغ کی پوری ٹانگ ہی ڈکار گیا۔

اب جب طشتری میں مرغ مالک کے سامنے آیا تو چونکہ مسلّم تھا' اِس لئے فوراً ہی اُس نے بھانپ لیا کہ مرغ کی ایک ٹانگ غائب ہے۔ خانساماں سے پوچھا: مرغ کی دوسری ٹانگ کہاں گئی؟

خانساماں نے جیسے پہلے ہی سے جواب گھڑ رکھا تھا بولا: ''حضور! یہ مرغ دراصل تھا ہی ایک ٹانگ والا''۔

یہ جواب سن کر مالک سخت حیران ہوا۔ بات چونکہ ناقابل یقین تھی اِس لئے اُس نے بڑی حیرت سے پوچھا: کیا کہتے ہو' میں نے اپنی پوری زندگی میں ایک ٹانگ والا مرغ کبھی نہیں دیکھا۔ نوکر نے جواب دیا: ''ناراض نہ ہوں' میں آپ کو ایسا مرغ دکھادوں گا''۔

دوسرے دن دوپہر کو مالک اور اُس کا خانساماں بازار میں جارہے تھے کہ ایک مرغا اپنی ایک ٹانگ پر کھڑا نظر آیا۔ نوکر نے فوراً اپنے مالک کو اُس طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا: دیکھئے حضور! وہ رہا ایک ٹانگ والا مرغا!

مالک نے آگے بڑھ کر جب ''ہُش ہُش'' کہا تو مرغ نے جھٹ دوسرا پاؤں زمین پر رکھ دیا اور ڈر کر ایک طرف کو بھاگ نکلا۔

مالک نے نوکر کی طرف گھور کر معنی خیز نظروں سے دیکھا تو نوکر نے ہوشیاری سے جواب دیا...... ''حضور! دبدبہ اور رُعب ہی ایسا ہے' اگر آپ اُس مرغ کو بھی اِسی طرح ہُش ہُش کہہ دیتے تو یقیناً وہ بھی اپنی دوسری ٹانگ نیچے کر لیتا۔

(انڈا تحقیق کی روشنی میں: ۴۱ ☆ فرہنگ آصفیہ: ۳۲۷/۴ ☆ مخزنِ علم ودانش: ۹۰)

Marfat.com

سہیل بن ہارون بہت کنجوس تھا' اُس کے عجیب وغریب قصے ہیں' اُن میں سے ایک قصہ دعبل بن علی الخزاعی سناتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم سہیل کے پاس گئے اور دیر تک اُس کے پاس بیٹھے رہے' نہ خود کچھ کایا نہ ہمیں کچھ کھلایا' یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے مرنے کے قریب ہو گیا' بالآخر اس نے اپنے غلام سے کہا: ''میرا کھانا لے آ'' وہ ایک پیالہ لایا' جس میں مُرغ کا سالن تھا۔ اُس نے پیالہ میں جھانک کر غلام سے کہا: ''اے غلام! اِس کا سر کہاں ہے؟'' اُس نے کہا: ''وہ تو میں نے پھینک دیا ہے' سہیل نے کہا: ''اللہ کی قسم مجھے اس کا پنجہ پھینکنے والے سے سخت نفرت ہے' سر پھینکنے والے کی نفرت کا میرے دل میں کیا عالم ہوگا؟'' اُس نے مزید کہا......

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ سر تو سارے اعضاء کا سردار ہوتا ہے' اِسی سے وہ بانگ دیتا ہے۔ اگر اس کی آواز نہ ہوتی تو میں اسے نہ چاہتا' اسی میں اس کی کلغی ہوتی ہے جسے متبرک سمجھا جاتا ہے اور اسی میں اس کی آنکھیں ہوتی ہیں جسے شفافیت میں بطورِ مثال پیش کیا جاتا ہے' چنانچہ کہا جاتا ہے ''چشم مرغ کی طرح شفاف شراب'' اور اس کے دماغ (کے کیا کہنے وہ تو) گردوں کے درد کے لئے عجیب اکسیر دوا ہے' دماغ جیسی کوئی ہڈی نظر نہیں آتی جسے میں بڑے مزے سے دانتوں کے نیچے چباؤں' ایسا مت سوچ کہ میں اسے نہیں کھاؤں گا' کیا بچے اسے نہیں کھایا کرتے تھے؟ اگر تو اپنی شرافت اور طبعی نفاست کی وجہ سے اسے نہیں کھا سکتا تو ہمارے ہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو اسے کھائیں گے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ سر کا گوشت' پسلی اور گردن سے زیادہ اچھا ہوتا ہے' جا دیکھ وہ کہاں ہے؟''

غلام نے کہا: ''بخدا مجھے نہیں معلوم کہ وہ اس وقت کہاں پڑا ہے اور یہ کہ میں نے اُسے کہاں پھینکا ہے؟'' اُس نے کہا: ''اللہ کرے تیرے پیٹ میں کیڑے پڑیں' تو

Marfat.com

نے اسے اپنے پیٹ میں پھینکا ہے۔ ﴿حیاۃ الحیوان: ۱/۵۱۳ ☆ لطائف ونوادر: ۵۱۰﴾

ایک پولیس والا مُرغ سیخ کباب والے سے بولا سچ سچ بتاؤ کہ مُرغ کے گوشت میں گائے کا گوشت کتنا ملایا ہے' ورنہ چالان کردوں گا۔

سیخ کباب والا بولا: حضور جھوٹ نہیں بولتا صرف ففٹی ففٹی یعنی ایک مُرغی ایک گائے۔

حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک بن مروان کھانے کا بہت حریص تھا۔ چنانچہ اس کے بارے میں منقول ہے کہ بعض دن وہ صبح کو ناشتہ میں چالیس تلی ہوئی مرغیاں چالیس انڈے چوراسی کلیجیاں معہ ان کی چربی کے اور اسی گردے کھا جاتا تھا اور پھر اس کے بعد بھی عام دسترخوان پر بیٹھ کر لوگوں کے ساتھ بھی کھاتا تھا۔

ایک مرتبہ خلیفہ حج کرنے گیا اور حج کرنے کے بعد طائف پہنچا وہاں اس نے سات سو انار، **مُرغی** کے چوزے اور ایک ٹوکرا کشمش کا کھایا۔

کہتے ہیں کہ اس کی موت کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک دن اس نے چار سو انڈے اور آٹھ سو دانے انجیر اور چار سو عدد کلیجیاں معہ ان کی چربی کے اور بیس عدد مرغیاں کھالی تھیں۔ چنانچہ اس کو ہیضہ ہو گیا اور اسی بیماری میں بمقام مُرج دابق اس کا انتقال ہو گیا۔ ﴿حیات الحیوان: ۲/۱۱۸﴾

محمد قیوم اعتصامی رقمطراز ہیں کہ یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے کہ گوشت یہی بکرے یا بکری کا گوشت ڈیڑھ روپے یعنی ایک روپے آٹھ آنے فی سیر بکا کرتا تھا۔ آج سے

Marfat.com

دس سال پہلے ایک روپے میں صرف سولہ آنے ہوتے تھے آج کی طرح سو پیسے نہیں تھے۔غرض بکری کا گوشت ان دنوں بھی آج کی طرح مہنگا سمجھا جاتا تھا۔اس کی کیا وجہ ہے؟ ہمیں ہرگز معلوم نہیں ہے۔ بہر حال عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بکرے کا گوشت سستا ہونے کے باوجود اس کے بارے میں یہ بھی سمجھا جاتا تھا اتنا سستا گوشت پروٹین سے ان رچ نہیں ہوسکتا۔اس لئے لوگ ان دنوں مرغ و ماہی' تیتر' بٹیر کی طرف دیکھتے تو منہ میں پانی بھر لایا کرتے تھے۔

کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ جس قسم کا گوشت پکایا جائے ویسے اوصاف پیدا ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ جنگلی قبائل میں یہ تاثر عام پایا جاتا ہے کہ شیر کا گوشت کھانے سے بہادری دلیری اور بے خوفی و بے باکی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ یہی تاثر مہذب دنیا کے بعض لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے کہ شیر کا گوشت بہادری پیدا کرتا ہے۔حالانکہ جنگلی قبائل اور مہذب دنیا کے لوگوں کا یہ خیال درست نہیں ہے۔فارسی زبان میں بکری کو بُز کہتے ہیں۔اُردو میں کم ہمت کو بزدل کہتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ بکری یا بکرے کا گوشت بُزدلی نہیں پیدا کرتا۔اگر متعلقہ جانور کا گوشت کھانے سے وہی اوصاف پیدا ہوتے ہوں تو بُز (بکری) کا گوشت کھا کر تو انسان کو بے ہمت ہونا چاہیے۔چونکہ ایسا نہیں ہے اگر ہونا چاہئے تو پھر مرغ کون سا بہادر جانور ہے۔اس کا گوشت کھا کر انسان میں مرغ کی صفات کا در آنا لازمی ٹھہر جانا چاہئے۔کیونکہ ہم نے یہ کبھی نہیں دیکھا کہ کسی نے مرغ کا گوشت کھایا اور وہ کچھ دیر بعد بانگیں دینا شروع کردے تو ثابت ہوا نہ بُز (بکری) کا گوشت بزدلی پیدا کرتا ہے نہ مرغ کا گوشت بانگوں پر اکساتا ہے۔اس طرح اس نور یلے کی طرح عام لوگوں کو بھی بکری کے گوشت کی حالیہ مہنگائی کی وجہ سے گھر گھر مرغی خانے کھولنے میں عار نہیں ہونی چاہئے۔

(عجائبات عالم:۱۰۶)

Marfat.com

جہانگیر جب بھی کسی پرندے یا جانور کا ذکر کرتا اس کے شریعت محمدی کے بمطابق حرام یا حلال ہونے کے متعلق اپنی رائے دیتا۔اس کے علاوہ بابر و جہانگیر نے گوشت کے ذائقہ کے بارے میں اپنے مشاہدات درج کیئے ہیں ایک جگہ لکھتے ہیں ''مرغوں میں سے کچھ کی ران کا گوشت اور کچھ کی چھاتی لذیذ ہوتی ہے لیکن خرچل کے جسم کا ہر حصہ لذیذ ہوتا ہے''۔﴿جانوروں اور پرندوں کی حیرت انگیز دُنیا کا انسائیکلو پیڈیا:۱۹۹﴾

ایک دانا آدمی کا بیان ہے کہ مجھے ایک کوئی شخص نے اپنے گھر دعوت پر بلایا' میں گیا تو اُس نے میرے سامنے مرغی رکھی' میں نے اس کا شوربا کھایا اور گوشت کھانے کی بہت کوشش کی' مگر وہ اتنا سخت تھا کہ میں اُسے نہ کھا سکا' وہ رات میں نے اس کے پاس گذاری' اُس نے دوسرے دن وہی ہانڈی چولہے پر چڑھائی' اس میں شکر ڈال کر اس کا ''زیرباج'' (ایک قسم کا کھانا ہے) بنایا' دوسرے دن بھی میں نے شوربا کھایا اور بارہا کوشش کے باوجود میں گوشت نہ کھا سکا کیونکہ وہ سخت ہی اتنا تھا کہ اسے چبانا تو درکنار دانتوں سے کاٹنا بھی ممکن نہیں تھا' وہ دوسری شب بھی میں نے اس کے ہاں بسر کی' تیسرے دن اُس نے غلام سے کہا: ''شوربے سے گوشت الگ کر کے اچھی طرح بھون لو تا کہ یہ بھنا گوشت بن جائے'' غلام نے حکم کی تعمیل کی' وہ بھنا گوشت میرے سامنے دسترخوان پر رکھ دیا گیا' میں نے صرف شوربا کھایا' گوشت کڑاہی میں بھوننے کے باوجود اب بھی پتھر کی طرح اس قدر سخت اور مضبوط تھا کہ میں بھرپور کوشش کے باوجود نہ کھا سکا' بالآخر میں نے تھک ہار کر گوشت کا ایک پارچہ اُٹھایا اور اسے قبلہ کی جانب رکھ کر اس پر نماز پڑھنے لگا' اس نے کہا: ''ارے صاحب! یہ کیا کر رہے ہو؟'' میں نے کہا:

Marfat.com

میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ گوشت اللہ تعالیٰ کی کسی ''پہنچی ہوئی سرکار'' کا ہے' کیونکہ اسے تین مرتبہ آگ میں ڈالا گیا مگر اسے کچھ اثر ہی نہیں ہوا''۔

ابھی میں اس سے اجازت لے کر واپسی کے لئے پر تول رہا تھا کہ کسی پڑوسی نے دروازے پر دستک دی اور کہا:

''اپنا وہ گوشت مجھے اُدھار دے دیجئے' کل ہمارے پاس ایک مہمان آئیں گے ہم اُس کے لئے یہ گوشت پکائیں گے' اللہ نے چاہا تو ہم تمہیں واپس کر دیں گے''۔

اُس نے وہ گوشت اپنے پڑوسی کو دے دیا۔ (الشھابی' الغرر' ص ۱۸۹)

(لطائف ونوادر: ۵۰۹)

حضرت شیخ شرف الدین سعدیؔ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۹۱ھ) اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''گلستانِ سعدیؔ'' کے باب سوم کی حکایت نمبر ۱۹ر میں فرماتے ہیں......

مرغ بریاں بچشم مردم سیر ...... کمتر از برگ ترہ بر خوانست
وانکہ را دستگاہ وقدرت نیست ...... شلغم پختہ مرغ بریانست

ترجمہ:- پیٹ بھرا ہوا ہو تو مُرغ کباب' ساگ پات سے بھی حقیر ہوتا ہے اور جس کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو' بھوک نے تنگ کر رکھا ہو' اُس کے لئے ساگ پات بھی مُرغ مسلّم ہے۔

میاں دائم اقبال دائمؔ رحمۃ اللہ علیہ آف واسوؔ نے حضرت شیخ سعدیؔ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف ''گلستانِ سعدی'' کا پنجابی میں ترجمہ بنام ''پنجابی گلستان'' کیا ہے انہی اوپر والے اشعار کا اُنہوں نے پنجابی میں ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

بُھنیاں ککڑ کھا جو رجیا اونہوں کی جُھرانیں
دستر خوان تے ساگدے پتر نالوں وی گھٹ جانیں

Marfat.com

تے جس وچہ نہیں قدرت طاقت وچ پچھ اوس کنگالوں
پکّہ گونگلو وی گھٹ ناہیں بُھنے ککڑ نالوں

خالد مسعود خاں اپنی تصنیف ''ابا کہاں سے لبھاتھا'' کے صفحہ نمبر ۶۸ پر فرماتے ہیں۔

توانائی ہے اور پُھرتی ہے، جس کے دست و بازو میں
پلیٹ اُس کی ہے، چمچہ اُس کا ہے، ڈونگا اُسی کا ہے
یہ بوفے ہے، یہاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو خود بڑھ کر اُٹھا لے ہاتھ میں، مُرغا اُسی کا ہے

ہیضہ کا علاج

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء سے منقول ہے کہ جس شخص نے بہت زیادہ کھالیا ہو اور اس کو ہیضہ ہونے کا ڈر ہو تو اس کو چاہیئے کہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتا رہے اور یہ کلمات پڑھے:

اللیلۃ لیلۃ عیدی یا کرشی و رضی اللہ
عن سیدی ابی عبداللہ القرش

﴿حیات الحیوان:۱۱۹﴾

Marfat.com

مُرغ اور جذبۂ قربانی کا صلہ

ایک غریب آدمی کو اہواز (فارس کی ایک ریاست کا نام ہے) کا قاضی مقرر کیا گیا' جب عید الاضحیٰ کے دِن قریب آئے تو قاضی صاحب کی حالت نہایت خستہ تھی' قربانی کرنے کے لئے اُن کے پاس کچھ نہ تھا' اُنہوں نے اپنی بیوی سے پرشکوہ انداز میں اس کا ذکر کیا' بیوی نے کہا: ''گھبرانے کی ضرورت نہیں' میرے پاس ایک بڑا ''ککڑ'' (مرغا) ہے جسے میں نے کھلا کھلا کر خوب موٹا کیا ہے' قربانی کے دن ہم اسے ذبح کریں گے''۔ جب عید کا دن آیا تو قاضی صاحب عید پڑھانے عید گاہ تشریف لے گئے' پیچھے گھر والوں نے مرغ ذبح کرنا چاہا تو وہ اُڑ کر پڑوسیوں کی چھت پر چلا گیا' گھر والے اس کے پیچھے پیچھے اور وہ سب سے آگے آگے' تمام محلے والوں میں اس کی خبر پھیل گئی' پڑوسی مالدار تھے' اُنہیں قاضی صاحب کی حالت پر بڑا رحم آیا۔ چنانچہ ہر ایک نے بطورِ ہدیہ (گفٹ) مینڈھا قاضی صاحب کے گھر بھیجا' دیکھتے ہی دیکھتے گھر میں بہت سے مینڈھے جمع ہو گئے۔ قاضی صاحب عید گاہ میں تھے' اُنہیں اس واقعہ کی خبر تک نہ ہوئی۔ جب گھر لوٹے اور بہت سے (تقریباً تیس) مینڈھے دیکھے تو حیران ہو گئے۔ بیوی سے پوچھا: ''اتنے مینڈھے کہاں سے آئے'' اُس نے کہا: ''محلے کے فلاں فلاں گھر سے آئے ہیں'' اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ قاضی نے کہا: اپنا یہ ''ککڑ'' سنبھال کر رکھنا' حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے فدیے (بدلے) میں اللہ نے صرف ایک مینڈھا بھیجا تھا اور ہمارے اس ''ککڑ'' کے بدلے ہمیں اتنے سارے مینڈھے عطاء فرمائے ہیں۔

﴿بہجۃ المجالس: ۱/۲/۵۵۴/از ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ ☆ نزہۃ المجالس: ۱/۴۴۱/۱ ☆ لطائف ونوادر: ۳۶۶﴾

Marfat.com

مُرغی کے انڈے

مرغ اور مرغیاں عرصہ دراز سے ہمارے معاشرے کا جزو ہیں اور آج بھی ہیں' لیکن یہ بہر نوع معاشرے سے بالاتر نہیں ہیں اور نہ ہی ہو سکتی ہیں۔ معاشرتی طور پر ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ یہ بغیر ''کڑک'' ہوئے مسلسل انڈے دیتی رہیں، لیکن یہاں قدرتی طور پر یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ اگر مرغیاں کڑک ہی نہ ہوں تو انڈوں کو لینے کے لئے مرغ کا تو کڑک ہونے سے رہے۔ توقع ہے کہ ہماری مرغیاں اپنی ان بھاری ذمہ داریوں کو پوری خوش اسلوبی کے ساتھ نبھاتی رہیں گی اور معاشرے نے ان کو جو بلند مقام عطا کیا ہے یا انہوں نے خود اپنی اہلیت اور کارکردگی کی بنا پر معاشرے میں جو بلند مقام حاصل کرلیا ہے اس سے ایک اعشاریہ بھی نیچے کی طرف آنے کو تیار نہیں ہوں گی۔

مُرغی کے انڈے گرم اور مائل بہ رطوبت وبیس ہیں لیکن بیاروق کا قول ہے کہ **مُرغی** کا انڈا سرد تر ہے اور اس کی زردی جگر کے لئے بہت گرم ہے مگر قوت باہ کو بہت نافع ہے۔ اگر **مُرغی** کے انڈے کا روزانہ استعمال بلا ناغہ کیا جائے تو چہرے پر داغ پیدا کرتا ہے نیز انڈا دیر ہضم ہوتا ہے اس لئے اس کی اس مضرت سے بچنے کے لئے صرف زردی کا استعمال کیا جائے۔ سب سے اچھا انڈا **مُرغی** اور تیتر کا ہوتا ہے بشرطیکہ تازہ اور نیم برشت ہو۔ سخت انڈا ابخار پیدا کر دیتا ہے۔ انڈا اگر ہضم ہو جائے تو بہت غذائیت دیتا ہے۔ اگر انڈے کو سرکہ کے ساتھ ملا کر کھایا جائے تو شکم میں بستگی پیدا کرتا ہے۔ سادہ انڈا معدہ اور مثانہ کی حرارت اور نفث الدم کو فائدہ دیتا ہے سب سے

Marfat.com

زیادہ فائدہ دینے والا انڈا اُبالا ہوا ہوتا ہے۔ ﴿حیات الحیوان:۲/۱۲۵﴾

حکیم محمد اسلم شاہین قادری عطاری صاحب اپنی تصنیف لطیف ''فیضانِ طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے صفحہ نمبر ۱۶۷ پر رقمطراز ہیں کہ

صاحب نزہۃ المجالس فرماتے ہیں کہ عمدہ انڈا سیاہ رنگ کی چھوٹی **مُرغی** کا ہوتا ہے کیونکہ وہ خصوصیت سے مقوی قلب ہوتا ہے۔ اگراس کی زردی گھی اور زعفران میں ملا کر ورم پر لیپ کی جائے ورم کو پکاتی ہے۔ مرغابی کا انڈا انسان کو بڑا مفید ہے۔ اس سے فہم بڑھتا ہے۔ طب جدید کے مطابق باسی انڈوں کی نسبت تازہ انڈے ہمیشہ بھاری ہوتے ہیں۔ اچھے اور گندے انڈے کی پہچان یہ ہے کہ پاؤ بھر پانی میں نصف چھٹانک نمک حل کر کے ایک ایک انڈا ڈال کر دیکھیں۔ اگر ڈوب جائے تو دُرست ہے۔ اگر تیرنے لگے تو خراب ہے۔ **مُرغی** کے انڈے کی زردی مرکب القویٰ مائل بہ گرمی ہے اور سفیدی سرد تر ہوتی ہے۔ نیم بریاں (آدھا ابلا) بہترین اور زیادہ خون پیدا کرتا ہے۔ یہ دل' دماغ' بدن اور باہ کو تقویت دیتا ہے۔ کمزور مریضوں کے لئے بہترین غذا ہے۔ اس کی زردی کا تیل بال پیدا کرتا ہے۔ جب بچوں کو قے اور دست آتے ہوں اور کوئی غذا ہضم نہ ہو تو ''اہلیومن واٹر'' پلایا جاتا ہے۔

''اہلیومن واٹر'' ایک انڈے کی سفیدی کو پاؤ بھر پانی میں پھینٹ کر بقدر ذائقہ چینی ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔

نزہۃ المجالس جلد اول میں بیہقی کے حوالے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک نبی نے بارگاہِ ربُ العزت عزوجل میں ضعف (بدن) کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے انڈے کھانے کا حکم فرمایا۔

بوعلی سینا نے انڈے کی زردی کو حار طب لکھا ہے' یہ عمدہ اور صالح خون پیدا کرتا

Marfat.com

ہے۔ معمولی طور تغذیہ کرتا ہے اور اگر انڈا اُبال کر استعمال کیا جائے تو معدے سے تیزی کے ساتھ نیچے کی جانب جاتا ہے۔

ایک قابل طبیب لکھتا ہے کہ انڈے کی زردی حلق اور سانس کی نالی کی چکنا اور ملائم کرتی ہے۔ یہ حلق کے امراض کھانسی، پھیپھڑے، گردے اور مثانے کے زخموں کے لئے نفع بخش ہے۔اس کے استعمال سے حلق کی خشونت ختم ہو جاتی ہے۔ بالخصوص شیریں بادام کے تیل کے ساتھ اس کا استعمال اور بھی نفع بخش ہے۔ مواد سینہ کو پختہ کر کے اس کو نرم کرتا ہے اور حلق کی خشونت کے لئے مسہل ہے۔ اگر آنکھ میں گرم ورم ہو جائے اور اس سے درد ہو تو انڈے کی سفیدی کے چند قطرے آنکھ میں ٹپکانے سے درد ختم ہو جائے گا اور آنکھ میں ٹھنڈک پہنچنے کی وجہ سے سکون ملے گا۔ اگر آتش زدہ جلد پر اس کا ضماد کریں تو آبلے نہ آئیں گے۔ اگر درد کے مقام پر اس کا ضماد کریں تو درد جاتا رہے گا اور اس کے ضماد سے حفاظت ہوگی۔ اگر گوند کے ساتھ اس کو آمیز کر کے پیشانی پر ضماد کیا جائے تو نزلے کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

بوعلی سینا نے دل کی دواؤں میں اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے اگر چہ یہ دل کی عام دواؤں میں سے نہیں پھر بھی اس کی زردی کو تقویت قلب میں خاص مقام حاصل ہے اس لئے کہ اس میں تین خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

(1) یہ بہت جلد خون بن جاتا ہے (2) دوسرے اس سے فضلہ کی مقدار کم ہوتی ہے (3) تیسرے یہ کہ اس سے پیدا ہونے والا خون دل کی غذائیت کے کام آنے والے خون کی طرح ہلکا ہوتا ہے، تیزی کے ساتھ دل کی جانب منتقل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے جوہر روح کو تحلیل کرنے والے عام امراض کی تلافی کے لئے اسے سب سے مناسب مانا جاتا ہے کیونکہ اس سے بہت جلد تحلیل روح ہوتی ہے۔

Marfat.com

کسی نے انڈے کے متعلق درج ذیل اشعار کہے:

اَلا قُلْ لِاَهْلِ الرَّأیِ وَالْعِلْمِ وَالْاَدَبْ ۞ وَكُلِّ بَصِيرٍ بِالْاُمُوْرِ أَخِيْ أَرَبْ
أَلَا خَبِّرُوْنِي أَيَّ شَيْءٍ رَأَيْتُم ۞ مِنَ الطَّيْرِ فِيْ أَرْضِ الْاَعَاجِمِ وَالْعَرَبْ
قَدِيْمٌ حَدِيْثٌ وَهُوَ بَادٍ وَحَاضِرٌ ۞ يُصَادُ بِلَا صَيْدٍ وَاِنْ جُدَّ فِي الطَّلَبْ
وَيُؤْكَلُ أَحْيَانًا طَبِيْخًا وَتَارَةً ۞ قَلِيًا وَمَشْوِيًّا اِذَا دُسَّ فِي اللَّهَبْ
وَلَيْسَ لَهٗ لَحْمٌ وَلَيْسَ لَهٗ دَمٌ ۞ وَلَيْسَ لَهٗ عَظْمٌ وَلَيْسَ لَهٗ عَصَبْ
وَلَيْسَ لَهٗ رِجْلٌ وَلَيْسَ لَهٗ يَدٌ ۞ وَلَيْسَ لَهٗ رَأْسٌ وَلَيْسَ لَهٗ ذَنَبْ
وَلَا هُوَ حَيٌّ لَا، وَلَا هُوَ مَيِّتٌ ۞ اَلَا خَبِّرُوْنِيْ اِنَّ هٰذَا هُوَ الْعَجَبْ

ترجمہ:- (۱) سنو! اصحاب رائے، اربابِ علم وادب اور ان تمام دانشوروں سے کہہ دو جو ضرورت مندوں کے معاملات میں بخوبی واقف ہیں۔

(۲) مجھے بتاؤ! سرزمین عرب وعجم میں پرندوں کی ایسی کون سی چیز تم نے دیکھی ہے۔

(۳) جو نئی بھی ہے اور پرانی بھی، شہروں میں بھی ہے اور دیہاتوں میں بھی، اگرچہ سنجیدگی کے ساتھ اس کو معمولی تلاش کیا جائے تو بغیر شکار کے شکار ہو جاتی ہے۔

(۴) کبھی اس کو پکا کر کھایا جاتا ہے اور کبھی انگاروں پر بھون کر۔

(۵) اس کا گوشت ہے نہ خون اور نہ ہڈی ہے نہ پٹھا۔

(۶) نہ اس کا پاؤں ہے نہ ہاتھ، اور نہ سر ہے نہ دُم۔

(۷) وہ زندہ ہے نہ مردہ، خدارا بتاؤ! یہ بڑی ہی عجیب اور حیران کُن چیز ہے۔

﴿العقد: ۲/۳۷۴، علامہ ابن عبدربہ، ☆ لطائف ونوادر: ۱۱۹﴾

Marfat.com

انڈے کی تاثیر

تاثیر کے لحاظ سے انڈہ تیسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں تر ہے۔ البتہ اگر اس کے حصے یعنی زردی اور سفیدی الگ الگ کر دیئے جائیں تو سفیدی سرد تر ہے اور زردی گرم خشک۔ یہی وجہ ہے کہ ستارہ شناسی کے ماہرین (اہل نجوم) کے نزدیک انڈے کا مزاج آفتابی قسم کا اثر وحرارت رکھتا ہے۔ چنانچہ اس گروہ کا کہنا ہے کہ انڈوں کا بکثرت استعمال عقل وخرد کو کھو دیتا ہے اور جسم انسانی میں جلالی واشتعالی قوتوں کو اُبھارتا ہے۔

اس کا چھلکا ہڈیوں کو تقویت فراہم کرنے کا ذریعہ اور انہیں مستحکم بنانے میں ممدو معاون ہے اور کیلشیم کے سے فرائض سرانجام دیتا ہے (اور ہماری بد قسمتی اور بے خبری کا یہ عالم ہے کہ ہم چھلکے کو حقیر جانتے اور اس کے طریق استعمال سے یکسر ناواقف ہیں) انڈے کی زردی کے بارے میں اطباء قدیم کی رائے یہ ہے کہ اس کا تیل موسم سرما میں اعصابی توانائی کے لئے خصوصی افادیت کا حامل ہے۔

افادی پہلو

انڈے کے افادات کا تذکرہ کرنے سے پہلے یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ انڈا کو باافراط کبھی استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ اور چوبیس گھنٹوں میں اس کی تعداد استعمال ایک دو سے متجاوز نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اس کا معتدل استعمال ہی فائدہ بخش ہوا کرتا ہے...... اور ایسی صورت میں انڈا کائنات جسمانی میں (بشرطیکہ وہ کسی خاص مرض میں مبتلا نہ ہو) خونِ صالح پیدا کرنے کا موجب اور جلد کی رنگت کو نکھارتا ہے۔ یہاں یہ ایک اور بات بھی ملحوظ رہنی چاہیئے کہ انڈوں کو استعمال اور اس کے افادات سے مستفید ہونے کے لئے سب سے پہلے انسان کو اپنے مزاج (حدت یا برودت) سے

Marfat.com

آگاہ ہونا چاہیئے۔

تندرست یا کم از کم بیماریوں سے محفوظ آدمی کے لئے اعتدال کے ساتھ (یعنی ایک دو انڈے یومیہ) کھانے سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

☆ دُبلے پتلے جسم کو فربہی عطا کرتا ہے۔

☆ ماں کے دودھ کا مناسب نعم البدل ہے جو جسم میں کمی خون کو پورا کرنے میں مدد دیتا ہے۔

☆ نسیان زدہ شخص کی قوتِ حافظہ کو بڑھاتا اور بھولی بسری باتیں یاد دلانے کی صلاحیت رکھتا ہے

پیدل چلنے اور زینے وغیرہ پر چڑھنے سے جن لوگوں کا سانس پھول جاتا ہو'ان کے لئے مفید ہے۔

دِق اور شوگر کے مریضوں کے لئے بحالی قوت کی بہترین غذا ہے۔ اور غضب کا ٹانک ثابت ہوا ہے۔

جن افراد کو نزلہ کے عارضہ میں' سینے پر نزلہ گرنے کی شکایت ہو'ان کے لئے اس عارضہ سے شفائے کاملہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

مسلسل البول کے عارضہ میں (بشرطیکہ یہ کسی مرض اور دیرینہ مرض کی پیداوار نہ ہو) جسمانی کرشمات کا حاصل ہے۔

(انڈا تحقیق کی روشنی میں: ۲۳ راز حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی)

سفیدی کے خواص

سفیدی کا استعمال چہرے کے بدنما داغوں مہاسوں اور چھائیوں کو دور کرنے کے لئے ازبس مفید ثابت ہوتا ہے۔

Marfat.com

جسم میں کیلشیم کی کمی کو پورا کرنے میں اس سے بھرپور مدد ملتی ہے۔
چہرے کی دلکشی اور رنگت کو نکھارنے میں بھی اس کا کوئی جواب نہیں اور ترکیب اس کی یہ ہے۔ ایک انڈے کی سفیدی کو پاؤ بھر کھولتے ہوئے دودھ میں ڈال کر خوب پھینٹیں اور حتی الوسع چینی کی بجائے اس میں قدرے خالص شہد بقدر مٹھاس ملا کر پلائیں۔ ہفتہ عشرہ کے استعمال سے ہی جلد خصوصاً چہرہ پر دلکشی کے آثار ہویدا ہونے لگتے ہیں۔
جن بچوں کی ہڈیاں قدرتی طور پر قدرے ٹیڑھی ہوں یا دانت سیاہی مائل ہوں، یا وہ سوکھے ہوئے جسم رکھتے ہوں اگر انہیں مندرجہ بالا ترکیب کے تحت دن میں دو تین مرتبہ انڈے کی سفیدی کھلا دی جائے تو چند ہی روز میں عجیب الاثر بلکہ اکسیر الاثر ثابت ہوگی اور بچے کے ان نقائص میں نمایاں کمی واقع ہوگی۔

(انڈا تحقیق کی روشنی میں: ۳۳ / از حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی)

واہ رے انڈے واہ

یوں تو اللہ تعالیٰ نے بے شمار چیزیں اور نعمتیں پیدا کی ہیں اور کوئی چیز بھی بے فائدہ نہیں ہے، چیونٹی، مکھی، مچھر بھی بے فائدہ نہیں، گھاس پھونس بھی فضول نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ میں نے دُنیا میں کوئی چیز بغیر فائدے کے نہیں بنائی، ہاں یہ اور بات ہم انسانوں کی ناقص عقل میں یہ بات نہ آئے۔ انہی بے شمار نعمتوں میں ایک انڈا بھی شامل ہے۔ جب کیڑا مکوڑا گھاس تنکا تک فضول نہیں ہے تو پھر انڈا تو پھر انڈا ہے۔ درجہ ذیل انڈے کے طبعی نسخوں سے فائدہ اُٹھائیے۔

خشک کھانسی سے نجات

مریض کو ہر وقت گلے میں خراش ہو، ہر وقت کھوں کھوں کر رہا ہو تو صبح صبح نہار منہ

Marfat.com

انڈا اُبال کر نمک لگا کر کھا لے (چھلکا اُتارنا نہ بھولیے) تین روز متواتر کھانا ہے ان شاء اللہ افاقہ ہوگا' اگر کھانسی پرانی ہو چکی ہو تو ہفتہ پندرہ دن مسلسل انڈا کھائے' ان شاء اللہ مکمل آرام ہو جائے گا۔

شوگر کی پھنسیوں سے نجات

شوگر کے مریض کو اکثر پھنسیاں اور پھوڑے نکل آتے ہیں اور انتہائی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ انڈے کے چھلکوں کو باریک کوٹ پیس کر سفوف بنا لیں ایک چھوٹا چمچ یہی سفوف پانی کے ساتھ نگل لیں اگر سفوف کو یوں کھانا نہ چاہیں تو کیپسولوں میں ڈال کر کھا لیں ان شاء اللہ تکلیف دور ہو جائے گی۔

چھوٹے بچوں کا رال ٹپکنا

اکثر چھوٹے بچے رال ٹپکاتے ہیں ہر وقت ان کے منہ سے تھوکیں نکلتی رہتی ہیں' رالیں نکل نکل کر کپڑوں کا ستیاناس کر دیتی ہیں' ہر وقت قمیص کا دامن گیلا رہنے کی وجہ سے بدبو ہو جاتی ہے' کتنی دفعہ کپڑے تبدیل کرنے پڑتے ہیں' جب باندھے جاتے ہیں' بچے کی گردن وغیرہ پر پوڈر چھڑکا جاتا ہے' لیکن بچے پھر بھی بدبودار غلیظ رہتے ہیں' رالوں کی بندش کا ایک اکسیر نسخہ پیش خدمت ہے۔

مرغی جو زندگی کا پہلا انڈا دے وہ اُبال کر بچے کو کھلایا جائے' اگر بچہ سال سے چھوٹا ہے اُبلا ہوا انڈا نہیں کھا سکتا تو اُس کے لئے انڈے کو نیم بوائل کر کے چمچ کے ساتھ کھلائیں۔ کم از کم تین انڈے اسی قسم کے کھلائیں۔ مرغی کی زندگی کا پہلا انڈا ہونا شرط ہے۔ ان شاء اللہ تین انڈوں سے ہی منہ پر ڈھکن آ جائے اور رالیں ٹپکنی بند ہو جائیں گی۔

Marfat.com

گرتے بالوں اور گنج کا علاج

مجرب نسخہ ارسال کر رہا ہوں' ۴۸ عدد انڈے لے لیں انہیں سخت اُبال لیں' ٹھنڈے ہونے پر ان کے اندر سے پہلی ٹکیہ یعنی زردی نکال لیں تمام زردیوں کو لوہے کی کڑاہی میں ڈال کر آگ پر رکھ لیں مناسب آگ پر ان زردیوں کو جلائیں جب جل کر کوئلہ ہو جائیں تو دیکھیں گے ان سے تیل نکل آئے گا اُس تیل کو رات کے وقت جہاں جہاں سے بال گر رہے ہوں' وہاں لگائیں اگر سر پر مکمل گنج ہے تو تمام سر پر مالش کریں۔ سر پر کپڑا لپیٹ کر سو جائیں صبح سر دھولیں۔ مہینہ دو مہینہ متواتر لگانے سے جس جگہ سے بال اُتر چکے ہوں گے دوبارہ اُگ آئیں گے۔ یہ علاج گرمیوں کے موسم میں کریں' ایک تو گرمیوں میں انڈے سستے ہوتے ہیں دوسرا انڈے جلنے کی بدبو بہت زیادہ ہوتی ہے اس تیل کو لگا کر محفل میں نہیں بیٹھا جا سکتا۔ گرمیوں میں نہانا آسان ہوگا۔ (دیسی انڈے نہ مل سکیں تو فارمی انڈوں سے کام چلایا جا سکتا ہے) دیکھیں! کتنے کام کی چیز ہے۔ یہ چھوٹا سا انڈا پھر کیوں نہ کہیں واہ رے انڈے واہ۔

(ماہنامہ عبقری ستمبر ۲۰۱۱ء: ۳۵)

انڈا اور ایٹم بم کا دھماکہ

طاہر لاہوری صاحب اپنی خود نوشت سوانح حیات ''زندگی بے بندگی'' میں رقمطراز ہیں کہ حضرت استاد نظیر الحسن نظیر کھاتولوی انتہائی سادہ تھے' اُن کی سادگی کا ایک واقعہ تحریر کرتے ہیں کہ ایک محفل میں برق بریلوی صاحب نے ایٹم بم کا ذکر کیا تو حضرت نظیر کھاتولوی فرمانے لگے' میں نے بھی ایٹم بم کا تجربہ مرغی کے انڈے کے خول میں کیا تھا۔ میں نے اُسے ایک درخت کی جڑوں میں رکھ کر چلایا' درخت آسمان کی طرف اُڑ گیا۔ آج تک واپس نہیں آیا' اس طرح یہ تجربہ ناکام ہو گیا۔ سب لوگ

Marfat.com

ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ (زندگی بے بندی: ۱۲۲)

چوہوں کا ہوشیاری سے انڈے کھانا

ڈاکٹر ظفر علی راجہ اپنے ایک مضمون جو سیارہ ڈائجسٹ میں چھپا اُس میں لکھتے ہیں کہ ایک ماہر حیوانات نے بہت سی مُرغیاں پال رکھی تھیں۔ انڈوں کو محفوظ رکھنے کے لیے انہوں نے کمرے کی چھت کے ساتھ ایک تھیلی لٹکا رکھی تھی۔ مُرغیاں جتنے انڈے دیتیں یہ اُس تھیلی میں ڈال دیتے۔ چار پانچ دن کے بعد انڈے نکال کر فروخت کر دیتے یا استعمال میں لاتے۔ ایک مرتبہ انہیں یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ انڈوں کی تعداد بڑھنے کی بجائے روبروز گھٹتی جا رہی ہے۔ اُنہیں فوراً ایک نئے نوکر پر شک گزرا۔ بلا کر اُس کی گوشمالی کی، چور ٹھہرایا، ڈرایا دھمکایا، لیکن جب اُس نے قسمیں کھا کھا کر اپنی بے گناہی کا یقین دلا دیا تو اُنہوں نے اُس چور کو پکڑنے کا ارادہ کر لیا اور جاسوسی کی غرض سے اسٹور میں چھپ کر بیٹھ گئے، دم سادھ لیا اور نگاہیں دروازے پر مرکوز کر دیں۔ اچانک تھیلی میں سے دو انڈے اچھلے اور دھڑام سے زمین پر گر کر ٹوٹ گئے۔ ابھی وہ اس حیرت انگیز واقعے کو سمجھنے بھی نہ پائے تھے کہ اسٹور کے مختلف کونوں سے بے شمار چوہے نمودار ہوئے اور بڑے اطمینان سے انڈوں کو چاٹنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے چھلکے کا ایک ریزہ تک فرش پر باقی نہ رہنے دیا۔ ہوتا یوں تھا کہ دو تین دلیر قسم کے چوہے اسٹور میں رکھی ہوئی بوریوں کے ذریعے اس رسی تک پہنچ جاتے جس کے ساتھ وہ تھیلی لٹکی ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہ آسانی سے تھیلی میں داخل ہو جاتے اور اپنی برادری کی لذتِ کام ودہن کی خاطر انڈے نیچے گرا دیتے۔ پھر سب مل کر خوب مزے سے کھاتے۔

سونے کا انڈا دینے والی مرغی

ایک بہت لالچی آدمی تھا وہ ہر وقت یہ سوچتا رہتا تھا کہ اس کے پاس بہت دولت

Marfat.com

ہوا اس کی وجہ سے اُس کے دن رات بس دولت حاصل کرنے میں گزرتے تھے۔ایک دن وہ آدمی ایک کھیت میں گیا۔اُس نے دیکھا کہ کھیت کے ایک کونے میں ایک مُرغی بیٹھی ہے۔اُس نے اِدھر اُدھر دیکھ کر مُرغی کو پکڑنا چاہا' مگر مُرغی اُڑ کر دُور جا بیٹھی۔وہ مُرغی کے پیچھے دوڑنے والا تھا کہ اُس کی نظر اُس جگہ پر پڑی جہاں مُرغی بیٹھی ہوئی تھی۔نظر پڑتے ہی وہ ٹھٹک کر رک گیا۔وہاں تو ایک سفید انڈے کی بجائے سنہری انڈا جگمگا رہا تھا۔اُس کے دِل میں خیال آیا کہ وہ انڈے کو پہلے اُٹھائے پھر اُسے خیال آیا کہ انڈا تو اپنی جگہ سے نہیں بھاگ سکتا اس لئے پہلے مُرغی کو پکڑ لینا چاہیئے۔اُس نے بھاگ دوڑ کر کے مُرغی کو پکڑ ہی لیا۔اب اُس نے انڈا اُٹھالیا۔اُس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔وہ انڈا تو سونے کا تھا۔وہ خوشی خوشی مُرغی کو گھر لے آیا۔مُرغی روزانہ سونے کا ایک انڈا دیتی اور وہ اُسے بازار میں بیچ کر پیسے لے آتا۔مگر تھا وہ لالچی۔ایک بار اُس کے دل میں لالچ آیا کہ مُرغی کے پیٹ میں سے ایک ہی مرتبہ سارے انڈے نکال لینے چاہئیں۔لالچی آدمی بے وقوف بھی ہوتا ہے۔اُس نے جھٹ پٹ ایک تیز چھری نکالی اور مُرغی کو ذبح کر ڈالا' مگر پیٹ میں سے کچھ نہ نکلا۔اب تو وہ بہت پریشان ہوا۔مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔سچ ہے...... لالچ بری بلا ہے۔ ﴿انمول کہانیاں:۸۹﴾

انڈے کی بے لوث خدمات

یہ مزاحیہ کلام نہیں ایک مصدقہ و مسلّمہ حقیقت ہے جسے جھٹلانا اپنی عقل و شعور کو فریب دینے کے مترادف ہے۔مثال کے طور پر انڈا اس قلمی محفل میں منکرانِ عذابِ قبر کو درس و تدریس دینے میں اپنی بے لوث خدمات پیش کرتا ہے۔

عذابِ قبر کے منکر نے ایک دوست جو فلسفی تھا' تبادلہ خیالات کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ میں عذابِ قبر کا قائل نہیں ہوں۔آپ اگر فلسفے کے پروفیسر ہیں تو آج

Marfat.com

مجھے عذابِ قبر کا قائل کر دیں یا خود مادی وجود کے قائل ہو جاؤ۔

فلسفی نے ایک نظر اُٹھا کر اُس کے تیور کا جائزہ لیا اور اللہ کا نام لے کر اُس سے کہنے لگا۔ یہ عہد مجھے دستاویز کی شکل میں دو اور مجھ سے دستاویز کی صورت میں اس کا جواب لو۔ لہٰذا یہ بات متفقہ طور پر طے پا گئی۔

منکر عذابِ قبر کا سوال:...... میں عذابِ قبر کا قائل نہیں ہوں؟

فلسفی کا جواب:...... اے منکر عذابِ قبر سن' اس ضمن میں تو بندہ ناچیز آپ کے سامنے صرف اور صرف مرغی کے انڈے کا وجود پیش کرتا ہے۔ آپ ایمان کی حد تک قائل ہو جائیں گے۔ غور سے سنو! یہ انڈا بھی مثل قبر ہے۔

منکر...... کیسے۔

فلسفی ...... دیکھئے انڈے کے اندر ہوا کی آمد و رفت کے تمام ذرائع بند ہیں۔ ایک اس پر چھلکا' دوسرے اس کے اندر استر کرنے والی بڑی ہی مضبوط جھلی تنی ہوئی ہے' بھلا اس میں ہوا کا گزر کیسے ممکن ہے۔ یہ بھی ایک مصدقہ و مسلمہ دلیل ہے۔

دوسرے باوجود اس کے انڈے کی سفیدی سے مرغ کی ہڈیاں' اس کی زردی سے گوشت اور جھلی کی صحبت سے پَر و بال جنم لیتے ہیں اور بچہ چوں چوں کرتا ہوا بمعہ بال و پَر انڈے میں سے نمودار ہوتا ہے۔ پس یہی خالق اکبر' مصور کل کی اسی میں حکمت بالغہ کا راز مضمر ہے۔ تو اب بتایئے گا کہ آپ کو عذابِ قبر نہ ماننے پر باقی کیا قباحت ہے تاکہ مزید تسلی کروں...... منکر شرمندگی سے پانی پانی ہو گیا۔ بقول شاعر ؎

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات

منکر اب منکر نہیں خدا سے پناہ مانگی اور عذابِ قبر کا قائل ہو گیا

اب وہ پہلے والا ماحول نہیں ...... یہ صاحب بصیرت ہو چکا ہے طبیب انسانیت نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل میں اپنی جان پیش کرنے کو ہمہ وقت تیار ہے۔ فلسفی نے

Marfat.com

ازراہِ دوست کہا کہ غور وفکر سے یہ بات بھی سن کہ پانی کو یہ ناز ہے کہ وہ باریک سے باریک سوارخ سے بھی بآسانی گذر سکتا ہے۔ مگر نہیں، جہاں اسے اللہ کا حکم نہیں وہاں اس کا گذر ہرگز نہیں ہوتا۔ اس کی ایک مثال سنیئے۔

صدف جس کے پیٹ میں گوہر ناسفتہ پرورش پاتا ہے۔ وہ صدف سمندر کی سطح پر نہیں بلکہ تہہ میں قیام کرتا ہے۔ باوجود اس کے وہ اپنی آغوش میں پانی کا شائبہ بھی داخل نہیں ہونے دیتا اور گوہر جیسے گراں مایہ زیور کی نگرانی کرتا ہے۔ پھر یہ موتی شاہوں کے تاج اور اُن کی ملکہ ؤں کی پیشانی اور سینے کی زینت بنتا ہے۔ بقولِ شاعر

نحیف موج اندھیروں میں سر ٹپکتی رہی
صدف کے سینے میں جلتے رہے گوہر کے چراغ

یہ سبھی نظام مصورِ اکبر خالق دوجہاں ہی کا ہے

ثابت ہوا کہ کائنات کی ہر شئے خدا ہی کے حکم کے تابع ہے۔

(انڈا تحقیق کی روشنی میں: ۴۵ از حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی)

مرغے کے بغیر مرغیاں انڈے کیسے دیتیں

آپ نے مُلا دو پیازہ اور بیربل کے نام اوران کے لطائف تو یقیناً سُن رکھے ہوں گے۔ یہ دونوں مغل شہنشاہ اکبر کے نورتنوں میں سے تھےاور دربارِ اکبری میں ان کی بڑی توقیر واہمیت تھی، دونوں میں اکثر دلچسپ نوک جھونک ہوتی رہتی تھی۔

ایک روز بیربل کو جو مذاق کی سوجھی تو اُس نے ایک تالاب میں گنتی کے کچھ انڈے رکھوا دیئے۔ مقصد محض ملاں دوپیازہ سے مذاق کرنا تھا۔ پھر اُس نے چند آدمیوں کو (جو انڈوں کی تعداد کے مطابق تھے) کہا کہ وہ تالاب میں اُتریں اور ایک ایک انڈہ باہر نکال لائیں۔ اُن آدمیوں میں مُلا دوپیازہ بھی شامل تھے۔

Marfat.com

بیربل نے دانستہ طور پر مُلا دو پیازہ کو ایسی جگہ پر کھڑا کیا جہاں کوئی انڈہ نہ تھا' چنانچہ سب آدمی ایک ایک کر کے انڈے باہر نکال لائے۔ اب ملاں دو پیازہ کی باری تھی۔ لیکن اب انڈے ختم ہو چکے تھے۔ باہر آتے ہی ملاں دو پیازہ نے بڑے سنجیدہ اور باوقار انداز سے ''ککڑوں کو'' کی آواز بلند کی۔

بیربل نے حیران ہو کر پوچھا: ''یہ کیا حرکت ہے''؟

ملا دو پیازہ بے تکلفی سے بولے: ''اس میں بھلا تعجب کی کونسی بات ہے' اگر مرغا نہ ہوتا تو یہ مرغیاں انڈے کیسے دیتیں''۔

یہ جواب سنکر شرارت پسند بیربل کھسیانا اور لاجواب ہو کر رہ گیا۔

(انڈا تحقیق کی روشنی میں: ۵۵/از حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی)

کچھ انڈوں کی طرف داری میں

انشا جی

دُنیا میں یہ بحث ہمیشہ سے چلی آرہی ہے کہ انڈا پہلے یا مرغی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں انڈا' کچھ کا کہنا ہے مرغی۔ ایک کو ہم مرغی اسکول یا فرقہ مرغیہ کہہ سکتے ہیں۔ دوسرے کو انڈا اسکول۔ ہمیں انڈا اسکول سے منسلک سمجھنا چاہیے۔ ملت بیضاء کا ایک فرد جاننا چاہیے۔ ہمارا عقیدہ اس بات میں یہ ہے کہ اگر آدمی تھانیدار یا ...لوی یعنی فقیھہ شہر ہو تو اس کے لیے مرغی پہلے ...... اور ہم ایسا غریب شہر ہو تو اس کے لیے انڈا پہلے ...... اور غریب شہر سے بھی گیا گزرا ہو تو نہ اس کی دسترس مرغی تک ہو سکتی ہے نہ انڈا اس کی گرفت میں آسکتا ہے۔ اسے اپنی ذات اور اس کی بقاء کو ان چیزوں سے پہلے جاننا چاہیے' پہلے مقدم رکھنا چاہیے۔

ایک زمانے میں ہمارا دھیان کبھی کبھی مرغی کی طرف بھی جایا کرتا تھا۔ لیکن جب

Marfat.com

سے بکری کے دام گائے کی قیمت کے برابر ہوئے ہیں اور مرغی' بکری کے دام پانے لگی ہے اور انڈا مرغی کے بھاؤ دستیاب ہونے لگا ہے' ہمارے لیے انڈا ہی مرغی ہے۔ ہم وحدت الوجود کی منزل میں آگئے ہیں۔ انڈا یوں بھی بڑی خوبیوں کی چیز ہے۔ اس میں سفیدی ہوتی ہے۔ اس میں زردی ہوتی ہے۔ اس میں چونا ہوتا ہے۔ اس میں پروٹین ہوتی ہے۔ اسے دانہ نہیں ڈالنا پڑتا۔ یہ بیٹ نہیں کرتا۔ بلیاں اس کی جان کی خواہاں نہیں ہوتیں۔ اس کے لیے ڈربہ نہیں بنوانا پڑتا۔ اس کے خول پر رنگ کر کے اسے گھر میں سجا سکتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھی یہ گندا ضرور نکل جاتا ہے۔ سو اسے آسانی سے اٹھا کر باہر گلی میں پھینکا جا سکتا ہے۔ علامہ اقبال بھی جب نئی تہذیب کے کسی گندے انڈے کو دیکھتے تھے' یہی کہا کرتے تھے۔ افسوس کہ پرانی تہذیب کے گندے انڈوں کے متعلق انہوں نے اپنے کلام میں کوئی واضح ہدایات نہیں چھوڑیں۔ اس لیے ان کے عقیدت مند ان کو سنبھال سنبھال کر رکھے جا رہے ہیں۔

اقبال کے ایک شارح نے تو اس شعر کی مدد سے علامہ اقبال کی گھریلو زندگی پر بھی پورا مقابلہ لکھ دیا ہے۔ آج کل دستور یہی ہے کہ غالب کی زندگی معلوم کرنی ہے تو اس کے دیوان سے اخذ کرو کہ وہ شہر میں بے آبرو پھرا کرتے تھے۔ دھول دھپا اور اس پیش دستی کیا کرتے تھے درِ کعبہ سے الٹے پھر آیا کرتے تھے' سیدھے نہیں اور مرنے کے بعد بھی بولا کرتے تھے۔

"کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ" وغیرہ وغیرہ۔ ان صاحب نے لکھا ہے کہ علامہ اقبال ایک روز بازار سے نئی تہذیب کے چند انڈے لے کر آئے۔ ان کی بیوی آملیٹ بنانے بیٹھیں تو انہیں دوسرا مصرع پڑھنا پڑا۔

نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے اس پر علامہ موصوف نے ترکی بہ ترکی یعنی مصرع بہ مصرع ہدایت کی کہ۔

Marfat.com

ان کو اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں' یہ تحقیق یہاں ختم نہیں ہو جاتی کیونکہ اتنی سی بات کو ہر عامی بھی سمجھ سکتا ہے۔ شارح موصوف کا کہنا ہے کہ شاعر کا گھر کسی گلی میں تھا۔ یہ شعر لازماً ان دنوں کا ہے' جب علامہ مرحوم نے میو روڈ پر ابھی اپنی کوٹھی نہیں بنائی تھی۔ ورنہ وہ یہ فرماتے کہ

اٹھا کر پھینک دو باہر سڑک پر' جناب محقق نے علامہ اقبال کی زبان میں نقص بھی دریافت کیا ہے کہ باہر کا لفظ زائید ہے کیونکہ گلی گھر کے اندر نہیں ہوتی۔ مزید لکھا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو ہر معاملے میں خواہ مخواہ اپنی رائے دینے کی عادت تھی ورنہ گندے انڈے کو گلی میں پھینکنے کا فیصلہ ان کی بی بی خود بھی کر سکتی تھیں۔

شارح موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ شعر علامہ اقبال مرحوم کے ابتدائے جوانی کا ہے۔ جب انہیں پہلوانی' کسرت اور کرتب بازی سے دلچسپی تھی۔ وہ بھاری بھاری وزن کو اٹھا کر دو چار بار گردش دیتے تھے' پھر پھینکتے تھے۔ یہ ان کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ اس لیے کہا ہے کہ ''اُٹھا کر پھینک دو...... '' صرف پھینک دو'' کہنا کافی نہیں سمجھا۔ معاملہ انڈوں ہی کا کیوں نہ تھا ہمارے خیال میں اس شعر سے ابھی اور معنی نچوڑنے کی بھی گنجائش ہے۔

علامہ مرحوم کو اپنے باطن کی صفائی کی طرف زیادہ دھیان رہتا تھا۔ باہر کی صفائی کا کچھ خیال نہ کرتے تھے ورنہ وہ یہ کبھی نہ فرماتے کہ انڈے اُٹھا کر باہر گلی میں پھینک دو۔ انہیں کوڑے کے ڈرم میں پھینکنا چاہیے تھا۔ باہر کسی بھلے آدمی کی اچکن پر گر جاتے تو بڑا فضیحتہ ہوتا۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری قوم کو علامہ مرحوم کی ہر ہدایت پر آنکھ بند کر کے عمل کرنا چاہیے۔ ہماری رائے میں اپنی عقل کا واجبی استعمال بھی کر لینا چاہیے۔ تھوڑی احتیاط بھی لازم ہے۔ ہر خوشہ گندم کو جلانے' مرمر کی سلوں سے ناخوش و بیزار ہونے'

Marfat.com

اس رزق سے موت اچھی ہونے اور گندے انڈے گلی میں اُٹھا کر پھینک دینے کے متعلق اشعار اس کی محض چند مثالیں ہیں۔

آج انڈوں کی طرف رہ رہ کر ہمارا دھیان جانے کی کئی وجہیں ہیں ۔ ایک تو سردی، دوسرے حکومت کا یہ اعلان کہ گوشت اور دودھ کی طرح انڈوں کی بھی قیمتیں مقرر کی جارہی ہیں تا کہ مقررہ قیمتوں پر نہ ملیں۔ تیسرے شاد عارفی مرحوم کا ایک نادرہ کار شعر ہماری نظر سے گزرا ہے۔ صیاد اور قفس اور نشیمن کے مضمون بہت شاعروں نے باندھے ہیں۔ نئے رنگ اور نئے ڈھنگ سے بھی باندھے ہیں۔ خود علامہ اقبال مرحوم نے بھی ایک بلبل کی فریاد لکھی ہے لیکن اس مضمون کے جملہ متعلقات پر کسی کی نظر نہیں گئی تھی۔

فرماتے ہیں شاد عارفی رام پوری۔

انہیں بھی ساتھ لیتا جا' کہیں ٹکیاں بنا لینا ارے صیاد دو انڈے بھی رکھے ہیں نشیمن میں انڈے کا مضمون تو ختم ہوا لیکن اپنے دوست عنقا کے شکریے کے ساتھ شاد عارفی مرحوم کے چند اور اشعار:

تا چند باغبانی صحرا کرے کوئی
لیکن سوال یہ ہے کہ پھر کیا کرے کوئی
جناب شیخ ہی اب رہ گئے ہیں لے دے کے
وہ دن گئے کہ کسی برہمن پہ چوٹ کروں
ستم گر کو میں چارہ گر کہہ رہا ہوں
غلط کہہ رہا ہوں مگر کہہ رہا ہوں
کانٹے چُنے جو ہم نے سرِ راہ کوئے دوست
جھگڑا یہ ہے دکھاؤ ہمیں' کیا اُٹھا لیا

Marfat.com

جفا و جور کو خوبی تو ہم سمجھتے ہیں
حکومتوں میں نہیں بلکہ مہ جبینوں میں

نظام کائنات اور انڈے و چوزے کی مثال

اس نظامِ کائنات پر غور کیجئے' سورج ہر روز ایک مقررہ جہت سے طلوع ہوتا ہے اور ایک مقررہ جہت میں جا کر غروب ہو جاتا ہے۔ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن۔ ہر سال اپنے اپنے موسموں میں کھیتیوں کا پروان چڑھنا' پھولوں کا اپنے وقت میں کھلنا' تمام روئے زمین میں ایک خاص طریقہ سے انسانوں کا پیدا ہونا اور اس کے بعد ایک وقت مقرر پر انسان کا مر جانا' کیا یہ تمام سلسلۂ کائنات ایک مقررہ اور مربوط نظام کے تحت جاری نہیں ہے؟ پھر کیا کوئی ہوشمند انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ تمام منظبط اور مربوط نظام بغیر کسی خالق اور ناظم کے خود بخود اپنے آپ عدم سے وجود میں آ گیا ہے۔

دیکھو کیسی عجیب بات ہے کہ بے جان انڈے سے چوزہ پیدا ہوتا ہے اور پھر تمام عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ہوا کے بغیر زندگی نہیں۔ لیکن انڈے میں سوئی کے برابر سوراخ کر دو تو چوزہ نہیں بن سکے گا۔ پھر اس انڈے کو آپ توڑیں تو چوزہ نہیں نکلتا' اللہ تعالیٰ توڑے گا تو چوزہ برآمد ہوگا۔ اس کی روح کس راستے سے انڈے میں داخل ہوتی ہے۔ معلوم ہوا امر ربی ہے اور اتنا لطیف ہے کہ راستوں کا محتاج نہیں۔ چونکہ روزمرہ ہوتا ہے اس لئے عادت بن گئی ہے اور عجیب نہیں لگتا۔ ورنہ یہی چوزہ اگر انڈے کی بجائے دیوار سے نکل آئے تو دھوم مچ جائے' اخباریں اور ضمیمے چھپ جائیں اور معجزہ قرار دینے لگیں۔ کیا انڈے سے نکلنا دیوار سے نکلنے سے کم حیران کن ہے۔ پھر اسی

Marfat.com

مرغی کے نیچے بطخ کے انڈے بھی رکھ دو تو ان انڈوں سے بطخ کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی میں چھلانگ لگا دے گا جبکہ مرغی اور چوزے ایسے نہیں کریں گے۔ یہ شعور چند لمحوں کے چوزوں کو کس نے دیا کہ ہم پانی ڈوب جائیں گے اور بطخ کے بچے کو کس نے بتایا کہ تجھے پانی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ وہی خدا' وہی خدا ہے۔

﴿تقریری نِکات: ۶۹ / از مولانا غلام حسن قادری﴾

لالچ بری بلا ہے

ایک بُڑھیا تھی اُس کے پاس ایک مُرغی تھی۔ مُرغی ہر روز ایک انڈا دیتی تھی۔ بُڑھیا کو اَنڈے کھانے کا بُہت شوق تھا۔ مُرغی جو انڈا دیتی' بُڑھیا اُسے روز چٹ کر جاتی۔

ایک روز بُڑھیا نے سوچا کہ اگر میں مُرغی کو زیادہ کھلاؤں تو وہ دو انڈے روز دے گی۔ یہ سوچ کر اُس نے مُرغی کو پہلے سے دُگنا دانہ کھلانا شروع کر دیا۔ مگر زیادہ دانہ کھانے کی وجہ سے مُرغی موٹی ہونے لگی۔ اب وُہ ہر روز ایک اَنڈا دینے کے بجائے تیسرے روز اَنڈا دیتی۔ کُچھ دِن بعد مُرغی نے دڑبے سے باہر نِکلنا چھوڑ دِیا۔ بُڑھیا اُسے بہتیرا باہر نِکالتی مگر مُرغی ہلنے کا نام نہ لیتی۔ وہ کھا کھا کر بُہت موٹی ہوگئی تھی۔ کچھ دِن بعد اُس نے انڈے دینا بالکل ہی چھوڑ دیا اور بے چاری بُڑھیا کی وُہی مثل ہوئی کہ

آدھی کو چھوڑ ساری کو دھاوے
آدھی رہے نہ ساری پاوے

سچ ہے' جو لوگ لالچ میں آ کر زیادہ کی ہوس کرتے ہیں وہ تھوڑے سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ﴿قصے کہانیاں: ۱۳﴾

Marfat.com

بیضا اور بیضہ

کر رہے ہیں لوگ انڈوں کی تجارت رات دن = اس لئے مُرغے ہیں مصروفِ ریاضت رات دن
مرغی خانے کے مصنف کو دُعا دیتے ہیں لوگ = بڑھ رہی ہے مرغ اور انڈے کی قیمت رات دن
صبحدم ہر بیکری پر ہے ہجوم مومنین = سب کو ہے انڈے، ڈبل روٹی سے اُلفت رات دن
گوشت ہو، مچھلی بھی ہو، مرغا بھی ہو، انڈہ بھی ہو = اس کے کھانے کی مسلماں کو ہے عادت رات دن
ملت بیضا کہا اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس قوم کو = بیضہ خوری میں ہے جو مصروف ملت رات دن
چاند تارے کی نشانی تو پرانی ہو چکی = اپنے جھنڈے کی ہے انڈا ہی علامت رات دن
قوم کے ہر فرد کو انڈا کھلائیں گے ضرور = بانگ دیتے ہیں یہی اہل سیاست رات دن
لوگ ہیں مدت سے انڈا ٹوٹنے کے منتظر = گوش بر آواز ہے ذوقِ سماعت رات دن
میں بھی ہوں آزاد، میری قوم بھی آزاد ہے = ہے میسر اس لئے انڈوں کی نعمت رات دن

﴿۳۱ر دسمبر ۱۹۷۷ء/ آزاد شیرازی مدیر ''تذکرہ'' لاہور﴾

﴿انڈا تحقیق کی روشنی میں: ۵ر از حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی﴾

لطیفہ

ایک آدمی ایک مُرغی پر گرم پانی ڈال رہا تھا۔ اُس سے ایک دوسرے آدمی نے پوچھ کہ آپ اِس پر گرم پانی کیوں ڈال رہے ہیں۔ وہ کہنے لگا تا کہ یہ اُبلے ہوئے انڈے دے۔

اُبلے ہوئے انڈوں سے چوزے؟

شہر میں ایک سیٹھ ہوٹل چلاتا تھا۔ ایک مرتبہ اُس کے ہوٹل میں آفندی (ترکی) نے تین اُبلے ہوئے انڈے کھالئے۔ جب وہ انڈے کھا چکے تو انہیں پتہ چلا

Marfat.com

کہ وہ پیسے لانے تو بھول ہی گئے ہیں۔

اُنہوں نے ہوٹل کے مالک سیٹھ سے معافی مانگی اور اُسے یقین دلایا کہ جب وہ اگلی مرتبہ شہر آئیں گے تو اُس کے یہ پیسے ضرور ادا کر دیں گے۔

''بے فکر رہو آفندی کوئی بات نہیں ہے۔ تین انڈوں کی قیمت ایسی بہت زیادہ نہیں ہے۔ جب بھی آؤ دے دینا''۔

چھ ماہ کے بعد آفندی کا پھر شہر آنا ہوا وہ سیٹھ کے پیسے ادا کرنے ہوٹل میں پہنچے' انہوں نے ہوٹل کے مالک سے پوچھا! سیٹھ جی پچھلی مرتبہ میں نے آپ کے یہاں تین انڈے کھائے تھے۔ اُن کے آپ کو کتنے پیسے دے دوں۔

سیٹھ جی نے کافی دیر تک کچھ حساب لگایا اور پھر وہ بولے: ''زیادہ پیسے نہیں ہیں' تین انڈوں کے صرف تین سو روپے دے دو''۔

''کیا کہا آپ نے؟ سیٹھ جی آپ کا دماغ تو نہیں چل گیا ہے' یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ اُس کی بات سُن کر آفندی گھبرا کر بولے۔

''کیوں کیا تم ان روپوں کو بہت زیادہ سمجھ رہے ہو؟'' سیٹھ نے کہا: ''اگر تم نے یہ انڈے نہ کھائے ہوتے تو اِن سے تین مُرغیاں پیدا ہوتیں' چھ ماہ کے اندر ایک مُرغی کم از کم سو انڈے دیتی اور اِس طرح تین مُرغیاں تین سو انڈے دیتیں۔ اگر ان تین سو انڈوں سے بھی چوزے نکالے جاتے تو پھر تم ہی بتاؤ اِن انڈوں سے بھی چوزے نکالے جاتے تو پھر تم ہی بتاؤ اِن کی کم از کم کتنی قیمت ہوتی؟''

آفندی نے سیٹھ کی یہ منطق ماننے سے اِنکار کر دیا۔

سیٹھ اِنصاف کے لئے قاضی کے پاس جا پہنچا۔

مقدمے کی شنوائی کے دِن قاضی صبح سے ہی آفندی کو سخت سے سخت سزا سنانے کے لئے تیار بیٹھا تھا' مگر دوپہر تک آفندی قاضی کی عدالت میں حاضر نہ ہوئے۔ قاضی

Marfat.com

نے بار بار آدمی بھیجا' آخر کار آفندی ہاتھ میں ایک کفگیر لئے قاضی صاحب کی عدالت میں آ پہنچے۔

قاضی صاحب نے غصّے سے کہا! '' آفندی تم دِن بدن ڈھیٹ سے ڈھیٹ ہوتے جا رہے ہو' جرم کرنے کے بعد بھی قانون کی گرفت سے بچنے کی کوشش سے لگے رہتے ہو''۔

''نہیں حضور! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں دراصل آج کام میں بے حد مصروف تھا۔ میں پڑوسی کے ساتھ مِل کر دو کینال زمین پر گندم اگاتا ہوں۔ کل گندم بونے ہیں' بونے سے پہلے ہم لوگ گندم کو بھون رہے تھے' اِسی وجہ سے مجھے یہاں آنے میں کچھ دیر ہوگئی ہے''۔

یہ سُن کر قاضی صاحب اور سیٹھ دونوں بُری طرح ہنسنے لگے۔ قاضی صاحب بولے: ''تم سے بڑا احمق شاید دُنیا میں اور کوئی نہ ہوگا۔ بتاؤ بھلا بھنے ہوئے بیجوں سے بھی کہیں گیہوں کے پودے اُگ سکتے ہیں؟''

''حضور اگر بھنے ہوئے گندم کے دانوں سے گندم کے پودے نہیں اُگ سکتے تو جناب قاضی صاحب میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اُبلے ہوئے انڈوں سے چوزے نِکل سکتے ہیں؟''

آفندی کی یہ دلیل سُن کر قاضی صاحب اور سیٹھ جی شرم سے پانی پانی ہو گئے۔

﴿ آفندی کے دلچسپ قصے :۸۰ ﴾

رحم دل مگرمچھ اور بطخ کے انڈے

جنگل کے بیچوں بیچ ایک صاف شفاف جھیل کے کنارے جنگل کے سب چھوٹے چھوٹے جانوروں کا جلسہ ہو رہا تھا۔ سبھی جانور خاص طور پر جو اُس جھیل کے

Marfat.com

ٹھنڈے میٹھے پانی سے پیاس بجھاتے تھے اُس جلسے میں شرکت کرنے آئے تھے۔

بی بطخ کا رورو کر بُرا حال تھا اور بھلا بی بطخ کیوں نہ روتیں' یہ تیسری مرتبہ ہوا تھا کہ بی بطخ نے انڈے جو وہ جھیل کے کنارے جھاڑیوں میں چھپا کر رکھتی تھیں پانی کے سانپ نے بغیر ڈکار لیے ہڑپ کر لیے تھے' بھورے کچھوے نے الگ شور مچا رکھا تھا' کیونکہ نرم نرم ریت سے اُس کے انڈے بھی غائب ہو گئے تھے۔ بلاشبہ یہ کارنامہ پانی کے سانپ کا ہی تھا۔ اِس طرح کے بے شمار واقعات ہوئے تھے' جن میں سارا الزام پانی کے سانپ پر آتا تھا۔

ہرے طوطے نے بی بطخ کی سسکیاں سن کر غمگین لہجے میں کہا:

''بی بطخ! اچھی بی بطخ! اب چپ ہو جاؤ''۔

''ہائے ہائے توتے بھیا! میں لٹ گئی برباد ہو گئی۔ ایک بار نہیں تین بار اس پانی کے سانپ نے میرے معصوم بچوں کو قتل کیا ہے۔ آخر میرا خاندان کب بنے گا اور میں کب اپنے بچوں کو جھیل کے صاف شفاف پانی میں تیرنا سکھاؤں گی''۔ بی بطخ زمین پر پنجے پٹخ کر ایک بار پھر رونے لگیں۔ جنگل کے تمام جانور بی بطخ کے دُکھ سُن کر اور بھی دُکھی ہو گئے۔

''ارے کیا تم صرف بی بطخ کی ہی سنو گے؟ میری فریاد کون سنے گا؟'' کچھوے نے خول سے اپنا سر نکال کر کہا۔

''ہاں' ہاں بھائی کچھوے! تمہاری بات بھی سنی جائے گی۔'' سُرخ چڑیا نے کچھوے کی تسلی دی اور کچھوے میاں نے اپنا منہ دوبارہ خول میں چھپا لیا۔

جنگل کے یہ سب جانور پانی کے سانپ کے بارے میں اپنے غم و غصے کا اِظہار کر رہے تھے۔ طرح طرح کی تجویزیں پیش کی جا رہی تھیں' جنہیں کبھی کوئی رد کر دیتا اور کبھی کوئی۔ آخر بندر نے ایک تجویز پیش کی جو سب کو پسند آئی۔ بندر نے کہا:

Marfat.com

''بی بطخ اور کچھوے کے دُشمن پانی کے سانپ کو سخت سزا دی جائے''۔

''ارے بھیا بندر! آخر وہ سزا کیا ہو گی؟'' لال یاقوت جیسی آنکھوں والے خرگوش نے اپنا منہ صاف کرتے ہوئے کہا۔

''خرگوش بھیا! ابھی بتاتا ہوں۔ وہ سزا یہ ہے کہ جنگل کے جنوبی حصے میں جو گدلی سی جھیل ہے، اُس میں ایک رحم دل مگر مچھ ہے اگر ہم اُسے اپنی کہانی سنائیں اور اُس سے مدد کی درخواست کریں تو وہ ہماری مدد ضرور کرے گا اور ہمیں پانی کے سانپ سے نجات دلائے گا''۔

''ارے واہ بھیا بندر! تم تو کمال کے جانور ہو۔ ایسی عقل مندی تم نے کہاں سے سیکھی ہے''۔ ''چڑیا گھر سے میری بھاگنے کی بھی الگ ہی کہانی ہے۔'' بندر میاں ٹھنڈی سانس بھر کر بولے۔

''بس بس بھیا بندر! اپنے بھاگنے کی کہانی رہنے دو۔ پہلے یہ بتاؤ کہ مگر مچھ کو کیسے بلایا جائے؟'' بی گلہری اخروٹ پر دانت صاف کرتے ہوئے بولیں۔

''ہاں ہاں جلدی سے کوئی ترکیب سوچو''۔ جنگلی بکرے نے کہا۔

''رحم دل مگر مچھ کو خط لکھا جائے''۔ امن کی فاختہ نے کہا۔

''ہاں ہاں یہ ٹھیک ہے''۔ بی بطخ روتے ہوئے اچانک بولیں۔

''مگر خط کیسے لکھیں؟ ہمارے پاس نہ قلم ہے اور نہ کاغذ''۔ چوہیا نے کہا۔

''یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے، میں اُڑ کر جاتا ہوں اور کہیں سے کاغذ لے کر آتا ہوں''۔ کالے کلوٹے کوے نے کہا اور ایک طرف اُڑ گیا۔

''اور قلم کا کیا جائے گا؟'' کچھوے میاں نے خول سے منہ نکال کر پوچھا۔

سفید مرغی نے جلدی سے اپنا ایک پر توڑا اور کہا

''یہ لو قلم کا مسئلہ بھی حل ہو گیا''۔

Marfat.com

''ارے ملی مرغی! خط لکھنے کے لیے روشنائی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔'' پڑھے لکھے طوطے میاں نے اپنے تعلیم یافتہ ہونے کا احساس دلایا۔

ارے بھیا! روشنائی کی ایک دوات میرے بل میں موجود ہے۔'' چوہیا نے کہا تو سب جانوروں کے چہرے پر رونق آ گئی۔

تھوڑی دیر بعد کوا نظر آیا۔ اُس کی چونچ میں ایک کاغذ دبا ہوا تھا۔ اس نے نیچے آ کر کہا:

''لو بھیا طوطے! کاغذ آ گیا۔

''یہ لو بھیا پَر اسے قلم کی طرح استعمال کرنا۔'' مرغی نے کہا۔

''اور ہاں طوطے چچا! یہ رہی روشنائی کی دوات۔'' چوہیا نے کہا۔

پھر طوطے میاں نے خط لکھنا شروع کیا۔ سب جانور انہیں خط لکھتے دیکھتے رہے۔

تھوڑی دیر بعد طوطے میاں نے سر اُٹھایا اور سب جانوروں کی طرف فخریہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا: ''لو بھائی خط مکمل ہو گیا۔''

''طوطے میاں! ذرا پڑھ کر تو سناؤ کہ کیا لکھا ہے۔'' ملی گلہری اور بطخ نے کہا۔ تمام جانور بھی خط سننے کو تیار ہو گئے طوطے میاں نے خط سنانا شروع کیا۔

پیارے مگرمچھ چچا!

السلام علیکم!

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ مگرمچھ چچا! جنگل کے اُس حصے کے جانور ایک مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں خاص طور پر ملی بطخ اور کچھوے بھیا کو آپ کی مدد کی ضرورت ہے خط ملتے ہی چلے آئیں۔ ہماری مدد کریں اور ہم سب معصوم جانوروں کو یانی کے اس سانپ سے نجات دلا دیجئے۔ جس نے ہمارا جینا حرام کر دیا ہے۔

Marfat.com

والسلام

آپ کے منتظر

بلی بطخ اور جنگل کے تمام جانور

تھوڑی دیر بعد سفید کبوتر نے خط کو چونچ میں دبایا اور مگرمچھ کی طرف اُڑ گیا۔ بلی بطخ اور جنگل کے تمام جانور دن رات مگرمچھ کی آمد کی دعا کر رہے تھے آخر ان کی دعائیں قبول ہوئیں اور ایک دن کالے کوے نے کائیں کائیں کر کے اعلان کیا کہ مگرمچھ چچا آ رہے ہیں۔ جنگل کے تمام جانوروں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

رحم دل مگرمچھ نے وہاں آ کر سب کو تسلی دی اور جھیل میں اُتر گیا۔ پانی کے سانپ نے رحم دل مگرمچھ کو دیکھا تو اس کے اوسان خراب ہو گئے' وہ رحم دل مگرمچھ سے آگے بڑھا' اس نے پانی کے سانپ کو منہ میں دبا کر چار پانچ زبردست جھٹکے دے دیئے اور پانی کے سانپ کی حالت خراب ہو گئی۔ اس نے رحم دل مگرمچھ سے درخواست کی کہ ایک بار مجھے معاف کر دو' میں ہمیشہ کے لیے جنگل کی جھیل چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ رحم دل مگرمچھ نے اُس پر رحم کر کے چھوڑ دیا' پانی کا سانپ وہاں سے بھاگا اور جھیل چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلا گیا۔

صاف وشفاف جھیل کے کنارے ایک بار پھر امن قائم ہو گیا۔ اس کے بعد ڈھیر سارے انڈوں سے بی بطخ کے بچے نکلے اور وہ جھیل میں ان بچوں کو تیرنا سکھانے لگیں۔ ﴿زندگی شمع کی صورت:۱۸﴾

طنز ومزاح......انسان کی فطرت

جُوں جُوں انڈوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اُسی رفتار سے مرغیوں کی فیڈریشن نے فیصلہ کیا ہے کہ انڈوں کا حجم کم کر دیا جائے۔ بڑی خیر خواہ ہیں مرغیاں'

Marfat.com

مرغبانوں کی انہیں یہ پتہ نہیں کہ یہ انسان ہے' جس درخت کا پھل کھائے' سایہ تلے رہے' اُسی کو کاٹ کر سامانِ زیست تیار کرتا ہے' آگ جلاتا ہے' بالآخر خاکستر بنا کر زمین کی نظر کر دیتا ہے۔ جس جانور کا دودھ پیئے اُن کی بھی ایک دن شال' کھال' گوشت' پوست اور ہڈیوں سمیت اُسے نگل جاتا ہے' تو آپ کیا ہیں' جب کہ آپ کا وزن بھی نصف پونڈ سے ۲ پونڈ تک ہوتا ہے' یہ انسان ایک دن تجھے بھی ذبح کر کے نِگل جائے گا۔ ان میں تو بھائی اپنے ہی بھائیوں پر ظلم سے باز نہیں آتا اور آپ بھلا کون ہیں۔ لہٰذا مرغ فیڈریشن کی صدر سے اپیل ہے کہ وہ حکم صادر فرمائیں کہ مرغیاں انڈوں کا حجم بڑھا دیں تاکہ ہم ایسے لوگ بھی تیرے انڈوں سے محفوظ ہو سکیں۔

﴿انڈا تحقیق کی روشنی میں: ۴۱ راز حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی﴾

انڈوں سے تواضع

انڈے مغربی تہذیب کا گہوارہ تھے اور ہیں' انڈے اہل مغرب اتنے کھانے کے استعمال میں لاتے جتنے انڈے مغربی قوم اُس وقت خریدتی ہے جب اُس نے کسی ایسی سیاسی شخصیت کی آمد پر اپنے خفا ہونے کا اظہار کرنا ہو۔ انڈے یا گندے انڈے خرید کر اُس پر نچھاور کرتی ہے اور یہ اُس وقت اور اُس سیاسی شخصیت کے ساتھ اُن کی آمد پر انڈوں سے خاطر تواضع کی جاتی ہے۔

جس نے اپنی قوم کے ساتھ عہد شکنی کی ہو۔

جس کے قول وفعل میں سیر حاصل تضاد موجود ہو۔

جس کی ہر چال آمرانہ وشاطرانہ ہو۔

جس کا ہر تیور قوم کا دشمن ہو۔

تو پھر اہل مغرب اپنے غلط انتخاب کئے گئے لیڈروں کے ساتھ انڈوں سے

Marfat.com

خصوصی تواضع کرتے ہیں۔

بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ

اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

کیا خوب ہو اگر ہم لوگ جہاں اہلِ مغرب کی تقلید میں ہر قدم آگے ہیں وہاں ایک تقلید میں اضافہ ضرور ہونا چاہیئے۔اُس حُسنِ عمل سے ملک وملّت کا عظیم نقصان ہونے سے بچ جائے گا۔مثال کے طور پر ہم لوگ جب لیڈروں کے غلط اقدام سے اُن پر خفا ہوتے ہیں' تو بجائے اُنہیں کچھ کہنے کہ ملک وملّت کا نقصان کرتے ہیں...... کہیں آگ لگ رہی ہے...... کہیں لوٹ مار ہو رہی ہے...... کہیں ایک دوسرے کے خلاف آوازے کسے جارہے ہیں' کیا یہ بہتر صورت نہیں ہے کہ ہم لوگ بھی ایسے لیڈروں کے ساتھ جو قوم سے غداری کریں انہیں نفرت سے دیکھیں اوراُن کی خاطر و تواضع انڈوں سے ہی کریں تو اُس میں ملک کا بھلا ہوگا اور بہتوں کا بھلا ہوگا۔

﴿انڈا تحقیق کی روشنی میں: ۴۱ رازحکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی﴾

Marfat.com

بھنا ہوا مرغ دیکھ کر

رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا گریہ زاری کرنا

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے بارے میں آتا ہے کہ روتی تھیں اور آنسو زمین پر چھڑکتی رہتیں، یہاں تک کہ زمین پر اتنے آنسو گرتے کہ اس جگہ پر بسا اوقات گھاس اُگ جایا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ کسی نے بھنا ہوا مرغ کھانے کے لئے پیش کیا تو رونے بیٹھ گئیں۔ وہ حیران ہوا کہنے لگا کہ آخر کیا بات ہے؟ فرمانے لگیں کہ مجھے یہ خیال آیا کہ یہ مرغ تو مجھ سے اچھا ہے۔ اُس نے کہا وہ کیسے؟ کہنے لگیں: وہ اس لئے کہ اس مرغ کو پہلے مارا گیا (یعنی ذبح کیا گیا)، پھر اس کو آگ پر بھونا گیا اور اگر رابعہ کے گناہوں کو نہ بخشا گیا تو اس کو تو زندہ آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ غور فرماؤ ہمارے سلف صالحین جب بھنا ہوا گوشت کھاتے تھے تو جہنم کی آگ کو یاد کر کے رو پڑا کرتے تھے۔

﴿سفینۃ العارفین﴾

Marfat.com

گرم گرم مُرغ پلاؤ

اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا

ایک صاحب کو جنگل میں خلوت کا شوق ہوا' اُس کے باطنی احوال اتنے اونچے نہیں تھے کہ اسباب کو چھوڑ کر خلوت اختیار کرے' لیکن وہ اسی شوق میں جنگل میں جا کر بیٹھ گیا۔ جب رات ہوئی تو اُس کو اپنے کھانے اور رات گذارنے کی فکر ہوئی' پریشانی میں اِدھر اُدھر دیکھا تو ایک جگہ تھوڑی سی روشنی نظر آئی تو اُس کی جان میں جان آئی۔ اُس روشنی کی طرف گیا۔ دیکھا کہ ایک چھوٹی سی پرانی مسجد ہے' جس میں چراغ جل رہا ہے۔ جب اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ مسجد کے تین کونوں میں تین بزرگ گردن جھکائے ہوئے اللہ تعالیٰ کی یاد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُس کو بہت حوصلہ ہوا کہ آخر یہ بھی تو انسان ہیں کسی وقت تو یہ کھانا کھائیں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد مسجد کا دروازہ کھلا ایک بہت حسین وجمیل عورت آئی' جس کے سر پر ایک بڑا ''خوان'' تھا' جس میں تین بڑی بڑی پلیٹوں میں گرم گرم مرغ پلاؤ ہے اور اُس کے کندھے پر ایک تولیہ اور صابن دانی ہے۔ یہ بہت حیرانی سے اُس کو دیکھتا رہا۔ وہ عورت بہت ادب سے آکر ایک بزرگ کے پاس دوزانوں بیٹھی۔ انہوں نے مراقبہ سے سر اُٹھایا اور اپنے ہاتھ آگے کیئے۔ اُس عورت نے صابن سے اُن کے ہتھ دھلائے اور پلاؤ کی ایک رکابی اُن کے سامنے کر دی۔ انہوں نے تھوڑے سے چاول کھائے اور مرغے کی دو تین ٹانگوں کا

Marfat.com

گوشت کھایا اور جو ہڈی تھی وہ زور سے اُس عورت کے منہ پر ماری۔ اُس عورت نے گردن جھکائے ہوئے ہڈیاں ایک طرف رکھ دیں اور اُن کے آگے سے بچی ہوئی پلیٹ اُٹھا کر خوانچہ میں رکھ دی۔ پھر اُن کے ہاتھ دھلائے اور تولیہ سے ہاتھ پونچھے۔ یہی سارا معاملہ دوسرے اور تیسرے بزرگ کے ساتھ بھی کیا' انہوں نے بھی اسی طرح اس کو زور سے ہڈی ماری۔ پھر تینوں کا بچا ہوا کھانا ایک رکابی میں جمع کیا اور یہ چوتھے صاحب جو نووارد تھے' اُن کے سامنے رکھ دیا' ہاتھ نہیں دھلائے اور کہا ''کھالو'' اس کو بھوک تو لگ ہی رہی تھی' اُس نے حیرانی سے کھانا شروع کیا اور جب ہڈی آئی تو اُن بزرگوں کی طرح اُس عورت کو مارنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا' اُس عورت نے فوراً چپت رسید کی اور کہا: یہ کیا بدتمیزی کرتے ہو؟ اُس نے کہا کہ جی' میں تو خود حیران ہوں' میں نے ان تین بزرگوں کا عمل دیکھا تھا' سوچا کہ شاید یہاں پر یہی قانون ہو۔ وہ عورت بولی: بیوقوف سن' میں دُنیا ہوں اور ان تینوں نے مجھے طلاق دے رکھی ہے' جو مجھ سے نفرت کرے میں اُس کے ساتھ یہی برتاؤ کرتی ہوں اور تم تو جب سے میں دروازہ میں داخل ہوئی ہوں اُس وقت سے مجھے ہی گھورے جارہے ہو تم اس قابل تو نہیں کہ تمہیں کھانا دیا جائے لیکن تم ایسے لوگوں کے پاس بیٹھے تھے کہ اِن کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

Marfat.com

مُرغی کا اہتمام اور نفس کی اصلاح

حضرت بشر (حافی رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ اگر مجھے ایک **مُرغی** کا اہتمام سپرد کیا جائے تو میں اپنے نفس سے مطمئن نہ ہوں گا (اور مجھ کو خوف ہوگا کہ کہیں) میں کوتوال کے فرائض توانجام نہیں دے رہا ہوں (مطلب یہ کہ جس طرح جوان کوتوال کو انتظام کے لئے سختی کرنی پڑتی ہے وہی طریقہ مجھ کو ایک **مُرغی** کے اہتمام میں اختیار نہ کرنا پڑے اور میں ظلم وجور کا عادی نہ ہو جاؤں)۔

﴿آداب المریدین: ۱۱۵ از شیخ عبد القاہر سُہروردی﴾

Marfat.com

مرغ اور اہمیت مرشد

اے سالک انسان تو بطخ کے ایک انڈے کی طرح ہے۔ جس کو گھریلو **مُرغ** نے اپنے پروں کے نیچے لے کر پالا ہے۔ تیری ماں پانی سے تعلق رکھتی تھی لیکن دایہ کا تعلق خشکی سے ہے۔ تیرا تیرنے کی طرف میلان ماں (روح) کی طرف سے ہے اور خشکی کی طرف میلان دایہ جسم کی وجہ سے ہے۔ دایہ کی خشکی چھوڑ اور بطخوں کی طرح حقیقت کے سمندر میں آ جا۔ اگر تجھے دایہ پانی سے ڈرائے تو نہ ڈر۔ جسم انسانی روحانی عروج کے راستے میں رکاوٹ بنتا ہے اسے زیادہ اہمیت نہ دے۔ جسم خاکی ہے اور روح بحرِ وحدت سے وابستہ ہے۔

تو "**کَرَّمْنَا**" کی وجہ سے خشکی اور دریا دونوں میں قدم رکھتا ہے (ہم نے بنی آدم کو عزت دی) جس طرح حضور ﷺ بشر ہونے کی حیثیت سے اس عالمِ دُنیا سے متعلق تھے اور ساتھ ہی ان کی روح مسلسل وہ (عالمِ بالا) سے متعلق رہتی تھی۔ یہی حال شیخ کا بھی ہوتا ہے شیخ بحر کی طرح ہے اور ہم **مُرغ** آب ہیں۔ شیخ ہماری سب باتیں سمجھتا ہے۔ دریائے وحدت میں جب شیخ کی طرح گھسو گے تو تمہاری حفاظت کے لاتعداد سامان پیدا ہو جائیں گے جو ہر طرح کے خطرات سے تمہیں محفوظ رکھیں گے۔ تو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اس لئے شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دینے میں غیرت کے خلاف محسوس کرتا ہے اس لئے شیخ کی حقیقت تجھ پر عیاں نہیں ہوتی۔

اگر انسان کو انجام کی بھلائی پر یقین ہو تو اس کے لئے مقصد کے حصول کی تکالیف آسان ہو جاتی ہیں۔ انسان اپنی غفلت کی وجہ سے ادنیٰ مطلوب میں لگا رہتا

Marfat.com

ہے اور اعلیٰ مقصد سے غفلت برتتا ہے۔ دُنیاوی اسباب کو ہی سب کچھ سمجھ لیتا ہے اور اسباب کو پیدا کرنے والے کی طرف اس کی توجہ نہیں جاسکتی۔ جو خوش قسمت اسباب پیدا کرنے والے پر نگاہ رکھتا ہے اسباب اس کی نگاہ میں ہیچ ہو جاتے ہیں۔

﴿انوار العلوم، دفتر دوم: ۶۸﴾

تصور شیخ کے بارے میں حضرت خواجہ میاں امیر الدین صاحب کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے' کونجیں پہاڑوں میں انڈے دے کر دور نکل جاتی ہیں مگر انڈوں کو سینچنے کا تصور اُن کے دل و دماغ میں ہوتا ہے' اور اس تصور سے ہی اُن کے بچے نکل آتے ہیں۔ صورتِ شیخ کی مثال بھی ایسے ہی ہے وہ جو بیج مریدِ صادق کے قلب میں بوتا ہے وہ دُنیا کے کسی بھی کونے میں ہو ضرور بارآور ہوتا ہے' لیکن اس کے لیے مرید کے اعتقاد میں استقامت ضروری ہے۔ ﴿تذکرہ امیر الدین کوٹلوی: ۱۱۱﴾

''لَمْ یَجِدْ مَلَکُوْتُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ مَنْ لَّمْ یُوْلَدْ مَرَّتَیْنِ''(حوالہ)

'' آسمانی اور زمینی بادشاہت اس کو نہیں ملتی جو دو مرتبہ پیدا نہیں ہوتا۔'' اس پیدا ہونے سے یہ مراد ہے کہ جب ابتداء میں صاق مرید'' وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا'' ﴿سورۂ عنکبوت﴾

جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں البتہ ہم انہیں اپنی راہیں دکھاتے ہیں۔

کے مطابق راہِ طلب میں قدم رکھتا ہے اور جذبات عنایت کی کمند سے دل کا رخ من بھاتی چیزوں اور نفس کی لذتوں سے پھیرتا ہے اور بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ رب العزت'' لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا'' کے طریق کے مطابق کسی کامل اور واصل شیخ کا جمال اس کے آئینۂ دل میں ڈال دیتا ہے وہ شیخ سالک ہوتا ہے

Marfat.com

اوپر درج بالا آیت لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا کے طریق کے مطابق کسی کامل اور واصل شیخ کا جمال اس کے آئینہء دل میں ڈال دیتا ہے وہ شیخ سالک ہوتا ہے نہ کہ مجذوب کیونکہ مجذبوں سے شخصیت نہیں ہوسکتی اگرچہ سالک بھی مجذوب ہوتا ہے لیکن مجذوب سالک اور چیز ہے جبکہ مجذوب مطلق اور چیز ہوتا ہے اور جب مرید صادق شیخ کا جمال آئینہء دل میں مشاہدہ کرتا ہے تو فوراً اس کے جمال پر عاشق ہو جاتا ہے اور آرام وقرار بھی جاتا رہتا ہے اور تمام سعادتوں کی جائے پیدائش یہی بے قراری اور عاشقی ہے اور جب تک مرید شیخ کی ولایت کے جمال پر عاشق نہ ہو جائے وہ اپنے اختیار اور ارادت کے تصرف سے باہر نہیں نکل سکتا اور ارادت شیخ کے تصرف کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ مرید سے مراد یہ ہے کہ مرید شیخ کی مراد ہو نہ کہ اپنی مراد۔

اس حالت میں مرید تصرف شیخ کی قبولیت کی شائستگی حاصل کر لیتا ہے تو شیخ اسے انڈے کی طرح اپنی ولایت کے پروبال کے تصرف میں لے لیتا ہے وہ اس لئے کہ مرید واقعی انڈے کی طرح ہوتا ہے جو اپنی بشریت اور نسانیت کی بیضگی میں بند ہوتا ہے اور مرغ ہونے کے مرتبہ سے کہ جس سے مراد عبدیت خاص ہے باز رہا ہوا ہوتا ہے۔ لہٰذا جب اسے اللہ رب العزت کی طرف سے اپنے شیخ کی ولایت کے تصرف کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا ہوتی ہے تو پھر شیخ اپنی اعلیٰ ہمت اس پر خرچ کرتا ہے اور اس کے حال کا بھی نگہبان رہتا ہے کہ جس طرح آہستہ آہستہ مرغ کا تصرف انڈے میں نمودار ہوتا ہے اور انڈے کو انڈے کی حالت سے بدل کر مرغ کی حالت میں لاتا ہے اور اسی طرح شیخ کی ہمت کیمیا اثر کا تصرف مرید کے بیضۂ صفت وجود کو بدل کر عبدیت خاص کے وجود میں لے آتا ہے' ظاہری مرغ تو انڈے کے چھلکے سے نکل کر دُنیا میں آتا ہے کیونکہ اسے پیدا ہی دُنیا کے لئے کیا گیا لیکن حقیقی مرغ اندر کی راہِ ملکوت کی کھڑکی سے باہر اُڑ جاتا ہے' وہ اس لیے کہ اسے اس جہان کے لیے پیدا کیا گیا

Marfat.com

اور جس طرح کہ ظاہری مرغ دُنیا میں ہوتا ہے اور اس مرغ کو انڈے میں رکھا ہوتا ہے اور انڈے کی ملکوت میں چھپا ہوا ہوتا ہے وہ اس مرغ کے تصرف کے سبب ملکوت بیضہ سے ظاہری دُنیا میں آتا ہے اور یہاں پر ولایت شیخ کا مرغ دنیا میں نہیں ہے کیونکہ شیخ کی وہ داڑھی اور سر نہیں ہے جو لوگ دیکھتے ہیں اور حقیقی شیخ وہ ہے کہ مقام عبدیت میں عنایت حق کے گنبد کے نیچے صدق کے مقام میں ہے، حدیث قدسی میں ہے:

''اَوْلِیَائِی تَحْتَ قِبَائِی اِلٰی یَعْرِ فھُمْ غَیْرِیْ''

میرے دوست میرے قبا کے نیچے ہیں جنہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔

پس وجود مرید کو بیضہء انسانیت کے ملکوت میں رکھا ہوا ہے اور چھپا ہوا ہے۔ اب اُسے ہمت شیخ کا تصرف ملکوت کے دریچہ سے ہوائے ہویت کے میدان میں لے آتا ہے اور ولایت کی پیٹھ اور ارادت کے رحم سے ''فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ'' ﴿سورۃ القمر:۵۵﴾ (مقامِ صدق میں صاحب اِقتدار بادشاہ کے نزدیک ہے) کے مقام عبدیت میں پیدا کرتا ہے۔ اب تک اگر وہ دُنیاوی اِنسانیت کا بیضہ تھا تو اب اللہ ربُ العزت کی عبدیت خاص کا مُرغ بن گیا ہے۔

یہ سب کچھ اِس لئے ہے تا کہ اچھی طرح معلوم ہو جائے مہ عبدیت خاص کے مقام کا مُرغ ہونا بھی خاص ہے اور اس بات کے باوجود کہ اگر چہ ہر ایک مُرغ اِس درجے کو پہنچ گیا ہو۔ شیخ ہونے کے لائق نہیں جس طرح ظاہری مرغوں میں سے ہر ایک مُرغ انڈے نہیں سی سکتا لہٰذا کوئی مُرغ ایسا ہونا چاہئے کہ جب مُرغ کا تصرف اور اس کی پرورش کمالیت کو پہنچ جائے تو پھر کچھ مدت چوزے کے تصرف میں آئے اس کی تسلیم کو داد بھی دائے تا کہ چوزے کے تصرف سے وہ کمال کو پہنچے اور اس سے انڈے پیدا ہوں اور پھر تمام انڈے دے کر کڑک بیٹھے جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو پھر اسے بٹھاتے ہیں اور انڈے اس کے نیچے رکھتے ہیں اب اس کا تصرف ان پر مسلم ہے اور

Marfat.com

اسی سے مقصد حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا اسی طرح جب صادمرید ولایت شیخ کی تسلیم کو داد پورے طور پر دے لے اور وجود کے بیضے سے خلاصی پالے تو پھر اسے احکام قضاء وقدر حق کے تصرفات کی تسلیم کی مرغیت کے مقام میں آنا چاہئے اور پھر کچھ مدت احکام بجالانے کی حکمات اور اپنی مرغیت کی ہستی کو حکمت قدیم کے تصرفات کے ہاتھ رکھنا چاہئے اور وجود کو احکام ازلی پر فدا کرنا چاہئے۔ جو ازل میں اس کے وجود سے مطلوب تھا۔ اپنا عہد بنالینا اور اللہ ربّ العزت سے وجودی کمالات اور مرادیں نہ مانگنا۔ کیونکہ اس کی پیروی ہو ہی نہیں سکتی۔ جب کچھ مدت اِسی طرح تصرفات بے واسطہ کو تسلیم کرے گا تو پھر اسرار' معانی' حقائق اور علوم لدنی کے بیضے اس میں ظاہر ہونا شروع ہوں گے اور جب سیپی ان موتیوں اور جواہرات سے حاملہ ہو جائے گی تو ان حقائق اور موتیوں کے انوار اس کی نظر اور گویائی کے دریچے پرتو ڈالیں گے اور طالبان کے مستعد وجود کو اس بات کے تصرف کے قابل بیضہ بنادے گا۔ جب اس کی مدت پوری ہو چکے اور تصرف کی اہلیت انڈوں میں نمودار ہو تو اشارات حق مع اجازت شیخ جو کہ اشارات حق کی صورت ہے اُسے مقام شیخیت پر نصب کرتے ہیں۔ اور مریدین کے وجود کے بیضوں کی تربیت کی اِجازت دیتے ہیں۔ ﴿ماہنامہ تبیانُ السلام: نومبر' دسمبر ۲۰۱۰ء﴾

جس طرح اَنڈے مُرغی کے نیچے چوزے بن جاتے ہیں
اور اُس کے پروں سے علیحدہ رہنے والے گندے ہو کر پھینکے جاتے ہیں
اِسی طرح جو مرید پیر سے تعلق رکھے گا وہ فائدے میں رہے گا
اور علیحدہ رہنے والا ہمیشہ خراب اور خستہ ہی رہے گا

Marfat.com

گرم انڈے

چار روپے کا ایک ہے انڈا
مارو اس کے سر پہ ڈنڈا
آدھی رات کو شور مچائے
ساری دُنیا کو جگائے
گرم گرم ہیں لے لو انڈے
مزہ نہیں اگر ہو جائیں ٹھنڈے
سردی کی راتوں کا کھاتا
سب کے من کو ہے یہ بھاتا
جلدی کرو نکالو پیسے
مہنگے تو یہ نہیں ہیں ویسے
چار روپے کا صرف ہے انڈا
مارو نہ تم مجھ کو ڈنڈا
اُبلے انڈے کھاتے جاؤ
گیت خوشی کے گاتے جاؤ
لے جاؤ اور سب مل کر کھاؤ
فوراً بستر میں گھس جاؤ

﴿ننھی مُنی نظمیں: ۲۹رفاروق اے حارث/حسن پبلشرز میاں مارکیٹ اردو بازار لاہور﴾

Marfat.com

ٹلو اور جی پو

موٹے صحت مند مرغے میاں دیوار پر ٹہل ٹہل کر اپنے خاندان کو دیکھتے تھے۔ بی مرغی اپنے درجن بھر بچوں کے ساتھ صحن میں دانہ چگ رہے تھیں اور رنگ برنگ کے چوزے چوں چوں کرتے بی مرغی کے آگے پیچھے گوم رہے تھے۔ اُن میں ایک کالا اور بدصورت چوزہ ''جی پو'' بھی تھا۔ جی پو سارے چوزوں میں سب سے زیادہ بدصورت تھا۔ اُس لیے سارے چوزے اس کا مذاق اُڑاتے تھے۔ جی پو اکثر رونے لگتا اور بی مرغی سے پوچھتا:

''اماں! میں ایسا کیوں ہوں؟''

بی مرغی پیار سے اس کی چونچ چوم کر کہتیں:

''میرے پیارے چوزے! اُس کائنات میں اللہ تعالیٰ نے سب کو خوبصورت نہیں بنایا۔ اگر سب خوبصورت ہیں تو بدصورتی کا احساس کیسے ہوتا۔ جس طرح رات کے بعد دن کے اُجالوں کی قدر ہوتی ہے اِسی طرح خوبصورتی کے ساتھ بدصورتی بھی ہے۔ دکھائی دینے والی خوبصورتی تو ایک دن ختم ہو جائے گی اصل حُسنِ اخلاق کا حُسن ہے۔ اگر تم بااخلاق اور پیار کرنے والے ہو تو ساری دنیا تمہیں پیار کرے گی۔ تم اپنی ظاہری بدصورتی پر اندر کی خوبصورتی کے ذریعہ قابو پا سکتے ہو!''

''سچ اماں!'' جی پو نے اپنی گول گول آنکھیں خوشی سے گھمائیں۔

''ہاں بالکل سچ!'' بی مرغی نے یقین سے کہا تو جی پو خوش خوش جنگل کی سیر کو نکل گیا۔

Marfat.com

سامنے ہی ٹلو خرگوش سرخ سرخ گاجریں نہیں کھا رہا تھا۔ اُسے دیکھ کر چیخ کر بولا:

''ارے او کلو چوزے! گاجر کھاؤ گے؟''

جی پو کی آنکھ میں آنسو بھر آئے۔ مگر وہ نرمی سے بولا:

''بھائی خرگوش! میرا نام جی پو ہے۔ مجھے کلو نہ کہا کرو۔ مجھے دکھ ہوتا ہے۔ اور ہاں میں گاجریں نہیں کھاتا' بلکہ باجرہ کھاتا ہوں۔''

''اوہ! زمین کے کیڑے مکوڑے کھانے والا کیا جانے گاجروں کا مزہ۔ کلو' کلو' کلو' سو دفعہ کہوں گا میں تجھے کلو'' ۔ٹلو خرگوش نے غرور سے کہا۔ اور دونوں ہاتھوں سے منہ صاف کرنے لگا۔ جی پو آنسو بہاتے ہوئے سبز طوطے کے ٹھکانے تک پہنچ گیا۔

سبز طوطے نے اُسے مخملیں گھاس پر بٹھاتے ہوئے کہا: ''جی پو! آج تم اُداس ہو؟''

''ہاں طوطے بھائی! میں بہت اداس ہوں۔''

''اُس اُداسی کی وجہ؟'' طوطے نے محبت سے پوچھا۔

جی پو غم زدہ آواز میں بولا: ''بھائی طوطے! تمہیں تو پتا ہے کہ مجھے سفید خرگوش ٹلو بہت اچھا لگتا ہے۔ اُس کا سفید روئی کے گالوں جیسا جسم اور لال یاقوت جیسی آنکھیں مجھے بہت پسند ہیں۔ میں اُسے اپنا دوست بنانا چاہتا ہوں۔ مگر وہ میرا انداق اُڑاتا ہے۔ اور میری بے عزتی کرتا ہے۔'' وہ سسکیاں لینے لگا۔ سبز طوطے کا بھی دل بھر آیا۔ اس نے کہا:

''جی پو میرے دوست! مت روؤ۔ ٹلو خرگوش کو جلدی ہی اپنے غلط رویے کا احساس ہو جائے گا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کو غرور پسند نہیں ہے۔ میرے دوست! تم اتنے اخلاق کے مالک ہو کہ تمہیں تو جنگل کا ہر پرندہ اور ہر جانور پسند کرتا ہے۔ اور اگر خرگوش سے تمہاری دوستی نہیں ہے تو کیا ہوا؟''

Marfat.com

سبز طوطے کی باتیں سن کر جی پو کا دل خوش ہوگیا اور جب سورج ڈوبنے کے قریب تھا تو وہ طوطے سے اِجازت لے کر گھر کی طرف چل پڑا۔ گنگناتے ہوئے کیڑے، مکوڑے کھاتے ہوئے اچانک وہ چونک پڑا۔ قریب سے رونے اور مدد کے لیے پکارے جانے کی آوازیں آرہی تھیں۔ جی پو کا دل تڑپ اُٹھا۔ اُس نے سب کی طرف نگاہ دوڑائی تلاب کے پانی میں ٹلو خرگوش ڈبکیاں کھا رہا تھا۔ وہ زخمی بھی تھا۔ شاید کسی جانور نے اُسے زخمی کر دیا تھا اور وہ تالاب میں جا گرا تھا۔

ٹلو خرگوش نے جی پو کو دیکھا تو اسے اپنا رویہ یاد آ گیا۔ اس نے سوچا کہ شاید جی پو اس کی مدد نہ کرے۔ مگر جی پو ایک فراخ دل چوزہ تھا۔ وہ خرگوش کی مدد کیلئے آگے بڑھا۔ قریب ہی ایک سوکھی ٹہنی پڑی تھی۔ جی پو چونچ سے ٹہنی پکڑ کر تالاب کے قریب گیا اور ٹہنی خرگوش کو پکڑانے کی کوشش کرنے لگا۔

اُسی تالاب کے کنارے لال چیونٹیوں نے اپنا بل بنا رکھا تھا۔ وہ چیونٹیاں اُس کے پنجوں اور جسم سے چپک کر اس کو کاٹنے لگیں۔ مگر جی پو نے ہمت نہ ہاری اور مسلسل کوشش میں لگا رہا۔ اُس کوشش میں اُس کا سانس پھولنے لگا۔ چونچ زخمی ہوگئی اور پنجے لال چیونٹیوں کے کاٹنے کی وجہ سے سوج گئے مگر وہ مصیبت میں گھرے اپنے دوست ٹلو کو تنہا چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اور پھر جی پو کی ہمت اور مدد سے خرگوش ٹہنی کی مدد سے خشکی پر آ گیا۔ وہ زخموں سے نڈھال تھا۔ جی پو بھاگتا ہوا ڈاکٹر لومڑ کے پاس پہنچا اور اسے لیکر تالاب کے کنارے آیا۔ اس وقت تک جنگل کے بہت سے جانور تالاب کے کنارے جمع ہو چکے تھے۔ وہ سب جی پو کی دردمندی اور بہادری کی تعریف کر رہے تھے۔ میاں لومڑ نے خرگوش کے زخموں کی مرہم پٹی کر دی۔ ٹلو کی اماں نے اُسے مولیوں کا شوربا پلایا تو اس کی طبیعت بہتر ہوگئی۔ ٹلو خرگوش نے جی پو کی طرف دیکھا اور اپنا سر شرمندگی سے جھکا لیا۔ وہ آہستہ سے جی پو سے بولا:

Marfat.com

''پیارے جی پو بھائی! مجھے معاف کردو۔ میں ایک مغرور خرگوش تھا' مگر تمہارے اعلیٰ اخلاق نے میرا دل جیت لیا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کسی کا مذاق نہ اڑاؤں گا۔ تم مجھے معاف کر کے اپنا دوست بنا لو کیونکہ تمہاری نظر میں سب سے زیادہ حسین اور خوب صورت چوزے ہو۔ تمہارا دل حسین ہے۔ جس کا دل خوب صورت ہو وہ کبھی بدصورت نہیں ہوسکتا۔''

جی پو آگے بڑھا اور بولا: ''بھائی خرگوش! میں تمہیں اپنا دوست سمجھتا ہوں۔''

جی پو نے زخمی پنجہ اُٹھا کر خرگوش سے ہاتھ ملا کر اپنی دوستی کا اعلان کر دیا۔

﴿زندگی شمع کی صورت: ۵۳﴾

Marfat.com

چُنّے میاں کی بہادری

ایک جنگل تھا۔ ہرا بھرا اور خوب صورت اس جنگل میں ہر طرف چین کی بانسری بجتی تھی۔ درختوں پر چڑیاں چہچہایا کرتی تھیں۔ اودے' کالے اور سفید بادل اُس جنگل کی درختوں کے دوست تھے۔ جنگل کے تمام جانور ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے تھے ہر طرف آرام اور سکون کا دور دورہ تھا۔ اُس جنگل کے بیچ ایک ندیا بہتی تھی۔ ندیا سب کی سکھی تھی۔ سارے جانور اپنے چھوٹے گلے شکوے' دُکھ اور خوشیاں ندیا کو بتاتے تھے۔ ندیا نہ صرف اُن کی پیاس بجھاتی بلکہ اچھے اچھے مشورے بھی دیتی تھی۔

ندیا کے قریب ایک بہت پرانا برگد کا گھنا درخت تھا اُس کی شاخیں دور دور تک سایہ کرتی تھی۔ برگد کے درخت میں بہت سے پرندوں کا بسیرا تھا۔ اس کے تنے میں بی گلہری اپنے تین خوب صورت بچوں کے ساتھ رہتی تھی' اوپر کی شاخ میں سیانے کوے کا بسیرا تھا۔ دوسری شاخ میں چڑیاں گھونسلا بنائے ہوئے تھے۔ اوپر بلند شاخوں میں طوطے اور کبوتر رہتے تھے۔ سب آپس میں مل جل کر پیار محبت سے رہتے تھے۔ کبھی کبھار ان جانوروں میں معمولی تو تکرار ہو جاتی تھی' مگر دوسرے جانور درمیان میں آ کر میل ملاپ کرا دیتے۔

سب سے زیادہ جھگڑا گلہری سے ہوتا تھا۔ بی گلہری کے ننھے منے بچے بے حد شریر تھے' وہ درختوں کی شاخوں پر اُچھلتے دوڑتے رہتے۔ چڑیوں کے گھونسلوں کو نقصان پہنچاتے اور جب چڑیاں شور مچاتیں تو معصوم بن کر تنے میں چھپ جاتے۔

بی گلہری اپنے شریر بچوں سے بے حد تنگ تھیں' مگر بچے تو بہرحل بچے ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ بی گلہری کو اپنے شریر نٹ کھٹ بچے بے حد عزیز تھے۔ نہ صرف گلہری بلکہ جنگل کے تمام جانور بی گلہری کے بچوں کو پسند کرتے تھے۔ اُن کی شرارتوں پر ہنستے اور خراب شرارتوں پر اُنہیں کبھی کبھار ڈانٹ بھی دیتے تھے۔

جنگل میں سردیوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ دِن چھوٹے اور راتیں لمبی ہوگئی تھیں۔ شام ہی سے سرد ہوائیں چلنی شروع ہو جاتی تھیں۔ تمام جانور جلد سے جلد اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جاتے تھے۔ بڑے جانور بھی اپنے ٹھکانوں پر جلد چلے آتے تھے۔ ندیا بھی اب سردی سے ٹھٹھرانے لگی تھی۔ دریا کا پانی بالکل یخ ہو گیا تھا۔

وہ ایک سرد صبح تھی' اُس روز سورج بھی نہیں نکلا تھا' ٹھنڈی ہوائیں سیٹیاں بجاتی پھر رہی تھیں۔ زیادہ تر جانور اپنے اپنے ٹھکانوں پر دبے بیٹھے ہوئے تھے۔ ندیا' پہاڑوں سے بہنے والے برفانی پانی کی وجہ سے سردی سے کانپ رہی تھی۔

اچانک سیانے کوے نے کسی کے رونے کی آواز سنی۔ اُس کے کان کھڑے ہو گئے' اُس نے آواز کی سمت کا اندازہ لگایا۔ آواز بی گلہری کے گھر سے آ رہی تھی۔ کوے کا دِل بھر آیا' وہ فوراً نیچے اُترا اور بی گلہری کے دروازے پر دستک دی:

''بی گلہری! بی گلہری! کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟''

''ہاں کوے بھیا' اندر آ جاؤ!'' بی گلہری کی آنسو بھری آواز آئی۔

''بی گلہری! اچھی بھی گلہری! تم کیوں رو رہی ہو؟''

ہمدردی پا کر بی گلہری اور بھی شدت سے رونے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد برگد کے سارے پرندے جمع ہو گئے اور بی گلہری سے ہمدردی کرنے لگے۔ بی گلہری کے تینوں بچوں کو زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا تھا۔ تینوں بچے بے ہوش پڑے تھے۔

سبز طوطا تیزی سے اُڑا اور بندر کو بلا کر لے آیا۔ بندر جنگل کا ڈاکٹر تھا۔ بندر نے تینوں بچوں کا بغور معائنہ کیا اور گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ سارے جانور اِس بات

Marfat.com

کے منتظر تھے کہ ڈاکٹر بندر جلد سے جلد دوا تجویز کرے۔ آخر مُرغی بول پڑی:

''بندر بھائی! ارے بندر بھائی! آپ کس سوچ میں پڑ گئے۔ دوا بتائیں بے چاری بی گلہری صدمے سے بے حال ہیں''۔

بندر بھائی گہری سوچ سے چونکتے ہوئے بولے:

''زہریلے کیڑے کا کاٹنے کا علاج ایک بوٹی میں ہے۔ اور وہ بوٹی ندیا کے اُس پار برفانی پہاڑوں کے پیچھے ملتی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سردی کے اِس موسم میں اس جنگل تک کا دشوار سفر کون کرے؟''

بندر بھائی کی بات سُن کر سب خاموش ہو گئے۔ وہ سب بی گلہری کی مدد بھی سچے دِل سے کرنا چاہتے تھے، مگر سفر کی دشواریوں سے پریشان تھے۔

اچانک کالی مُرغی کے سفید چوزے ''چنے میاں'' آگے بڑھے اور حوصلے سے بولے:

''بندر چاچا! میں جاؤں گا وہاں۔ اپنے دوستوں کی جان بچانے کے لیئے ہر دشواری، ہر آزمائش سے گزرنے کے لیے تیار ہوں۔ میرے جذبے سچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میری ضرور مدد کریں گے اور میں ان شاء اللہ ضرور کامیاب لوٹوں گا''۔

چُنے میاں کی بہادری اور جذبہ دوستی سے سب جانور بے حد متاثر ہوئے۔ کالی مُرغی نے فخر سے اپنے سفید چوزے کو دیکھا اور پیار سے اُس کی چونچ چوم لی۔

پھر چُنے میاں سفر کے لیے تیار ہو گئے۔ بندر بھائی نے ناریل توڑ کر خود اُس کا پانی پیا اور ناریل کا آدھا حصہ کشتی کے طور پر استعمال کرنے کے لئے چُنے کو دے دیا۔ چُنا اپنی کشتی میں ڈھیروں نعمتیں اور دُعائیں لے کر سوار ہو گیا۔ ٹھنڈی ہواؤں نے اُس کی کشتی کو آگے بڑھایا۔ اب وہ ہولے ہولے ندیا میں سفر کر رہا تھا اُس کا مقصد نیک تھا۔ سو وہ اپنے اچھے مقصد کے لیے سفر کرتا رہا، کرتا رہا، اور رات آہستہ آہستہ بیتنے لگی۔

Marfat.com

مشرق سے دھیرے دھیرے سورج نکلا اور چُنے کو حرارت پہنچانے لگا۔

ساری رات وہ سفر کر کے صبح ندیا کے کنارے پہنچا اور تھکن اُترانے کے لیے نرم ریت پر لیٹ کر آنکھیں موند لیں۔ ابھی آرام کرتے چُنے کو تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک بھوکی چیل کی نظر سفید سفید روئی کے گالے جیسے چوزے پر پڑی۔ چیل کی رال ٹپک پڑی۔ چیل جھپٹی اور چنے کو اپنے پنجوں میں دبوچ کر بلندی کی طرف اُڑنے لگی۔

چنا گھبرا گیا۔ چیل کی صورت میں موت کے بے حد قریب دیکھ کر لمحے بھر کو اُس کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا' مگر بہادر چوزا تھا' فوراً ہمت کرتے ہوئے بولا:

''اچھی چیل تم مجھے مت کھاؤ''۔

''مگر چوزے میاں! میں تمہیں کیوں نہ کھاؤں؟''

چنے نے ساری بات بتائی اور سفر کرنے کا سبب بیان کیا تو چیل کے دِل میں ہمدردی جاگ اُٹھی۔

چیل بولی: ''اچھے اور نیک دِل چوزے! میں تمہارے نیک جذبے سے متاثر ہوئی ہوں کاش اِس دُنیا کی ساری مخلوق تمہاری طرح ہمدرد اور نیک ہو جائے تو یہ دُنیا جنت بن جائے۔ میں تمہیں برفیلی پہاڑی کی بلندی تک پہنچا دوں گی۔ وہاں تم دور جنگل میں پھسلتے ہوئے جا سکتے ہو''۔

چیل چنے کو پہاڑی پر چھوڑ کر اُڑ گئی۔ چنا درختوں کی چھالوں کا اسکیٹنگ کے انداز میں پنجوں پر باندھ کر پھسلنے لگا اور پھسلتا ہوا جنگل تک پہنچ گیا۔ ٹھنڈی برف اور یخ ہواؤں نے اُسے بہت روکا' مگر وہ ہمت سے آگے بڑھتا رہا اور آکر بوٹی تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اُس نے بوٹی کو احتیاط سے ساتھ لیا اور واپس چل پڑا۔

پہاڑوں پر چیل اُس کی منتظر تھی۔ چیل اُسے دوبارہ پنجوں میں دبا کر اُڑی اور ندی کے کنارے چھوڑ گئی۔ ندیا نے جو چنے کو ہنستے اور مسکراتے دیکھا تو وہ بھی بہت خوش

Marfat.com

ہوئی۔ ایک بوڑھے کچھوے نے چوزے کو اپنی پیٹھ پر سوار کیا اور تیرنے لگا۔ چنا خوش خوش واپس لوٹا تو دوسرے کنارے پر بی گلہری اور دوسرے جانور اُس کے منتظر تھے۔ جانوروں نے سردی کے پھولوں کا گلدستہ چنے کو پیش کیا اور اُس کی کامیابی پر مبارک بادی۔ بندر بھائی جنگل سے اُس کی آمد کا سن کر بھاگے آئے اور گلہری کے تینوں بچوں کو دوا بنا کر پلا دی۔

تھوڑی ہی دیر میں بی گلہری کے بچے صحت مند ہو گئے اور سارے جنگل میں ایک بار پھر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ چنے میاں کو جنگل کے بادشاہ شیر کی جانب سے بہادری کا تمغا بھی دیا گیا۔ (زندگی شمع کی صورت: ۵۷)

Marfat.com

مُرغ سے وابستہ مفید نسخے

علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر **مُرغی** کی چربی بچے کے مسوڑھوں پر مل دی جائے تو اُس کے دانت آسانی سے نکل آتے ہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ اگر **مُرغی** کو دس روز تک سیب کھلا کر اُسے وہ شخص کھا جائے جس کے جوڑ وغیرہ سُن پڑ گئے ہوں تو حکمِ خدا سے یہ مرض دور ہو جائے۔

(نزہۃ المجالس: ۲/۴۲۸ اور ۴۴۰)

مُرغ کا گوشت مزاج کے اعتبار سے بہت زیادہ گرم ہوتا ہے اور نسبتاً رطوبت اس میں کم ہوتی ہے۔ پرانے **مُرغ** کا گوشت ایک مفید دوا کا کام کرتا ہے۔ اگر اس کو تخم معصفر اور سوئے کے ساگ کے پانی کے ساتھ پکا کر استعمال کریں تو قولنج، شکم کی سوجن اور ریاح غلیظ کے لیے بے حد مفید ہوتا ہے چوزے کا گوشت تو بہت زیادہ زود ہضم ہوتا ہے۔ پاخانہ نرم کرتا ہے اور اس سے پیدا ہونے والا خون عمدہ اور لطیف ہوتا ہے۔ (طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: ۵۱۷)

مُرغ کا دماغ یا اس کا خون کیڑے کے کاٹنے کی جگہ پر مَلا جائے تو مفید ہے۔ اگر کسی پاگل شخص کو سرخ یا سفید **مُرغ** کی کیسر (کلغی) کی دھونی دی جائے تو عجیب و غریب فائدہ ظاہر ہوگا۔ (حیات الحیوان: ۲/۱۵۴)

Marfat.com

علامہ قزینی لکھتے ہیں کہ اگر **مُرغی** کو دس عدد پیاز ڈال کر پکایا جائے اور اس میں ایک مٹھی چھلے ہوئے تِل ڈال دیئے جائیں اور پھر اس کو اس قدر پکایا جائے کہ پتیلی چھن چھن بولنے لگے۔ پھر اس کو کھایا جائے اور اس کا شوربا پیا جائے تو یہ بہت زیادہ مفید ہے۔

مُرغی کی آنتوں میں ایک پتھری ہوتی ہے۔ اگر اس پتھری کو مرگی والے مریض کے بدن پر مَلی جائے اور پھر گلے میں پہنا دی جائے تو مرگی کو بہت فائدہ ہوگا اور اگر تندرست کے گلے میں پہنا دی جائے تو نظر بد سے محفوظ رہے گا اور اگر اس پتھری کو کسی بچہ کے سر کے نیچے رکھ دیا جائے تو وہ سوتے ہوئے نہیں ڈرے گا۔ اگر کسی سیاہ **مُرغ** کا سر کسی نئے برتن میں رکھ کر کسی ایسے مرد کے پلنگ کے نیچے دفن کر دیا جائے جو اپنی عورت سے لڑتا ہو تو وہ اُس سے فوراً صلح کر لے گا۔

ابن وحشیہ لکھتے ہیں کہ اگر سانپ کے کاٹے ہوئے پر **مُرغی** کا مغز رکھ دیا جائے تو زہر ختم ہو جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)۔ (حیات الحیوان: ۱۲۵)

لطیفہ

شیخ چلی بھی اپنی قسم کا دُنیا بھر سے نرالا آدمی تھا' اُس کی کوئی بات اور کوئی کام حماقت اور مزاح پروری سے خالی نہ ہوتا تھا۔

ایک دن اُس کی بیوی نے اُس کے سامنے کھانا رکھنے سے پہلے اُسے خوش کرنے کے لئے کہا' آج تو میں نے آپ کی خوشی کے لئے مرغ پکایا ہے' یہ سُن کر پہلے تو شیخ چلی کی باچھیں مارے خوشی کے کھل اٹھیں' پھر دوسرے ہی لمحے چونک کر بولا...... ''مگر بیگم یہ مرغ آیا کہاں سے تھا...... میں نے آج پکانے کے لئے کچھ لا کر دیا ہی نہ تھا۔

بیوی بولی...... '' آنا کہاں سے تھا' مرے شوہر نامدار...... بس موقع لگا تو یہیں کسی محلے والے کا مُرغ پکڑ لیا تھا۔

Marfat.com

اس پر شیخ چلی ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ'' کہتے ہوئے بیوی پر برس پڑااور یہ کہہ کر کہ چوری کا مال کھانا حرام ہے۔ مرغ کھانے سے صاف انکار کر دیا...... بیوی نے اُس کا غصہ ٹھنڈا کرتے ہوئے اُسے آرام سے سمجھایا کہ ایسی کوئی بات نہیں، ہم مرغ کا گوشت تھوڑے ہی کھائیں گے، صرف شوربا سے روٹی کھائیں گے۔ کیونکہ سالن میں پڑا ہوا مرچ مصالحہ تو اپنے گھر کا ہی ہے۔

یہ مشورہ شیخ چلی کو پسند آیا اور اُس نے روٹی کھانے پر آمادگی ظاہر کر دی...... بیوی جب رکابی میں شوربہ ڈالنے لگی تو اُس کے ساتھ سہواً ایک چھوٹی سی بوٹی بھی رکاب میں آ گئی، وہ اُسے نکال کر واپس ہنڈیا میں ڈالنے لگی، مگر اب بوٹی دیکھ کر شیخ چلی کو اسے چھوڑ دینے کا حوصلہ کہاں۔ فوراً بول اٹھا: بیگم! اگر بوٹی اپنے آپ آتی ہے تو آنے دو کوئی مضائقہ نہیں۔ بیوی شاید کسی ایسے بہانہ کی تلاش میں ہی تھی۔ بیساختہ بولی: یہ ہوئی نا بات...... میاں صاحب! یہ مرغی بھی کم بخت اپنے آپ ہی مکان کے اندر آ گئی تھی۔ میں اسے کوئی پکڑنے کے لئے باہر تھوڑی گئی تھی۔

شیخ چلی بولا...... بس تو پھر معاملہ ٹھیک ہے...... آنے دو بوٹیوں کو بھی...... اور خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ ﴿انداز تحقیق کی روشنی میں: ۵۶/ از حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی﴾

Marfat.com

دریائی مرغ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا

شیخ ابو الولید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ستائیس (۲۷) ذیقعدہ سنہ دو سو چھبیس (۲۲۶) ہجری میں ایک دریائی **مُرغ** میں نے دیکھا کہ وقت طلوع آفتاب کے بیت اللہ شریف میں آیا اُس وقت بہت لوگ طواف کر رہے تھے۔ جب یہ دریائی **مُرغ** مقابل رکن حجراسود کے پہنچا تو ایک شخص خراسانی کے کندھے پر بیٹھا اور پھرنے لگا بعض لوگ تو یہ ماجرا دیکھ کر متحیر تھے اور بعض روتے تھے اور بعضے اسکو اُڑاتے تھے مگر وہ نہ اڑا یہاں تک کہ طواف مکمل ہو گیا' تب اڑ گیا۔

﴿ تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء: ۲۳۴ ﴾

Marfat.com

مرغیاں پالنے کا حکم

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اغنیاء کو بکریاں اور فقراء کو مرغیاں پالنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ جب اغنیاء مرغیاں پالنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آبادی کی ہلاکت کا حکم فرماتا ہے

(سنن ابن ماجہ شریف)

عبداللطیف بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اغنیاء کو بکریاں اور فقراء کو مرغیاں پالنے کا حکم دینے کی وجہ یہ ہے کہ ہر قوم کا معاملہ اس کی مقدرت کے مطابق ہے اور اسی کے مطابق اس کی روزی کا معاملہ ہے اور اس حکم سے مقصود یہ تھا کہ لوگ کسب یعنی کمائی کرنی نہ چھوڑ دیں اور اسباب یعنی تدبیر سے کنارہ کشی نہ کرلیں کیونکہ کسب تعفف (یعنی پاکبازی اور قناعت) کا سبب ہے اور بسا اوقات اس سے غناء اور ثروت حاصل ہو جاتی ہے اور کسب کا ترک کر دینا اور اس سے روگردانی کرنا حاجت کا موجب ہو کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور کر دیتا ہے اور یہ شرعاً مذموم ہے۔ اور قُریٰ یعنی آبادیوں کی ہلاکت جو حدیث کے دوسرے جز میں مذکور ہے اس کی توجیہہ یہ ہو سکتی ہے کہ جب اغنیاء مُرغیاں پال کر (جو فقراء کا ذریعہ معاش ہے) ان کے مقاصد میں تنگی پیدا کر دیں گے اور فقراء کا کام خود کرنے لگیں گے۔ تو فقراء کے اسباب معطل ہو کر ان کی ہلاکت کا سبب بن جائیں گے۔ اور فقراء کی ہلاکت بوار یعنی عام ہلاکت ہے جو باعث ہے آبادیوں کی ہلاکت کا۔ ﴿حیات الحیوان: ۱۱۹/۲﴾

روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں مُرغوں کو پالنے کے لئے فرماتے تھے۔

﴿حیات الحیوان: ۱۴۸/۲﴾

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مُرغ

وَاِذْقَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰیؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْؕ قَالَ
بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ
اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ
یَاْتِیْنَكَ سَعْیًاؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ

آیت: ۲۶۰ سورۃ البقرہ

ترجمہ:۔ اور یاد کرو جب عرض کی ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے پروردگار! مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے (یا مردوں کو کیسے زندہ کرے گا)۔ فرمایا: (اے ابراہیم علیہ السلام) کیا تم اس پر یقین نہیں رکھتے۔ (ابراہیم علیہ السلام نے) عرض کی (مولا) یقین تو ہے لیکن (یہ سوال اس لئے ہے) تاکہ میرے قلب کو اطمینانِ کامل ہو جائے (مجھے علم الیقین تو ہے عین الیقین بھی حاصل ہو جائے زندگی اور موت عملاً کھل کر ظاہر ہو جائے)۔ فرمایا: تو چار پرندے پکڑ لے' پھر انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لے' پھر (ان کو ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال اور) ایک ایک پہاڑ پر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا ٹکڑا رکھ دے۔ پھر انہیں بُلا وہ تیرے پاس دوڑتے چلے آئیں گے اور جان لے یقیناً اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمندر کے کنارے ایک مردہ شخص کے پاس سے گزرے، جو کہ ایک حبشی تھا وہ ساحل سمندر پر مرا پڑا تھا۔

Marfat.com

آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ جب سمندر جوش مار کر اس تک پہنچتا ہے تو سمندر کے جانور مچھلیاں وغیرہ اُس کا گوشت نوچتی ہیں اور جب سمندر اُتر جاتا ہے تو کبھی چرندے، کبھی درندے اور کبھی پرندے اُسے کھا رہے ہیں۔ آپ علیہ السلام وہیں کھڑے ہو گئے اور تعجب کرنے لگے۔

پھر آپ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! یہ سمندر کے جانور اور یہ خشکی کے جانور درندے، پرندے اس انسان کو کھا رہے ہیں پھر ایک وقت یہ بھی مر جائیں گے اور پوشیدہ ہو جائیں گے پھر تو انہیں زندہ کرے گا، پس مجھے دکھا کہ تو انہیں کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم! کیا تجھے یقین نہیں ہے کہ میں مردوں کو زندہ کرسکتا ہوں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی: یارب! مجھے یقین ہے لیکن یہ اس لئے عرض کیا ہے تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے اور میں تیری نشانیاں دیکھ لوں اور علم الیقین سے ترقی کر کے عین الیقین تک پہنچوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر ایسا کرو چار پرندے پکڑ لو اور اُنہیں پال پوس کر اپنے سے خوب مانوس کر لو تاکہ تمہیں ان کی خوب پہچان ہو جائے۔ پھر اُن سب کو ذبح کر کے معہ ہڈی، پر و بال وغیرہ کے ان کا خوب قیمہ کر ڈالو۔ پھر اس کے کئی حصے کر کے چند پہاڑوں پر ان کا ایک ایک حصہ رکھ دو اور میدان میں کھڑے ہو کر انہیں آواز دو کہ اے پرندو اللہ کے حکم سے میرے پاس آؤ وہ فوراً زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آجائیں گے اور جان رکھو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

چنانچہ آپ علیہ السلام نے مور، **مُرغ**، کبوتر یا گدھ اور کوے کو ذبح کر کے اُن کے گوشتوں کا قیمہ کر کے سب کے اجزاء خلط ملط کر کے چار یا سات یا دس پہاڑوں پر ایک ایک حصہ رکھا اور ان سب کے سر اپنے پاس رکھے۔ پھر اُن کو پکارا: حکم الٰہی سے میرے پاس آجاؤ۔

Marfat.com

ایک روایت میں کہ آپ علیہ السلام نے اُن کو اس طرح بلایا بِاسْمِ اِلٰہِ اِبْرٰھِیْمَ تَعَالَیْنَ اور اے توڑی ہوئی ہڈیو! اے بکھرے ہوئے گوشت اور کاٹی ہوئی رگو جمع ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہاری روحیں تمہارے اندر لوٹا دے گا۔

آپ علیہ السلام کا یہ فرمان سُنتے ہی گوشت کے اجزاء اُڑے اور ہر ہر جانور کے اَجزاء علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے۔ کہاں تک کہ خون کا ہر قطرہ دوسرے قطرہ سے ملا اور ہر پر اُڑ کر دوسرے پر سے مخلوط ہوا اور ہر ہڈی اُڑ کر دوسری ہڈی تک اور ہر پارۂ گوشت دوسرے پارۂ گوشت تک پہنچا۔ یہاں تک کہ فضاء میں چاروں جانوروں کے جسم بن کر دوڑتے ہوئے آپ علیہ السلام کی طرف آئے اور اپنے سروں سے مل کر پورے پرندے بن گئے۔ سبحان اللہ!

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد علیہ الرحمۃ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو چار پرندے آپ علیہ السلام نے پکڑے تھے وہ یہ تھے:

1 **مُرغ** **2** مور **3** کوا **4** اور کبوتر

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حنش بن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلے سے روایت کیا ہے کہ جو چار پرندے آپ نے پکڑے تھے وہ یہ تھے۔

1 سارس **2** مور **3** **مُرغ** **4** اور کبوتر

تفسیر بغوی جلد اوّل میں عطاء خراسانی علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی کی ایک سبز بطخ، سیاہ کوا، سفید کبوتر اور سرخ **مُرغ** پکڑو۔

اللہ تعالیٰ نے چار پرندے پکڑنے کا اس لئے حکم دیا کیونکہ انسان بھی چار اخلاط سے مل کر بنتا ہے جو چار عناصر سے بنتے ہیں، سرخ **مُرغ** خون، سفید کبوتر بلغم، سیاہ کوا سوداء، اور سبز بطخ صفراء کی حکایت بیان کرتا ہے۔ ان چار پرندوں کو مارنے کے بعد زندہ کرنا اس پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے اجزاء کو مارنے کے بعد زندہ کر سکتا ہے۔

Marfat.com

پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تو نے مجھ سے سوال کیا ہے میں مردوں کو کیسے زندہ کروں گا۔ میں نے زمین کو پیدا کیا اور اس میں چار ہوائیں پیدا کیں شمال، صباء، جنوب اور دبور حتیٰ کہ جب قیامت کا دن ہوگا، صور پھونکنے والا صور پھونکے گا، زمین میں جو مقتول اور مردے ہوں گے سب اس طرح جمع ہو جائیں گے جیسے چار پرندے چار پہاڑوں سے اڑ کر جمع ہوئے ہیں۔

امام ابن جریر' ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تو ملک الموت نے اجازت طلب کی کہ وہ ابراہیم کو اس بات کی بشارت دیں، ملک الموت کو اجازت دی گئی۔ وہ ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کے لیے آئے تو ابراہیم علیہ السلام گھر پر نہیں تھے۔ حضرت ملک الموت ان کے گھر میں داخل ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام انتہائی غیرت مند شخص تھے۔ چونکہ آپ گئے تھے تو گھر کا دروازہ بند کر کے گئے تھے۔ جب واپس آ کر گھر میں ایک شخص کو پایا تو اسے پکڑنے کے لئے اس پر حملہ کر دیا اور پوچھا تجھے میرے گھر میں داخل ہونے کی اجازت کس نے دی تھی۔ ملک الموت نے کہا اس گھر کے مالک نے مجھے اجازت دی تھی' ابراہیم علیہ السلام نے کہا تو نے سچ کہا ہے' آپ پہچان گئے کہ یہ ملک الموت ہے' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تو کون ہے' ملک الموت نے کہا میں ملک الموت ہوں' آپ کو بشارت دینے کے لئے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل بنایا ہے' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی حمد بیان کی اور کہا: اے ملک الموت تو مجھے دکھا کہ تو کفار کی روحیں کیسے قبض کرتا ہے؟ ملک الموت نے کہا: اے ابراہیم علیہ السلام! تم ایسا منظر دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں۔ حضرت ملک الموت نے کہا چہرہ دوسری طرف کرو' آپ نے چہرہ دوسری طرف کیا' تھوڑی دیر بعد پھر دیکھا تو ایک سیاہ شخص ہے جس کا سر آسمان میں

Marfat.com

کر دیں پھر ان اجزاء کو مختلف پہاڑوں پر ڈال دیں پھر ان کو بلائیں' جب آپ علیہ السلام نے اُن کو بلایا تو ہر جسم کے اعضاء آپس میں مل گئے اور اخیر میں ان کے ساتھ ان کا سر جڑ گیا۔ تو اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر انسان حیات ابد یہ چاہتا ہے تو وہ اپنے بدن کی طاقت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی اور سرکشی کی طاقت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے پھر جب وہ اپنے بدن کو احکام شرعیہ پر عمل کرنے کے لئے بلائے گا تو وہ اس کی اطاعت کرے گا اور اس کو دائمی حیات حاصل ہو جائے گی۔

چار پرندے دراصل یہ چار صفات ہیں جو اربعہ عناصر سے پیدا
ہوتی ہیں جب کہ انسان کو ان چاروں سے مرکب کیا گیا

(1) مٹی (2) پانی (3) آگ (4) ہوا

ان چاروں میں سے جب دو آپس میں جمع ہوں گے تو ان میں دو صفتیں پیدا ہوں گی مثلاً' مٹی اسے پانی سے ہی ملایا جائے تو ان کے ملنے سے حرص و بخل پیدا ہوں گے اور یہ دونوں آپس میں ہم مثل ہیں۔ جب ایک پایا جائے گا تو دوسرے کا پایا جانا لازمی ہو گا اسی طرح آگ اس کا قرین ہوا ہے ان دونوں کے آپس میں ملنے سے غضب اور شہوت پیدا ہوتی ہے اور یہ دونوں آپس میں قرین ہیں کیونکہ دونوں میں یکجائی پائی جاتی ہیں پھر ان ہر ایک کی صفات کے لیے دوسرا ساتھی ضروری ہے تا کہ وہ اپنے ساتھی کے ذریعے سے سکون پا سکے ان کا رشتہ وہی ہے جو حضرت آدم اور بی بی حوا علیہا السلام کا تھا پھر ان سے دیگر بے شمار صفات ذمیمہ پیدا ہوتی ہیں مثلاً' حرص اس کا ساتھ حسد ہے اور بخل اس کا ساتھی کینہ ہے اور غضب اس کا ساتھی تکبر ہے اور شہوت کا خصوصی ساتھی کوئی نہیں بلکہ اس کی مثال ایک کنجری کی ہے کہ ہر صفت مذمومہ اس کی ساتھی ہو جاتی ہے اس کی داستان طویل ہے جہنم کے طبقات کی طرح ان صفات کے سات طبقات ہیں جس پر وہ صفت غالب ہو گی وہ اسی کی وجہ سے جہنم میں اسی

Marfat.com

پہنچتا ہے' اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں' اس کے جسم کے بالوں میں سے ہر بال ایک انسان کی شکل میں ہے اور اس کے منہ اور کانوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ منظر دیکھ کر غشی طاری ہوگئی پھر افاقہ ہوا تو ملک الموت اپنی پہلی حالت میں آ چکے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے ملک الموت اگر کافر کو موت کے وقت کوئی مصیبت اور غم لاحق نہ بھی ہو تو تیری یہ صورت اس کے لئے کافی ہے۔ اب مجھے دکھا کہ تو مومنین کی ارواح کیسے قبض کرتا ہے؟ ملک الموت نے کہا چہرہ ادھر کرو' آپ نے چہرہ دوسری طرف کیا' تھوڑی دیر بعد دیکھا تو آپ ایک انتہائی حسین وجمیل جوان کی طرح کھڑے ہیں' سفید لباس اور انتہائی پاکیزہ خوشبو مہک رہی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے ملک الموت! مومن اگر موت کے وقت اور کوئی کرامت اور آنکھوں کی ٹھنڈک نہ پائے تو اس کے لئے آپ کی اس حسین صورت کا دیدار ہی کافی ہے۔ ملک الموت چلے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب سے عرض کرنے لگے میرے پروردگار تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے؟ مجھے یہ حالت دکھا دے تاکہ جان لوں کہ میں آپ کا خلیل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کیوں نہیں لیکن یہ اس لئے عرض کیا ہے تاکہ تیرے خلیل ہو جانے پر دل مطمئن ہو جائے۔

اس واقعہ میں ایک یہ اشارہ بھی ہے کہ نفس انسانی کو حیات ابدیہ اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنی شہوات اور حسن وزیبائش کو ذبح کر دے جو مور کی صفت ہے اور دوسروں پر حملہ کرنے کے جذبہ کو فنا کر دے جو **مُرغ** کی صفت ہے اور نفس کی خساست اور گھٹیاپن کو دور کر دے جو کوے کی صفت ہے اور اپنی خواہشات کو جلدی پورا کرنے کی عادت کو دور کر دے جو کبوتر کی صفت ہے۔ اور جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ملا کہ ان کو ذبح کر کے ان کے پر نوچ کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو خلط ملط

Marfat.com

دروازے سے داخل ہوگا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کو فرمایا کہ وہ ان صفات کو ذبح کر ڈالیں اور وہ یہی چار صفات مذمومہ تھیں۔

❶ بخل کا مور...... اگر بخیل کی نظر میں مزین نہ ہوتا جیسے مور کو اپنے پروں کی زینت پر ناز ہے تو بخیل کبھی بخل نہ کرتا۔

❷ حرص کا کوا...... اس میں حرص زیادہ ہوتی ہے۔

❸ شہوت کا **مُرغا**...... اور مرغا تو شہوت کے معاملہ میں مشہور زمن ہے۔

❹ غضب کا گدھ...... غضب کی صفت بہ نسبت دوسرے پرندوں کے اس میں زیادہ ہے اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ اڑنے میں سب سے اوپر اڑتی ہے اور غضب والے کی ایک نشانی یہی ہے کہ وہ ہمچوں من دیگرے نیست کے مرض میں مبتلا ہے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہی پرندوں کو صدق کی چھری سے ذبح کیا اور ان سے ان جمیع صفات مذمومہ کی تمام جڑیں کٹ گئیں۔ جب انہیں نمرود نے قہراً فلاخن کے ذریعے آگ میں ڈالا تو آپ پر آگ کا اثر نہ ہوا بلکہ ان کے لیے وہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی بن گئی۔

ان پرندوں کو ریزہ ریزہ کرنے اور ان کے بالوں کو اکھاڑنے اور پھر ان کے اجزاء متفرق کرنے اور ان کے پر و بال اور خون کو آپس میں ملانے اور ان کے گوشت کے ٹکڑوں ٹکڑوں کو آپس میں ملانے میں اسی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے اوصاف مذمومہ کے تمام نشانات مٹا دیئے بلکہ امر شرع اور نائب حق یعنے شیخ کامل کے حکم سے ابراہیم (روح) نے ان مذموم صفات کے تمام اجزاء کی بیخ کنی کر دی۔ شیخ کامل کا امر یہی ہے کہ اس کے اجزاء کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اور پھر انہیں پہاڑوں پر علیحدہ علیحدہ رکھ دیا جائے۔ ان چاروں پہاڑوں سے یہ چار طرح کے نفس مراد ہیں کہ جن پر انسان کو جبلۃً بنایا گیا۔

Marfat.com

① نفس نامیہ جس کا دوسرا نام نفس نباتیہ ہے

② نفس امارہ جس کا دوسرا نام روح حیوانی ہے

③ قوۃ شیطنۃ جسے روح طبعی کہتے ہیں۔

④ قوۃ ملکیہ جسے روح انسانی بھی کہا جاتا ہے۔

جب صفات کے پرندے مذبوح ہو کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کے اجزاء کو آپس میں ملا دیا گیا اور پھر انہیں پہاڑوں (روح) نفس (قوۃ) پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا گیا جو شرعی حکم تھا تو ان کی مثال ان درختوں اور کھیتوں کی ہے کہ جن پر سمجھ دار کسان (جو کہ کھیتی باڑی کے معاملہ میں بہت زیادہ سمجھ رکھتا ہے) کے حکم سے وہ مٹی ڈالی جاتی ہے جس میں کھاد وغیرہ ملی ہوتی ہے (مقدار معلوم اور مدت معلوم پر) پھر انہیں پانی سے سرسبز بنایا جاتا ہے تاکہ کھاد والی مٹی سے قوت پکڑے اور زیادہ سے زیادہ پھل دے اس طرح نفس نامیہ نباتیہ کھاد والی مردہ مٹی پر تصرف کرتا ہے، اس وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے آباد کرتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَانْظُرْ اِلٰى اٰثٰرِ رَحْمَةِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

اسی طرح انہی چار صفات کی کیفیت ھے

① حرص ② بخل ③ شہوت ④ غضب

جب یہ اپنے حال پر رہتی ہیں تو انہیں جو ہر روحانی پر غلبہ رہتا ہے بلکہ یہ جوہر روحانی کو بیکار بنا ڈالتی ہیں کہ جوہر روحانی کو اپنے مقام اصلی کی طرف رجوع تک بھی نہیں رہتا اور وطن حقیقی کو بالکل نسیاً منسیاً بنا دیتا ہے۔ ہاں جب ان صفات مذمومہ کا جوش مٹایا جائے اور ان کی قوت کی نیست و نابود کر دیا جائے اور ان کے شعلے بجھائے جائیں اور ان کی طبیعتوں کے نشانات بحکم شرع ختم کر دیئے جائیں اور ان کے مختلف اجزاء کو متفرق کر کے بعض کو بعض میں مخلوط کیا جائے پھر انہیں چار اجزاء میں تقسیم کر دیا

Marfat.com

جائے پھر انہیں قوت یا نفس یا روح کے پہاڑ پہ رکھ دیا جائے تو ہر ایک انہی کی تربیت و قوت سے طاقت پالیں گے کہ ان میں روح انسانی وملکی تصرف کرے گا۔ ان کی وہ صفات جو سراسر ظلمانی ہے، نور سے بدلے گا جو کہ روح انسانی وملکی کے خصائص سے ہے۔ اس طرح سے وہ صفات ظلمانی بالکل مٹ جائیں گے اور ان کے عوض روحانی اخلاق پیدا ہو جائیں گے جن کی وجہ سے وہ انہی صفات پر زندہ رہیں گی۔

قلب کی موت جہالت اور علم اس کی زندگی ہے۔ جسم گویا قفس ہے جس میں چار غیبی پرندے قید ہیں۔ ❶ عقل ❷ قلب ❸ نفس ❹ اور روح۔ فرمایا جا رہا ہے کہ حیات چاہنے والے کو چاہیئے کہ بابِ ملکوت پر عقل کو محبت کی چھری سے ذبح کرے اور جبروت کے دروازہ پر قلب کو شوق کی چھری سے میدانِ فردیت میں نفس کو عشق کی چھری سے اور بارگاہِ ربانی میں روح کو عجز کی چھری سے ذبح کر ڈالے اور سب کے چار حصے کرے پھر عقل کو عظمت کے پہاڑ پر اور قلب کو کبریائی کے پہاڑ پر اور نفس کو عزت کے پہاڑ پر لے جائے اور روح کو جبل پر رکھے تا کہ عقل پر ربوبیت کے انوار چھا جائیں اور قلب قدسی صفات سے موصوف ہو جائے اور نفس نورِ عظمت سے منور ہو جائے اور روح نور الانوار اور سر الاسرار بن جائے۔ پھر ان کو سرِ عشق کی آواز سے پکار و تا کہ وہ تم تک جمالِ احدیت سے محض عبدیت تک دوڑتے ہوئے آئیں۔

چار پرندے نفس کے چار عیب ہیں۔ جو چار عناصر سے پیدا ہوئے۔ ہر دو عنصروں کے ملنے سے دو سبب، مٹی اور پانی سے حرص حسد کی زوجہ ہے۔ بخل کینہ کی اور غصہ تکبر کی زوجہ، شہوت ان سب کی ساتھی۔ ان جوڑوں کے ملنے سے جس قدر ان کی ذریت پیدا ہوئی ہے وہ شمار سے باہر ہے۔ حضرت خلیل علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ صدق کی تلوار سے ان عیوب کی جڑوں کو کاٹو کہ ان کے آثار تک مٹا دو۔ پھر انہیں چار پہاڑوں پر رکھو جو کہ انسان کے چار نفوس ہیں۔ نفس نامیہ، نفس امارہ، قوت شیطانیہ اور قوت

Marfat.com

ملکیہ جب ان پر شریعت کا پانی پڑے گا اور انہیں طریقت کی ہوا لگے گی تو اس سے اعمال کے مختلف باغات اور کھیتیاں پیدا ہوں گی جن سے ثواب کے پھل کھائے جائیں گے۔ خیال رہے کہ عمدہ بیج جب پاک مٹی اور گندے کھاد سے ملتا ہے اور اس پر کامل کسان محنت کرتا ہے' تب اس سے اچھے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے ہی جب شیخ اپنے مریدین کے چار عیوب کو چار قوتوں کے ساتھ مخلوط کرے گا تو اس سے اچھے پھل پیدا ہوں گے اور روح کو حیاتِ ابدی حاصل ہوگی۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ ہمارے عقل، دل، دماغ، روح وہ پرندے ہیں جو دُنیا میں آ کر گویا مردے ہو گئے اور دُنیا سے ایسے خلط ملط ہو گئے کہ ممتاز نہ رہے۔ اب ان کی زندگی کسی ایسے کامل مرشد کی نگاہِ کرم سے ہوسکتی ہے' جس کی آواز صورِ اسرافیل کا کام دے۔ یہ چار پرندے ہمارے اندر موجود ہیں اور آوازِ خلیل بھی آپ ہی ہیں' انہیں زندگی بخش دی ہے۔ تا قیامت یہ سلسلہ قائم رہے گا۔ یا ہماری عبادات پر چار چیزیں ہیں فرائض' واجبات' سنتیں' مستحبات' یہ چار چیزیں اگر آوازِ پیغمبر اور ہدایت نبی سے خالی ہیں تو مردہ ہیں اگر ادھر سے فیضان آجاوے تو زندہ ہو جاویں۔

گر بہ اداء نماز تو نہ شوے بے نقاب

بہست رکوعم حجاب ہست سجودیم حجاب

تفسیر دُرِ منثور ☆ تفسیر ابن کثیر ☆ تفسیر تبیان القرآن ☆ تفسیر نعیمی

تفسیر ضیاء القرآن ☆ تفسیر مظہری ☆ تفسیر روح البیان ☆ فیوض القرآن

Marfat.com

مُرغی اور ناشکری کا انجام

حضرو کے قریبی گاؤں کا رہنے والا ایک شخص روزی کی تلاش میں انگلستان چلا گیا۔ یہاں اس کے حالات اچھے نہیں تھے، وہاں اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی نعمتوں سے نوازا۔ جب وہ وطن واپس آیا تو خاصا مالدار تھا۔ ایک دن چوپال (بیٹھک وغیرہ) میں بیٹھا اپنے حالات بیان کر رہا تھا۔ کسی نے کہا: ''تم پر اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ہے، اُس کا شکریہ بھی ادا کیا کرو''۔ اس پر وہ آدمی کہنے لگا: ''(نعوذ باللہ) اللہ نے میرے اوپر کیا احسان کیا ہے؟ اُس نے تو مجھے غریب ہی کر رکھا تھا، یہ دولت تو میری اپنی محنت سے ہاتھ آئی ہے۔ ابھی وہ اس قسم کی باتیں کر ہی رہا تھا کہ ایک لڑکا **مُرغی** ذبح کرانے وہاں آگیا۔ وہ آدمی جلدی سے پلٹ کر بولا...... ''لاؤ میں ذبح کر دوں''۔ یہ کہہ کر اُس نے چھری ہاتھ میں پکڑی اور **مُرغی** کو زمین پر ڈال کر کہنے لگا: ''میں **مُرغی** ذبح کرنے لگا ہوں' خدا سے کہو اسے میرے ہاتھ سے بچالے''۔ اس نے یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ **مُرغی** ایسے زور سے چیخی کہ اس کی آواز سے قریب بندھی ہوئی گھوڑی بدک گئی اور رُخ بدل کر اس زور سے دولتی ماری کہ اُس آدمی کی کھوپڑی ریزہ ریزہ ہوگئی اور اُسے سانس لینے کی مہلت بھی نہ مل سکی۔ **مُرغی** ایک طرف کو بھاگ گئی۔ اس واقعے کا سارے علاقے میں چرچا ہوا' لوگ دُور دُور سے اس کی لاش دیکھنے آئے، لیکن کسی نے بھی اُس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ ﴿گستاخوں کا بُرا انجام: ٦٠﴾

حاصل کلام:- مال و دولت کم ہو یا زیادہ۔ ذاتِ خداوندی اس لائق ہے کہ اُس کا ہر حال میں شکریہ ادا کرتے رہنا چاہیئے' شکر کرنے میں بے شمار فائدے ہیں اور ناشکری کے نقصان ہی نقصان ہیں جیسا کہ اوپر والے واقع سے ظاہر ہے۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کے لئے

Marfat.com

تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں آپ علیہ السلام ایک آدمی ملا۔ وہ کہنے لگا: حضور! آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری طرف سے عرض کریں کہ میرے پاس مال بہت ہو گیا ہے کچھ کم ہو جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا۔ جب کچھ آگے گئے تو ایک اور آدمی ملا وہ کہنے لگا آپ علیہ السلام میری طرف سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں کہ میں بہت غریب ہوں مال و دولت کوئی نہیں میں امیر ہو جاؤں' مال و دولت کی فراوانی ہو جائے۔

جب آپ واپس تشریف لائے تو اِس دوسرے آدمی کو ملے تو اُس کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو میرا شکر ادا کیا کر۔ وہ کہنے لگا: اللہ نے مجھے کیا دیا ہے جو میں اُس کا شکریہ ادا کروں' خوب ناشکری کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرے گا پھر تو اسی لائق ہے۔ جب آپ علیہ السلام اُس پہلے آدمی کو ملے تو اُس کے پوچھنے پر آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو میرا شکر نہ کیا کر۔ وہ کہنے لگا: حضور! میرے پاس مال رہے یا نہ رہے' میں تو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہی رہوں گا' میں اُس کی ناشکری کبھی بھی نہیں کر سکتا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو پھر تیرے پاس مال بھی کبھی کم نہیں ہو سکتا۔ عین اُسی وقت کسی آدمی نے اُس کو ایک انار دیا۔ اُس آدمی نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ شکر ادا کرنے کے بعد جب اُس کو چیرا گیا تو انار کا ہر دانہ لال و جواہر بن گیا۔ یہ تھی اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کی برکت۔ قرآنِ پاک میں بھی ایک جگہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر ادا کرو اور ایمان لے آؤ۔ اللہ ربّ العزت ہمیں ہر حال میں شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے...... آمین

Marfat.com

مرغی زندہ ہوگئی

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے مرغی کو زندہ کر دیا

روایت ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر حضور غوث الاعظم پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں اپنے اِس لڑکے کو آپ کی جانب بہت زیادہ مائل دیکھتی ہوں' لہٰذا میں نے اس کو اللہ کے لئے اپنے حق سے خارج کر دیا اور یہ آج سے آپ کا ہے' آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کو قبول فرمالیں۔ چنانچہ پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قبول فرمالیا اور سلوک وطریقت اور مجاہدہ کا حکم دیا۔

کچھ دن کے بعد وہ عورت اپنے لڑکے کو ملنے کے لئے آئی' کیا دیکھتی ہے کہ اُس کا لڑکا شب بیداری اور شدتِ بُھوک کی وجہ سے بہت زیادہ لاغر یعنی کمزور ہو گیا ہے اور رنگ اُس کا زرد پڑ گیا ہے۔ اُس عورت کے سامنے ہی اس کے لڑکے کے لئے جو کھانا لایا گیا اُس میں صرف جَو کی روٹی تھی۔

یہ حال دیکھ کر وہ عورت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اُس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک برتن میں تلی ہوئی **مُرغی** کی ہڈیاں جو آپ نے ابھی کھائی تھی' پڑی ہوئی تھیں۔ یہ دیکھ کر اُس عورت نے عرض کیا: اے میرے سردار! آپ خود تو **مُرغی** کا تلا ہوا گوشت کھائیں اور میرا نورِ نظر جو کی معمولی روٹی۔ یہ سُن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جلال آ گیا اور اُن ہڈیوں پر ہاتھ پھیر کر فرمایا:

''بِاِذۡنِ اللّٰہِ تَعَالٰی الَّذِیۡ یُحۡیِی الۡعِظَامَ وَھِیَ رَمِیۡم''

اے **مُرغی**! اللہ کے حکم سے اُٹھ کھڑی ہو جو کھوکھلی ہڈیوں کو زندہ کر دیتا ہے

چنانچہ **مُرغی** صحیح وسالم اُٹھ کھڑی ہوئی اور کرکرانے یعنی چلانے لگی۔ پھر

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس عورت کو مخاطب کر کے فرمایا: ''جب تیرا لڑکا اس مرتبہ کو پہنچ جائے گا تو جو اس کی مرضی ہوگی وہ کھائے گا''۔ ﴿بہجۃ الاسرار: ۱۹۲ ❁ حیات الحیوان: ۲/۱۲۱﴾

تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم سے کہا کہ جب کوئی عجمی جوان میرے پاس آنا چاہے تو میں کرسی پر باتیں کر رہا ہوں تو اُسے روکنا مت دیکھتے کیا ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی چلے آتے ہیں۔ جب وہ اندر آئے تو شیخ کرسی پر سے اُتر پڑے اور اُن سے دیر تک معانقہ کیا پھر کہا اے اہل بغداد خدا کے ولی کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اُس کے بعد کہا: اے عبدالقادر ابھی تو میرا وقت ہے لیکن عنقریب آپ کا وقت آتا ہے جب آپ کا وقت آئے تو اُس کے سقوط کی یاد رکھنا اور اپنی ڈاڑھی پکڑی اور کہا اے عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سب مُرغ چلّاتے آئے ہیں اور خاموش ہو جاتے ہیں سوائے آپ کے مُرغ کے کہ وہ قیامت تک چلّاتا رہے گا۔ ﴿نزہۃ المجالس: ۱/۴۴۲﴾

حضرت تاج الدین الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے مرغی کو زندہ کر دیا

حضرت تاج الدین بن الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ ایک گاؤں سے گزرے، جہاں کے کچھ لوگ اولیاء کے مخالف تھے۔ آپ نے ایک مشہور بخیل آدمی سے **مُرغی** مانگی اور صرف خود کھائی، لوگوں نے بتایا اس کے تو چھوٹے چھوٹے چوزے ہیں۔ حضرت نے اُس برتن کی طرف اشارہ فرمایا جس میں اُس کی ہڈیاں تھیں، جب برتن کھولا گیا تو **مُرغی** صحیح وسلامت اس میں موجود تھی، وہ اپنے چوزوں کے پاس بھیج دی گئی۔ حاضرین پر اس بات کا بے حد اثر ہوا اور لوگ آپ کے بیحد معترف ہوئے، مگر آپ اُسی وقت وہاں سے کوچ کر گئے۔ ﴿جامع کرامات اولیاء ۲/۵۴۹﴾

Marfat.com

مُرغی کا گوشت اور میلاد کا اہتمام

حضرت حسین المجذوب رحمۃ اللہ علیہ مصر کے باشندے تھے' بحر توحید میں ڈوبے رہتے تھے' صاحب حال تھے اور اولیائے کرام میں ''الصائم'' کے نام سے مشہور تھے' آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب پیاس لگتی تو کنویں پر تشریف لاتے اور اُسے کہتے ''یا بیر حسین عطشٰین'' اے کنوئیں! حسین پیاسا ہے۔ یہ سُنتے ہی کنوئیں کا پانی بلند ہو جاتا۔ یہاں تک کہ اُن کے منہ کے برابر آ جاتا۔ آپ اپنے منہ کے ساتھ اس سے پانی پیتے، پھر پانی واپس اپنی پہلی حالت پر چلا جاتا۔

آپ کے گاؤں میں ایک شخص جس کا نام ابو قورہ تھا' وہ آٹا پینے کا کام کرتا تھا۔ اُس کی بیوی تھی جس کا نام ''جانم'' تھا اور وہ بانجھ تھی۔ اُس شخص کی کوئی اولاد نہ تھی' لیکن مال و دولت بکثرت تھی۔ ایک دن اُس کی بیوی نے آپ سے عرض کیا: اے حسین! اگر میرے ہاں اولاد پیدا ہو جائے تو میں آپ کی میلاد کا اہتمام کروں گی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت وہ عورت اِسی رات حاملہ ہو گئی۔ پھر اپنے وقت پر بچہ جنا۔ لیکن میلاد نہ کی۔ ایک دن بیٹھی اپنے خاوند کے ساتھ مُرغی کا گوشت کھانے لگی۔ اچانک ایک بلی آئی اور مُرغی چھین کر لے گئی۔ صبح جب شیخ حسین مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مُرغی ہم نے چھینی تھی۔ اگر تو نے میلاد نہ کیا تو بچہ بھی چھین لوں گا۔

﴿جامع کراماتِ اولیاء::۲/۶۹۷﴾

Marfat.com

گودا آپ چھلکے گدھے کو اور بیج مُرغ کو کھلا دو

پالتو پرندے کی حیثیت سے **مُرغ** سفر وحضر میں انسان کے ساتھ رہا ہے اوران شاءاللہ رہے گا۔

ملاں نصیر الدین لطائف الادب کی تاریخ کا ایک مشہور کردار ہے۔ایک مرتبہ وہ اپنے سواری کے گدھے پر سوار شہر اصفہان (ایران) میں داخل ہوئے' حالت یہ تھی کہ اُن کے آگے اپنا پالتو **مُرغ** بٹھا رکھا تھا۔ مسلسل سفر کی تھکان اوراس پر بھوک کی شدّت۔لیکن ملاّں نصیر الدین کم خرچ بالانشین کے قائل تھے۔

انہوں نے سُن رکھا تھا کہ اصفہان کے باشندے حاضر دماغی اور ذہانت میں بڑے مشہور ہیں۔سوچا کہ ذران کی ذہانت کا امتحان ہوجائے۔شاید اسی طرح کوئی گذارہ کی سبیل پیدا ہوجائے۔کیونکہ اُن کے پلّے نقدہ بہت ہی کم تھا۔انہوں نے ایک اصفہائی باشندے سے پوچھا کہ بھائی ذرا میری مشکل تو حل کرو......ہم اس وقت تین مسافر تمہارے شہر میں وارد ہوئے ہیں۔تینوں کو بھوک لگی ہوئی ہے اور پیسے بہت کم ہیں۔پیٹ بھرنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔

اصفہانی نے بلاتامّل جواب دیا۔فکر کرنے کی کوئی بات نہیں۔آپ ایک آنہ کا تربوز خرید لیں۔گودا خود کھالیں' اُس کے چھلکے اپنے گدھے کے آگے ڈال دیں اور بیج اس مرغ بہادر کو کھلا دیں۔

﴿مرغ بانی: ۸/از قریشی محمد شریف گلزار/ انڈا تحقیق کی روشنی میں: ۵۵/از حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی﴾

Marfat.com

مرغی/مرغ کی وفاداری

جس طرح آپ کے دستر خوان پر انڈوں کے بغیر مکمل رونق پیدا نہیں ہوسکتی اسی طرح عقل وحکمت کا شعوری خوان ان دو صحت پرور بلکہ وفادار وقوت دہندہ چیزوں کے بغیر پھیکا اور اُدھورا رہ جاتا ہے۔

ہم نے انہیں وفادار کا لقب اس لئے دیا ہے کہ خود قدرتِ خداوندی نے انہیں اس شرفِ اعزاز سے نوازا ہے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ مرغ ہو یا مرغی' نہ صرف جیتے جی ہی حضرتِ انسان کے کام آتے رہتے ہیں بلکہ شکم انسانی کی سیری اور توانائی کے لئے اپنا گوشت پوست بھی قربان کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

آپ خود ہی سوچیئے کہ حضرتِ انسان کی کتنی بڑی خوش قسمتی اور کتنی عجیب بات ہے کہ ''اشرف المخلوقات'' موقع بے موقع' دن ہو یا رات' مرغوں کو اپنی لذت پروری کے لئے حلال یا ذبح کرتے رہتا ہے' لیکن کیا مجال کہ دن رات انسان کی قربان گاہ لذت یابی وشکم پروری کی بھینٹ چڑھتے رہنے کے...... اس نسل کی تعداد میں کوئی کمی واقع ہو جائے...... بتلائیے اس سے زیادہ یہ روکھی سوکھی' سڑی بسی' متعفن وکثیف اور بے سود وبے لذت خوراک کھانے والی غریب اور ننھی منی مخلوق' اپنی وفاداری کا اور کیا ثبوت پیش کرسکتی ہے۔

مرغوں اور مرغیوں کی خوراک وصحت کے بارے میں حفظانِ صحت کے اُصولوں اور اپنے انسانی فرائض کا احساس ایک الگ بات ہے' لیکن یہ بات بہرحال قابل غور ہے کہ آپ مرغ کو لاکھ جھڑکیں' اپنے گھر کے مصفا کمروں سے پرے رکھیں' روٹی کے

Marfat.com

جو ٹھے موٹھے ٹکڑے، دالوں اور سبزیوں کے فالتو اور نا قابل ہضم فضلے کھانے کو ڈالیں، سردی یا گرمی میں بلا تحفظ رکھیں، آنگن میں چھوڑیں یا ڈربے میں بند رکھیں، دو دو نہیں تین وقت فاقے رکھیں یا کھلا کھلا کر اپھارہ کر ڈالیں لیکن یہ غریب اپنے فرضِ منصبی کی ادائیگی یعنی بانگ دینے سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔

اس طرح سے بی مرغی کو خواہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر چگنے پر چھوڑ دیں یا بلا تردد اپنے باورچی کی سیاحت و معائنہ کی اجازت دے دیں۔ جسم کو سکھا دینے والی بیگار سی قسم کی خوراک دیں یا انتہائی مرغن و مجرب چیزیں ان کے سامنے ڈال دیں، جہاں تک اس کا بس چلے گا یعنی جب تک وہ کڑک نہ ہوگی، آپ کی خدمت میں اپنا حق نمک خواری ادا کرنے کے لئے روزانہ خلوص و عقیدت کے طور پر...... انڈے ضرور پیش کرتی رہے گی۔ اور پھر یہ کتنی حیرتناک اور دلچسپ بات ہے کہ بیچاری مرغی وہ سب کچھ برضا و رغبت بلکہ بصد اشتیاق و محبت کھا لیتی ہے جسے ہم شاید دیکھنا بھی پسند نہ کریں اور جو ہمارے معدہ شریف کو ایک آنکھ کیا بلکہ ایک آنت بھی نہیں بھاتیں، لیکن اس کے بدلے میں مرغی ہمیں جو تحفہ پیش کرتی ہے وہ کتنا ذائقہ پرور، قوت بخش اور حیاتین سے معمور ہوتا ہے۔

﴿انڈا تحقیق کی روشنی میں :۵۱ راز حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی﴾

Marfat.com

مُرغ کے متعلق ضربُ المثل

اس جنس (یعنی مرغی رمرغ) بے مقدور کی ہمت و جرأت بلکہ رسائی اور اہمیت دیکھئے کہ ہمارے خوانِ نعمت کے ساتھ ساتھ اس نے ہماری ثقافت' دوستانہ چونچلوں روز مرہ کی گفتگو اور ادبِ لطیف تک کی ہائی کلاس میں بھی اپنی سیٹ ریز رو کرا رکھی ہے۔

کتنے ہی محاورے اس مخلوق کے حوالہ سے عبارت ہیں۔

کتنی ہی داستانیں' اس مذکور کے گرد گھومتی ہیں۔

کتنے ہی لطائف اور واقعات اپنے دامن میں بی مرغی' جنابِ مرغ اور انڈہ کی لطافت آفرینیوں کو سمیٹے ہوئے ہیں۔

''مشتے نمونہ از خروارے'' کے مصداق اس خوانِ عبارت پر سے چند لطائف و ظرائف چگ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیجئے ملاحظہ فرمایئے اور دیکھئے کہ اس دلچسپ' پراسرار شئے یا جنس نے کیسی کیسی تاریخی' شاہی اور نابغہ روزگار ہستیوں کی علمی' ادبی اور طبعی بارگاہوں تک رسائی حاصل کر رکھی ہے۔

ضربُ المثل

مُرغ کی ایک ہی ٹانگ' مُرغے کی ایک ہی ٹانگ (اپنی بات کی رٹ بے جا بات کی اڑ)

مُرغوں کی سی لڑائی...... کوئی مطلب نہیں' بے لاگ ہے۔

مُرغوں کے خواب میں دانہ ہی دانہ...... انسان ہر وقت اپنے مطلب ہی کی بات

Marfat.com

سوچتا ہے۔ جیسا خیال ہوتا ہے ویسے ہی خواب نظر آتے ہیں۔

من میں بسے سو سپنے دِسے۔ جو دل میں ہوتا ہے وہی خواب میں دکھائی دیتا ہے

مُرغا بنانا...... ٹانگوں کے نیچے سے ہاتھ نکال کر کان پکڑنے پر مجبور کرنا۔

مُرغا نہ ہوگا تو کیا اذان نہ ہوگی مُرغا بانگ نہ دے گا تو کیا صبح نہ ہوگیا...... کوئی کام کسی کی ذات خاص پر موقوف نہیں رہتا، رہتی دُنیا تک کام ہوتے ہی رہیں گے۔

مُرغا ہضم بکری پر دَم...... چھوٹی چیز لے کر بڑی پر نظر رکھنا۔

مُرغی اپنی جان سے گئی کھانے والے کو مزہ نہ آیا...... ایک شخص نے دوسرے کے لیے بے حد کوشش کی، مگر دوسرے نے کوئی قدر نہ کی۔

غریب نے تو اپنی جان مار کر کوئی کام کیا مگر دوسرے کی خاطر میں نہ آیا۔ جانفشانی کی قدر نہ ہونے اور احسان نہ مانے جانے کے موقع پر بولتے ہیں۔

مُرغی انڈے کی بحث...... بے نتیجہ بحث، بے کار حجت، بے نتیجہ گفتگو مثلاً پہلے مُرغی تھی یا انڈا۔

مُرغی کو تکلے کا داغ بہت ہے...... غریب کو تھوڑا نقصان بھی بہت ہے۔

مفلس کو ذرا سا نقصان بھی بہت ہے۔ غریب کو تھوڑا نقصان بھی بہت ہے۔

معروف کا ہے چرخ چہارم پہ دماغ
اُس کو تو نہیں دماغ سے اپنے فراغ
رنگینؔ کے آگے ورنہ کیا مال ہے وہ
مُرغی کو ہے کافی ایک تکلے کا داغ

مُرغی کی بانگ کون سُنتا ہے...... عورت کی بات کا کیا اعتبار۔

عورت کی بات قابل اعتماد نہیں ہوتی...... عورت کی ڈینگ کا کیا اعتبار۔

(فیروز اللغات اُردو: ۱۲۳۰)

Marfat.com

مُرغ مصلّی:...... وہ شخص جو ظاہر میں نمازی و پرہیز گار مگر باطن میں کینہ ور اور مکّار ہو

ہے موذّن جو بڑا مُرغ مصلّی اُس کی...... مستوں سے نوک ہی کی بات چلی جاتی ہے

پاؤں رُکتا نہیں مسجد سے دمِ آخر بھی...... مرنے پر آیا ہے پر لات چلی جاتی ہے

ہر سحر درپئے آزارِ آشاماں ہے...... مکر و طامات کی اک گھات چلی جاتی ہے

ایک ہم ہی سے تفاوت ہے سلوکوں میں اَمیر...... یوں تو اوروں کی مدارات چلی جاتی ہے۔ ﴿فرہنگ آصفیہ: ۴/۳۲۷﴾

مُرغ کو خواب میں دیکھنا

جو کوئی خواب میں دیکھے کہ شاخ در شاخ تاج والے سپید مُرغ کو ذبح کر رہا ہے۔ وہ اپنے اہل وعیال اور مال میں تباہی دیکھتا ہے۔ ﴿نزہۃ المجالس: ۱/۴۴۲﴾

Marfat.com

مُرغی کے بچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام

نبی یعقوب علیہ السلام ' یوسف علیہ السلام دے اُتے کرے پیار ودھیرا
یوسف علیہ السلام باجھ یعقوب نبی علیہ السلام نوں چار چوفیر اندھیرا
ہُن مَیں گنکے آکھ سُناواں جویں سبب جدائی
اِک مثال کسے نے مینوں سی اَن گھڑت سُنائی
اُہنے کہیا یعقوب نبی علیہ السلام توں یوسف علیہ السلام کویں وچھنا
چالی سال جدایاں اندر باپ پیارا رُناں
سی اِک مُرغی رکھی ہوئی گھر یعقوب پیارے
بارہ چُوزے اُس ککڑی دے کہندے لوکیں سارے
وچہ ویہڑے دے چوزیاں تائیں ککڑی پھرے چوگاندی
ہیٹھ پراندے چوزیاں تائیں مُرغی پھیر بہاندی
بھوندی بھوندی اِل اَسمانوں تھلے نظر وگاوے
مُرغی کولوں چوزہ پھڑ کے جبراً اِل لیجاوے
کیں کیں کردی ککڑی اوتھے ڈاہڈا شور مچایا
ککڑی نوں یعقوب نبی علیہ السلام نے ایس طرح فرمایا
کی ہویا اِل لے گئی چوزا باقی ہور بہتیرے
اِک چوزے دے بدلے سوہریئے پاویں شور ودھیرے
اوہ ککڑی نوں جیہڑا ہیسی سخن یعقوب علیہ السلام سُنایا

Marfat.com

بول فخر دا رَب سچے نوں نہیں سی ہرگز بھایا
اِس کارن رَب یوسف علیہ السلام تائیں ہیسی جدا کرایا
جدوں یعقوب نبی علیہ السلام نے رو رو اپنا حال ونجایا
اُس مُرغی یعقوب نبی علیہ السلام نوں ایہ گل آکھ سُنائی
میرا چوزا چیل اُٹھایا جاں میں ساں کُرلائی
اِک چوزے لئی سوہریئے کاہنوں اِتنا شور مچایا
منگیں خیر بچھلیاں سندی کیوں پئی رولا پاویں
یاراں بیٹے یوسف علیہ السلام باجھوں ہین تیرے کول باقی
ویکھ اہناں ول کیوں نہ دیویں دِل اپنے نوں تاکی
ایہ گل سُن یعقوب نبی علیہ السلام دیاں نکل گیاں سن دھائیں
آکھن لگا یوسف علیہ السلام باجھوں صبر دِلے نوں نائیں
جس نوں لگے اوہ تن جانے دُوجا کون پچھانے
آخر ہو کے رہندے بھائیو جو کجھ بھید ربانے

﴿قصص المحسنین: ۸۱، از ملک بشیر احمد بشیر﴾

Marfat.com

بُڈھا ککڑ

اوس پنڈ وچ بابے حاکو کولوں کوئی بُڈھا بندہ نہیں سی۔ اوہدی عمر اوس ویلے کوئی اک سو دس (۱۱۰) ورھیاں دی سی' جدوں مینوں اوہدے پنڈ جان دا موقع ملیا تے ایس گل نوں وی دو سال ہو گئے نیں' میں بابے دیاں گلاں سُندیاں سُندیاں تھک گیا ساں۔ بھئی اوہ اپنی عمر دا کدے وی خیال نہیں سی کردا' جوانی وچ تے کھیہہ اوھنیں بہت کھادی سی پر ایس بڑھاپے وچ اوھنوں کی وَگ گیاں نیں' نور دین حکیم اوھنوں ٹھمنیں دئی رکھدا اسی۔ آکھے بابا حاکو ایہہ کشتہ تینوں لال ولال کردے گا' ایہہ کھائیں گا تے لوہے توڑ بن جائیں گا' ایہہ دِل نوں تگڑیاں رکھے گا' ایہہ جگر نوں چنگا سنبھالا دئی رکھے گا۔ گل کی بھئی اوہدیاں جڑھاں وچ بہن والا حکیم نور دین سی۔ زور اور اوہ جید ھے پلے دانے ہون' اوہ کدوں بھکھا مردا اے۔ جی آوے تے نال دیاں نوں وی رجائی چلے' موج دی گل اے۔ بابے حاکو کدے ایہہ سوچیا وی نہیں سی' بھئی میرے پُت پوترے کیڈے کیڈے نیں تے فیر دوہتے' دوہتیاں دی تے گل ای کی کرنی۔

جے کدے مُلاں گامّا اوھنوں آکھے بابا تیریاں قبر وچ لتاں نیں' دھیان رب ولے کر' تے قبر دے عذاب نوں یاد کر۔ آکھے مُلاں توں کی سمجھنا ایں' میں کوئی بُڈھا تے نہیں ہو گیا' مسیتے وڑاں گا پر چرکا۔ جدوں ڈنگوری ہتھ پھڑ لئی۔ اجے تے میں چنگا بھلا اپنے نینیں پرانی چلدا پھرناں' کسے دا محتاج نہیں' ویلے نال فیر مسیت وَڑ کے بہہ جاں گا' پر حالی نہیں۔ مہندا گوجر وی اوسے پنڈ دا اسی۔ عمر اُوہدی کوئی سَتر دے نیڑ تیڑ سی۔ پر گل تے سِدھے راہے چلن دی اے تے نالے رب جنھوں راہ وکھادے' فیر اوہدے

کورا ہے چلن دی گل ای مُک جاندی اے۔ پَیر پَیر تے ہوش نال چلنا' مٹھا ہر کسے نال بولنا' اللہ توبہ پکّی' کسے نال وادھی گھاٹی کوئی نہیں' کی مجال مہندے جے کدی وی بھیڑی گل کیتی ہووے۔ بس اللہ نے اوہنوں چانن وکھاد تا سی' نیت دا نیک سی' رَب اوہدا بیلی بن گیا' ستے خیراں برکتاں ایں برکتاں' رحمتاں ایں رحمتاں۔

حاکو دی مت شیطان نے تے اوس حکیم نے رَل کے مار دتی جھاں ظلم کمایا تے بابے نوں بڈھے ہون توں ٹھلہہ پا چھڈی۔ کھوا کھوا کے کُشتے اوہدی مَت مار دتی' پورے دا پورا جنگلی جانور' ایڈا بڈھا بابا' لوکی کہن ایہہ کی بلا اے۔ کہن والے تے اوہنوں بابا ای کہندے سی پر اوہدی پھوں پھاں چنگے گبھرو وی اوہدے اگے کھلون دا جگرا نہیں سی کر سکدے' حاکو پکا پیٹھا تے مُنڈے وچارے بنا سپتی کھا کھا کے بس لِدا ای سمجھو۔ پنڈ وچ جتھے کتے کھیڈ تماشہ یاں مُجرا ہونا' حاکو اوتھے ڈٹ کے جا بہنا مُنڈے کُھنڈے وچارے اُچی ساہ وی نہیں لے سکدے سی تے جے کِتے ڈانگ سوٹے دی گل ہو جانی' بابے حاکو اُوتھے وی جا اپڑناں۔ کدی کدی جمعرات نوں پنڈ وچ گھول یاں کوڈی ہونی تے بابا حاکو اُوتھے وی پینچ بَن کے جا بہندا سی۔

پورے پنڈ وچ بابا حاکو' بابا حاکو...... باقی سب چلم تمباکو۔

بابے مہندے دا اک پُت سوہنی شہر چلیا گیا سی۔ بابا چاہندا سی اک تے پاہڑ و بن جائے۔ اللہ خیر کیتی اوہ چوداں جماعتاں کر کے پنڈ ڈگری لیکے ماپیاں کول اپڑ گیا۔ گلاں تے بابے حاکو دیاں آندیاں جاندیاں سُندا ای رہندا سی پر ہُن پنڈ وچ رہن دا موقع مل گیا۔ پیونوں کہن لگا میاں جی پنڈ وچ سکول ای کھول لئے' بال پڑھن گے کوئی دِین دُنیا دی سمجھ آوے گی' کوئی عقل والے بن جان گے' دُنیا تے بہت اگے وَدھی جا رہی اے پر پنڈ ساڈا ای ڈھور ڈنگراں دا واڑھا رہ گیا اے۔ تہانوں اللہ نے ہدایت دتی تے مینوں کجھ اکھاں مل گیاں نیں۔ میں چاہناں سارے بال ای اکھاں والے

Marfat.com

بن جان۔ اپنے چر وِچ بابا حاکو آ گیا۔ مہندے یار سُنا۔ سوہنی پڑھ پختہ ہو گیا اے کی کھٹی کھٹ لئی او۔ بو بارو پیاں والا بیٹھا ایں' ہُن کیہڑے سوہنی نوں پَر لگ گئے نیں' بھئی اُڈن لگ پیا اے۔ سوہنی بیو دے مُنہ وَلے تکن لگ پیا۔ جویں بھئی مینوں جواب دین لئی آکھے۔ مہندا ایس شرافت دیاں لیکاں توں اگے ٹپنا چنگا نہیں سی سمجھدا اوہ سمجھدا اسی مُنڈا چنگا بھلا پڑھ لکھ آیا اے تے رب نے سمجھ وی ایہنوں کافی دے دتی اے۔ حاکو تے ہے ای نرا ڈنگر' کھا کھابو سر چھڈ یا' نہ اللہ نہ توبہ' کیہڑی بدی اے جیہڑی اونھیں جوانی وچ چھڈی ہووے اوہ تے گھٹ ہن وی نہیں کردا اونھیں کدے اپنے چٹے والاں وَلے دھیان ایں نہیں دتا۔ ایس توں وَڈا مورکھ ہور کون ہووے گا۔ جانے رب کدوں عزرائیل کلا مروڑ دینی ایں تے بس فیر مُنہ اڈے دا اَڈیا ای رہ جائے گا تے بیگانے پُتر مٹی دی ایس پنڈ نوں اُٹھاراں گز لٹھے وچ بنھ کے قبر وچ سُٹ آون گے۔ اوتھے انھیری کوٹھڑی' سپ اُٹھوہئیں تے جانے فیر کی کی بلایاں اُوتھے کَد کَد پین گیاں۔ اُوتھے چیکاں کسے سُنیاں نہیں' وکھالی کسے دینی نہیں' چپ کران والا اوتھے ہونا کوئی نہیں' تے فیر بھیڑیاں کرتوتاں والے دی قبر...... اللہ معاف کرے تقصیراں' بھانبڑ مچن گے' لانبو نکلن گے تے کوک کسے سُننی نہیں۔ سوہنی نے ساری حقیقت بابے نوں کھول دَسی۔ بابا حاکو سُن کے کہندا اے بس بَن گیا ایں مُلاں۔ گام وی تے ایہو گلاں کردا اے۔ سوہنی کُجھ کاوڑ کھا گیا' تے کہن لگا: بابا مینوں بڑا دُکھ اے بھئی اپنی عمر توں اینویں ایں گوائی اے...... تے ہدایت نہ تینوں آئی اے۔ سوہنی فیر ایہہ وی آکھیا بھئی چنگی لڑائی لڑن والا بڈھا ککڑ وی اپنی کلغی نیویں کر کے پچھلیاں کیتیاں نوں پچھتاندا اے تے رب کولوں ڈرن لگ پیندا اے۔ آخر عمر داوی تاں کجھ خیال کرنا پیندا اے پر توں تے بابا اُودھے توں وی گیا گذریا ہو گیا ایں۔

کچ دیاں ونگاں: ۹/۷ ار بشیر شیخ ۱۳۶/ گراؤنڈ فلور پینوراما شاپنگ سنٹر ۲۸ رشاہراہ قائداعظم لاہور

Marfat.com

تلی ہوئی مُرغی اور فقیر کو دھکے

مؤرخ ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں ہشیم بن عدی کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایک شخص اپنی زوجہ کہ ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اور اس کے سامنے تلی ہوئی **مُرغی** رکھی ہوئی تھی۔ اس کے پاس ایک سائل آیا اس نے اس کو نامراد لوٹا دیا۔ حالانکہ وہ ایک کھاتا پیتا شخص تھا۔ کچھ مدت کے بعد ایسا ہوا کہ اس کے پاس مال نہ رہا اور نہ کاروبار۔ اس نے اپنی زوجہ کو بھی طلاق دیدی اور اس نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیا۔

ایک شب کا ذکر ہے کہ وہ عورت اپنے نئے خاوند کے ساتھ بیٹھی ہوئی **مُرغی** کا گوشت کھا رہی تھی۔ اتنے میں ایک سائل آیا اس نے دروازے پر دستک دی۔ صاحب خانہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ **مُرغی** اٹھا کر سائل کو دے دو۔ چنانچہ اس نے **مُرغی** اٹھا کر سائل کو دے دی۔ عورت نے جب سائل کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ سائل اُس کا پہلا خاوند ہے۔ اُس نے اپنے نئے خاوند سے کہا کہ یہ سائل میرا پہلا شوہر تھا۔ یہ سن کر اُس کے نئے شوہر نے اللہ تعالیٰ کی قسم اُٹھا کر کہا کہ میں بھی تو وہی سائل ہوں جس کو اِس نے اپنے دروازے سے محروم واپس کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اِس کی ناشکری کی وجہ سے اِس کا مال اور اِس کی بیوی اس سے چھین کر مجھے مرحمت فرما دی۔

(نزہۃ المجالس: ۲/۴۲۵ ☆ حیاۃ الحیوان: ۲/۱۲۱ ☆ لطائف و نوادر: ۲۸۹)

Marfat.com

مرغی سے مہمانی

ہشیم بن عدی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنی ناقہ پر سوار ہوکر سفر کر رہا تھا۔ راستے میں مجھ کو ایک اعرابی کے خیمہ کے پاس شام ہوگئی میں وہاں اُترا اور خیمہ میں گیا۔ اُس وقت خیمہ میں گھر والی موجود تھی جب کہ اعرابی کہیں گیا ہوا تھا۔ اس نے کہا تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا میں مہمان ہوں اس نے کہا: مہمان کا ہمارے یہاں کیا کام؟ اتنا بڑا جنگل پڑا ہے۔ کہیں اور چلے گئے ہوتے۔

اُس کے بعد اُس عورت نے گیہوں پیسے، آٹا گوندھ کر روٹی بنائی اور کھانا کھانے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اُس کا شوہر آ گیا۔ وہ اپنے ساتھ دودھ لایا تھا۔ اُس نے آ کر سلام کیا اور دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا مہمان! یہ سن کر وہ بہت خوش ہوا اور خوش آمدید کہا، پھر ایک بڑا پیالہ بھر کر مجھ کو دودھ پلایا۔ اُس کے بعد اُس نے مجھ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ نے یہاں آ کر کچھ نہیں کھایا اور نہ اِس عورت نے کھانے کو دیا ہوگا۔ میں نے کہا واللہ میں نے کچھ نہیں کھایا۔ یہ سن کر وہ عورت کے پاس غصہ میں بھرا ہوا پہنچا اور کہا کہ تیرا بُرا ہو تو نے خود کھانا کھا لیا اور مہمان کو کچھ نہ کھلایا۔ عورت نے کہا کہ میں کیا کروں میں اپنے پیٹ کا ٹکڑا تیرے مہمان کو کھلاتی۔ اِس سے دونوں میں سخت کلامی ہونے لگی اور نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے عورت کو مار کر زخمی کر دیا۔ اس کے بعد اُس نے چھری اُٹھائی اور میری اونٹنی کو ذبحہ کر دیا۔ میں نے اُس سے کہا کہ خدا تجھ کو معاف کرے یہ تم نے کیا کیا؟ اُس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میرا مہمان رات کو بھوکا نہیں سو سکتا۔ پھر اُس نے لکڑیاں چن کر آگ جلائی اور گوشت پکایا پھر میرے ساتھ بیٹھ کر کھایا۔ اور اپنی عورت کے پاس یہ کہہ کر ڈال دیا کہ خدا تجھ کو رزق نہ دے۔ جب صبح ہوئی تو وہ مجھ کو چھوڑ کر گھر سے نکل گیا۔ میں مغموم بیٹھا رہا۔ جب دوپہر ہوگئی تو

Marfat.com

وہ گھر لوٹا اس کے ساتھ ایک نہایت خوبصورت اور فربہ اُونٹنی تھی۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کی ناقہ کے عوض میں ہے۔ پھر اُس نے باقی ماندہ گوشت اور ماحضر راستہ کے لئے میرے ساتھ کر دیا۔ میں نے اُس سے رخصت ہو کر اپنی راہ لی۔

اُس دن بھی مجھے شام ایک دوسرے اعرابی کے خیمہ کے پاس ہوگئی۔ میں سواری سے اُترا اور اندر جا کر سلام کیا وہاں بھی عورت موجود تھی۔ مرد کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ چنانچہ عورت نے میرے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا مہمان ہوں۔ مہمان کا نام سن کر وہ بہت خوش ہوئی اور مہمان کی آمد پر جو رسمی الفاظ کہے جاتے ہیں اُس نے ادا کیے۔ اُس کے بعد اُس عورت نے بھی آٹا پیسا اور گوندھ کر روٹی پکائی اور مسکہ لگا کر میرے سامنے رکھ دی۔ اور ایک پلیٹ میں تلی ہوئی **مُرغی** رکھ کر میرے سامنے رکھ دی۔ پھر اُس نے مجھے کھانے کو کہتے ہوئے کہا کہ آپ ہمیں معذور سمجھئے کہ ہم آپ کی شایانِ شان خاطر مدارت نہیں کر سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک بدشکل اعرابی آیا اور آ کر مجھے سلام کیا اور معلوم کیا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ مہمان ہوں یہ سن کر اس نے ترش روئی سے کہا کہ مہمان کا یہاں کام کیا؟ اُس کے بعد وہ اندر گیا اور عورت سے کھانا طلب کیا عورت نے جواب دیا کہ کھانا تو میں مہمان کو کھلا چکی ہوں یہ سن کر اُس نے کہا کہ میرا کھانا تیرا مہمان کھائے اور میں بھوکا رہوں۔ اِس پر بات بڑھ گئی اور وہ اُس عورت کو مارنے لگا۔

ہشیم کہتے ہیں یہ منظر دیکھ کر میں کھل کھلا کر ہنسنے لگا۔ ہنسنے کی آواز اندر پہنچی۔ آواز سن کر اعرابی باہر آیا اور مجھ سے ہنسنے کا سبب دریافت کرنے لگا۔ میں نے اُس کو پچھلے اعرابی اور اُس کی بیوی کا قصہ سنایا۔ یہ سن کر کہنے لگا کہ یہ میری بیوی اُس اعرابی کی بہن ہے۔ جس کے یہاں آپ رہ آئے ہیں اور اس کی عورت جس سے آپ کو ناگواری ہوئی تھی، وہ میری بہن ہے۔ ہشیم کہتے ہیں کہ یہ رات میں نے بڑی حیرانی میں گزاری اور صبح ہوتے ہی وہاں سے چل دیا۔ ﴿حیاۃ الحیوان: ۲/۱۲۱﴾

Marfat.com

مرغی کی انوکھی تقسیم

ابراہیم الخرامی کہتے ہیں کہ ایک بدو (یعنی صحرائی عرب کا دیہاتی) عرب کے ایک شہری کے گھر مہمان ٹھہرا۔ میزبان کے پاس بہت مُرغیاں تھیں۔ شہری کے گھر والوں میں سے ایک بیوی، دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ شہری نے اپنی بیوی سے کہا'' آج ناشتے کے لیے **مُرغی** بھون کر لے آنا''۔ ناشتہ تیار ہو گیا تو میزبان اپنے بچوں کے ساتھ دستر خوان پر آ بیٹھا۔ دیہاتی کو بھی بٹھا لیا گیا۔ درمیان میں بھنی ہوئی **مُرغی** رکھ دی گئی۔ ایسے میں میزبان نے دیہاتی سے کہا:'' آپ ہمارے درمیان اس کو تقسیم کر دیجئے''۔

یہ بات اُنہوں نے مذاق کے طور پر کہی تھی مگر مہمان اُن کی بات سُن کر بولا ''تقسیم کا کوئی اچھا طریقہ تو مجھے آتا نہیں لیکن اگر آپ کی مرضی یہی ہے اور آپ میری تقسیم پر رضامند ہوں تو سب کے درمیان اس **مُرغی** کو تقسیم کیے دیتا ہوں''۔ میزبان نے اس کی بات سن کر فوراً کہا:'' ہم سب راضی ہیں''۔ اب مہمان نے اُس **مُرغی** کا سر پکڑ کر کاٹا اور اُسے دیتے ہوئے بولا: سر تو سردار کے لیے ہے۔ پھر اُس نے دونوں بازو کاٹے اور کہا'' یہ دونوں بیٹوں کے لیے ہیں''۔ اس کے بعد دونوں پنڈلیاں کاٹیں اور دونوں بیٹیوں کو دے دیں کہ ان کے لیے ہیں۔ پھر دم والا حصہ کاٹا اور میزبان کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا'' یہ بڑھیا کے لیے ہے''۔ پھر بولا'' زور (یعنی دھڑ کا پورا حصہ) زائر (یعنی مہمان) کے لیے ہے''۔ اس طرح اُس نے پوری **مُرغی** پر قبضہ جما لیا۔ جب اگلا دن آیا تو میزبان نے اپنی بیوی سے کہا'' آج پانچ مُرغیاں بھون لینا''۔ صبح کا ناشتہ لگایا گیا تو میزبان نے کہا''تقسیم کیجئے''۔

مہمان نے کہا'' میرا خیال ہے آپ لوگوں کو میری کل والی تقسیم پر اعتراض ہے''

Marfat.com

گھر والوں نے کہا ایسی کوئی بات نہیں، آپ تقسیم کریں۔

مہمان نے کہا "جفت کا حساب رکھوں یا طاق کا؟" میزبان نے کہا "طاق کا حساب رکھیں"۔ اب اُس نے تقسیم شروع کی "تم اور تمہاری بیوی اور ایک **مُرغی**، پورے تین ہو گئے"۔ یہ کہہ کر ایک **مُرغی** اُس طرف سرکا دی۔ پھر کہا "تیری دو بیٹیاں اور ایک **مُرغی** یہ پورے تین ہو گئے۔ ایک **مُرغی** اُن کی طرف کر دی۔ پھر بولا "تیرے دو بیٹے اور ایک **مُرغی** پورے تین ہو گئے"۔ یہ کہا اور تیسری **مُرغی** اُن کی طرف سرکا دی۔ اُس کے بعد بولا "میں اور یہ دو مرغیاں پورے تین ہو گئے"۔ اِس طرح وہ خود دو مُرغیاں لے کر بیٹھ گیا، لیکن جب اُس نے دیکھا کہ وہ لوگ اس کی دو مُرغیوں کی طرف دیکھ رہے ہیں تو بولا "شاید آپ کو میری طاق والی تقسیم پسند نہیں آئی"۔

میزبان نے کہا "ٹھیک ہے، آپ جفت کے حساب سے تقسیم کر دیں۔ یہ سن کر اُس نے پھر سب مُرغیوں کو ایک جگہ جمع کیا اور بولا "تم اور تمہارے دونوں بیٹے ایک **مُرغی** چار ہو گئے"۔ یہ کہہ کر ایک **مُرغی** اُن کی طرف پھینک دی۔ پھر بولا "بڑھیا اور اُس کی دو بیٹیاں اور ایک **مُرغی** چار ہو گئے"۔ یہ کہا اور ایک **مُرغی** اُن کی طرف کر دی۔ پھر بولا "میں اور یہ تین مُرغیاں مل کر چار ہو گئے۔ یہ کہا اور تینوں مُرغیاں اپنی طرف سرکا لیں۔ پھر منہ آسمان کی طرف کر کے بولا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَنْتَ فَهَّمْتَنِیْهَا"

"اے اللہ! تیرا شکر ہے، آپ نے مجھے مُرغیاں تقسیم کرنے کی سمجھ عطا فرمائی"

﴿لطائف علمیہ: ۱۷۲ از علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ﴾

سبق:۔ بعض اوقات ہنسی مذاق کا اُلٹا اثر اپنے اُوپر ہی واقع ہو جاتا ہے

Marfat.com

تلی ہوئی مُرغی اور ایک مخبر

امام العلام ابوالفرج بن الجوزی نے کتاب الاذکیاء میں احمد ابن طولون سلطان مصر کے متعلق لکھا ہے کہ ایک دن وہ کسی ویران مقام پر اپنے مصاحبین کے ہمراہ کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک ان کی نگاہ ایک سائل پر پڑی جو میلے کپڑے پہنے ہوئے کھڑا تھا۔ سلطان نے ایک روٹی، ایک تلی ہوئی **مُرغی** اور ایک گوشت کا ٹکڑا اور فالودہ لیکر اپنے ایک غلام کو دیا اور کہا کہ یہ اس سائل کو دے آؤ۔ چنانچہ غلام وہ کھانا لے کر دے آیا اور کہنے لگا حضور وہ کھانا لے کر کچھ خوش نہیں ہوا۔

یہ سن کر سلطان نے کہا کہ اس کو بلا کر لاؤ۔ چنانچہ غلام اس سائل کو بُلا لایا۔ سلطان نے اس سے کچھ سوالات کئے جن کے جوابات اس نے بڑی خوش اسلوبی سے دیئے اور شاہی رعب اور دبدبہ کا اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چنانچہ سلطان نے پھر اس سے کہا کہ جو کا غذات تمہارے پاس ہیں وہ پیش کردو اور سچ سچ بتاؤ کہ تم کو یہاں کس نے بھیجا ہے۔ مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ تم مخبر ہو۔ یہ کہہ کر سلطان نے سیاط یعنی کوڑے مارنے والے کو طلب کیا۔ چنانچہ کوڑے مارنے والے کو دیکھ کر سائل نے فوراً اعتراف کرلیا کہ وہ ایک مخبر ہے۔

یہ ماجرا دیکھ کر سلطان کے کسی مصاحب نے کہا کہ حضور آپ نے تو جادو کر دیا۔ سلطان نے جواب دیا کہ کوئی جادو نہیں بلکہ قیافہ اور فراست ہے کیونکہ جب میں نے اس کی ظاہری بدحالی دیکھی تو میں نے اس کے پاس ایسا کھانا بھیجا کہ شکم سیر کو بھی اس کو دیکھ کر کھانے کی رغبت پیدا ہو جائے مگر یہ بالکل خوش نہ ہوا اور نہ اس نے اس کو لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ اس پر میں نے اس کو طلب کرلیا تو اس نے میرے سوالات کے ایسے برجستہ جواب دیئے کہ کوئی شخص ایسی بے باکی سے نہیں دے سکتا تھا۔ لہٰذا میں نے اس کی بدحالی اور اس پر ایسی حاضر جوابی دیکھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ ضرور دال میں کالا ہے اور یہ شخص سائل نہیں بلکہ مخبر ہے۔ ﴿حیات الحیوان:۱۲۰/۲﴾

Marfat.com

سات جانوروں

کی بولیوں سے سبق سیکھنا

ایک روایت میں ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئی اور کہا کہ ہم آپ سے سات چیزوں کے بارے میں سوال کریں گے اگر آپ نے جواب دیدیا تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سمجھنے کے لئے پوچھنا، تعصب اور ضد کی بنا پر نہ پوچھنا۔ چنانچہ اُنہوں نے درج ذیل سات جانوروں کی بولیاں پوچھیں (کہ جب یہ بولتے ہیں تو کیا کہتے ہیں)

(۱) تیتر (۲) چنڈول (چکاوک) (۳) **مُرغا** (۴) مینڈک (۵) گدھا (۶) گھوڑا (۷) زُرزُور (ایک پرندہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا......

تیتر کہتا ہے ''رحمان نے عرش پر قرار پکڑا''۔

چنڈول (چکاوک) کہتا ہے ''اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل سے دشمنی رکھنے والوں پر لعنت فرما''۔......(امین)

مرغا کہتا ہے ''اے غافلو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو''۔

مینڈک کہتا ہے ''معبود کی پاکی ہے سمندر کی گہرائیوں میں''۔

گدھا کہتا ہے ''اے اللہ! ناجائز ٹیکس لینے والوں پر لعنت فرما'' (امین)۔

Marfat.com

گھوڑا کہتا ہے''پاکی ہے اُس پروردگار کی جو فرشتوں اور روح کا پروردگار ہے۔

زُرزُور پرندہ کہتا ہے''اے اللہ! میں آپ سے ہر دن ایک دن کی غذا مانگتا ہوں۔

جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتوں جانوروں کی بولیاں بتادیں تو وہ نیک مسلمان بن گئے۔

افسوس کہ ہم مسلمان ہوکر بھی نیک مسلمان نہ بن سکے، کافروں نے جانوروں سے سبق لے لیا ہمیں ہر چیز سے سبق لینا چاہئے اور پہلی فرصت میں سب گناہ چھوڑ کر توبہ کرکے نمازیں قضا کریں اور مالی حقوق ادا کریں ورنہ پکڑ ہی پکڑ ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی حیرت انگیز بارش:۱۱۷﴾

Marfat.com

شُتر مُرغ

﴿یہ مضمون حیات الحیوان جلد دوم/ جانوروں اور پرندوں کی حیرت انگیز دنیا کا انسائیکلو پیڈیا اور دیگر کتب کی مدد سے تیار ہوا﴾

شتر **مُرغ** سب سے بڑا پرندہ ہے۔ یہ افریقہ اور جنوب مغربی ایشیا کے ریگستانوں اور میدانوں میں پایا جاتا ہے۔ سرزمین افریقہ میں سب سے مشہور اور قابل ذکر جانور شتر **مُرغ** ہی ہے۔ شتر **مُرغ** کا شمار اگرچہ پرندوں میں کیا جاتا ہے مگر یہ پرواز کے ناقابل ہے کیونکہ اس کے پر اس کے عظیم الجثہ اور بھاری جسم کو سہارا دینے کے قابل نہیں ہیں۔ شتر **مُرغ** دوسرے پرندوں سے کئی لحاظ سے منفرد ہے' ایک وجہ تو یہ ہے کہ پرندوں کی دُنیا میں شتر **مُرغ** سب سے زیادہ بھاری اور بڑا پرندہ ہے۔ ایک بالغ نر شتر **مُرغ** کا قد کم از کم آٹھ فٹ سے لے کر نو فٹ تک ہوتا ہے اور وزن تقریباً ایک سو چھتیس کلوگرام تک ہوتا ہے۔ شتر **مُرغ** کی قوتِ مشاہدہ اور نظر بہت تیز ہوتی ہے۔

شتر **مُرغ** کا سر چھوٹا' آنکھیں بڑی' گردن پتلی اور لمبی' ٹانگیں بہت لمبی لیکن مضبوط ہوتی ہیں۔ پیروں میں صرف دو اُنگلیاں ہوتی ہیں۔ عظیم الجثہ ہونے کے باعث یہ اُڑ نہیں سکتا لیکن بہت تیز دوڑ سکتا ہے۔ اس لیے عرب لوگ اس کو ''تیز گام عربی گھوڑے'' کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ فی گھنٹہ تقریباً ۶۰ کلومیٹر کی رفتار سے دوڑتا ہے۔ دوڑنے کے دوران اتنے لمبے ڈگ بھرتا ہے کہ ایک قدم ۸.۵ میٹر فاصلے کا ہوتا

Marfat.com

ہے۔ بوقت ضرورت یہ بڑی زوردار لات بھی مارتا ہے۔ اس کے بازو بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ شتر **مُرغ** چونکہ ایک صحرائی پرندہ ہے اس لیے یہ کئی کئی دن بغیر پانی کے گزار سکتا ہے۔

شُتر مُرغ کے پروں کا رنگ سیاہ' سفید' خاکستری یا چتکبرا ہوتا ہے۔ ان کے پروں کو زمانہ قدیم سے زیبائش کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

عرب میں بھی پرندوں کے پروں کا استعمال رہا۔ جنگ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان فوجی دستوں کو تین گروپوں میں تقسیم کیا تھا ان میں ایک دستہ زرد رنگ کا سرپوش پہنے ہوئے تھا' دوسرے گروہ کا رنگ سبز سرپوش تھا جبکہ تیسرے دستے کے افراد نے اپنے سروں پر پرندوں کے پر باندھے تھے۔ ان میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بہت ممتاز تھے۔ انہوں نے شتر **مُرغ** کے کئی پر اپنے سر پر باندھ رکھے تھے جو ہوا میں لہرا رہے تھے۔

شتر **مُرغ** کو قدیم زمانے سے انسان شکار کرتا چلا آ رہا ہے' شتر **مُرغ** کا گوشت لذیذ ہوتا ہے' شُتر **مُرغ** کی کھال بھی بہت مفید اور قیمتی ہوتی ہے۔ شُتر **مُرغ** کا انڈا تقریباً پندرہ سینٹی میٹر لمبا اور اس کا وزن ایک کلوگرام سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ شُتر **مُرغ** کا ایک ہی انڈا نہ صرف اچھی بھلی خوراک کا ذریعہ ہوتا ہے بلکہ اس کے انڈے کے خول سے بہت زیادہ خوبصورت آرائشی اشیاء اور عورتوں کے گلے کے ہاروں کے لیے موتی اور منکے بنائے جاتے ہیں۔ شُتر **مُرغ** کے پروں کو گھریلو آرائشی سامان کے طور پر بہت زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ شُتر **مُرغ** کھلے ماحول' کھلی آب و ہوا اور وسیع و عریض علاقے کا جانور ہے۔ یہ عام طور پر ''ریوڑوں'' کی شکل میں رہتے ہیں۔ شتر **مُرغ** کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے اس لئے یہ دُشمن کے ہاتھ کم ہی لگتا ہے۔ یہ اگرچہ اپنے بھاری بھرکم جسم کی وجہ سے اُڑ نہیں سکتا لیکن وہ اپنی بے پناہ تیز

Marfat.com

رفتاری کی بدولت اپنی جان دُشمنوں سے بچانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ شتر **مُرغ** چونسٹھ سے اسی کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔ شتر **مُرغ** اپنی تیز رفتار میں اچانک مڑنے کی بے پناہ صلاحیت رکھتا ہے، دوڑتے وقت اگر وہ جان لے کہ اب دُشمن سر پر پہنچا ہی چاہتا ہے تو وہ فوراً مڑ کر دُشمن کو ایسا چکر دیتا ہے کہ اس سے پہلے کہ دُشمن دور سے مڑ کر اس کا دوبارہ پیچھا کرے شتر **مُرغ** کافی دور جا چکا ہوتا ہے۔ اس کے پاؤں میں دو چھوٹی چھوٹی انگلیاں اسے دائیں بائیں جلد مڑنے میں مدد دیتی ہیں۔ ان دونوں خصوصیات کی وجہ سے شتر **مُرغ** کا شکار کرنا بڑے جان جوکھوں کا کام ہے اس لئے اس کا شکار عام طور پر اس کی بے خبری میں ہی کیا جاتا ہے اور اگر آمنے سامنے مقابلہ کرنا بھی پڑ جائے (جو اگرچہ خال خال ہی ہوتے ہیں) تو شتر **مُرغ** ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے، اپنی طاقتور ٹانگوں اور مضبوط پنجوں سے دُشمن پر ایسی کاری ضرب لگاتا ہے کہ دُشمن سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ اُٹھتا ہے۔

مادہ شتر **مُرغ** انڈے دینے سے پیشتر ریت میں ایک گہرا گڑھا کھودتی ہے اور پھر اس ریتلے گڑھے کے اردگرد صحرائی گھاس پھونس کا اونچا گھونسلہ بنا دیتی ہے اور پھر اس گھونسلے کے اندر ریتلے گڑھے میں انڈے دیتی ہے۔ انڈوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ بیس تک ہوتی ہے۔ ان انڈوں کی پوری تعداد کو مکمل کرتے کرتے مادہ کو کئی ہفتے لگ جاتے ہیں۔ جب وہ انڈے دے چکتی ہے تو پھر نر اور مادہ دونوں باری باری نہایت احتیاط سے انڈوں کے سینے کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ دن کے وقت انڈوں کے سینے کا فرض مادہ سرانجام دیتی ہے اور رات کو نر انڈوں پر بیٹھ جاتا ہے۔ ان کی باقاعدگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جونہی سورج مغربی اُفق میں غروب ہوتا ہے فوراً مادہ انڈوں سے اُٹھ بیٹھتی ہے اور نر اس کی جگہ سنبھال لیتا ہے اور طلوعِ آفتاب کے وقت فی الفور مادہ آبراجمان ہوتی ہے۔ نر اور مادہ دونوں ہی اپنے

Marfat.com

انڈوں کے سینے میں بہت زیادہ احتیاط برتتے ہیں۔ گرمیوں کے موسم میں خاص طور پر افریقی ممالک میں جبکہ گرمی اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے نر اور مادہ دونوں ہی اپنے انڈوں کو سورج کی بے پناہ تپش سے بچانے کی خاطر دور دراز سے گیلی مٹی نہایت مشقت سے اُٹھا کر اپنے انڈوں کو ٹھنڈک پہنچانے کے لیے انڈوں پر اُس گیلی مٹی کا لیپ کر دیتے ہیں اور اگر گیلی مٹی دستیاب نہ ہو سکے تو پھر وہ اپنے انڈوں کو نہایت گہرے گڑھوں میں رکھ کر اوپر سے ریت سے ڈھانپ دیتے ہیں اور خود انڈوں پر کھڑے ہو کر اپنے پروں کو پھیلا کر چھاؤں کر دیتے ہیں تا کہ انڈے گرمی کی تپش سے زیادہ سے زیادہ محفوظ رہ سکیں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو سورج کی قیامت خیز گرمی سے انڈے چند ہی دنوں میں "گندے" ہو جائیں۔

شتر مُرغ کے انڈے بہت بڑے ہوتے ہیں اس لیے یہ سب کو ایک ساتھ نہیں سیتا بلکہ باری باری انڈوں کو سیتا ہے۔

شُتر مُرغ کی یہ عادت ہے کہ اپنے انڈوں کے تین حصے کرتا ہے کچھ ریت میں دبا دیتا ہے۔ چند دھوپ میں چھوڑ دیتا ہے اور بقیہ کو سینے لگتا ہے۔ جب انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں تو دھوپ میں رکھے ہوئے انڈوں سے رقیق مادہ نکالتا ہے جو بچوں کو پلاتا ہے۔ جب اس کے بچے کچھ طاقت پکڑ لیتے ہیں تو ریت میں دبائے ہوئے انڈوں کو توڑتا ہے۔ ان پر مکھیاں، مچھر، کیڑے مکوڑے جمع ہوتے ہیں۔ وہ کیڑے مکوڑے اپنے چوزوں کو بطور غذا دیتا ہے۔ جب اور زیادہ ہوشیار ہو جاتے ہیں تو گھاس پھوس چرنے لگ جاتے ہیں۔ اللہ اکبر کیا نظامِ قدرت ہے کہ اس میں عقل کی محو حیرت ہے۔

چھ ہفتوں کے بعد انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں اور وہ تھوڑی ہی مدت کے بعد خود ہی چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑوں اور جڑی بوٹیوں کو کھانے کے قابل ہو جاتے

Marfat.com

ہیں۔ ان کے پروں اور جسم کا رنگ کافی مدت تک اپنے ہم جنسوں سے مختلف رہتا ہے۔ یہ رنگ اس دوران میں گہرا بھورا سرمئی مائیل ہوتا ہے' اس رنگ میں وہ بہت خوبصورت نظر آتے ہیں۔ یہ ننھے منھے شتر **مُرغ** بہت چالاک ہوتے ہیں اگر وہ اکیلے ہوں اور کوئی خطرہ بالکل قریب آ پہنچے تو وہ فی الفور منتشر ہو جاتے ہیں اور بھاگ کے تھوڑی دور ریتلی زمین پر یوں بے حس وحرکت لیٹ جاتے ہیں کہ یوں لگتا ہے جیسے ان کا وجود زندہ نہ ہو اور خاکستری رنگ کے ہونے کی وجہ سے وہ کم ہی نظر آتے ہیں' اس طرح آیا ہوا خطرہ ٹل جاتا ہے اور اگر کبھی خطرہ نہ ہی ٹلے اور ماں کہیں قریب ہی چگ رہی ہو تو وہ بھاگتی ہوئی آتی ہے اور اپنے بڑے بڑے پنجوں کی مدد سے دُشمن پر ریت پھینکتی ہے۔ یہ ریت دُشمن کی آنکھوں میں پڑنے کی وجہ سے وہ اپنے شکار کو نہیں دیکھ سکتا اور اس دوران ماں اپنے بچوں کو لے کر رفو چکر ہو جاتی ہے۔

شتر **مُرغ** کا انڈا جسامت میں کافی بڑا ہوتا ہے اور ایک ہی انڈا اچھی بھلی خوراک کا ذریعہ بن جاتا ہے اس لیے شتر **مُرغ** کے انڈوں کو چرانے کے لیے صحرائی جانور اور پرندے بڑی کوشش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں مصری گدھ سب سے آگے ہے' وہ عام طور پر شتر **مُرغ** کے بیس انڈوں میں سے دو چار حاصل کرنے میں کامیاب ہو ہی جاتا ہے۔ اب چونکہ اس انڈے کا خول بہت سخت ہوتا ہے اور گدھ اس کو توڑنے کے ناقابل ہوتا ہے۔ اس انڈے کو توڑنے کے لیے وہ انڈے کو زمین پر رکھ کر قریب سے ایک پتھر اپنی چونچ میں اُٹھا کر زور سے انڈے پر مارتا ہے' اس طرح انڈہ ٹوٹ جاتا ہے اور وہ بڑے مزے سے انڈے کی زردی اور سفیدی کو دیر تک چاٹتا رہتا ہے۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا تو حضرت میکائیل علیہ السلام ان کے پاس گیہوں کے کچھ دانے لے کر آئے

Marfat.com

اور فرمایا: یہ آپ کی اور آپ کی اولاد کی غذا ہے۔ زمین جوتئے اور اس میں یہ دانے بو دیجئے (اس سے آپ کو مزید غلہ حاصل ہوگا) چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ تک گیہوں کا دانہ شتر **مُرغ** کے انڈے کے برابر رہا۔ پھر لوگوں کے کفر اور خدا کا انکار کرنے کی نحوست سے گھٹ کر **مُرغی** کے انڈے کے برابر ہو گیا اور اس کے بعد کبوتر کے انڈے کے برابر پھر بندق درخت کے پھل کے برابر ہو گیا۔ اور عزیزِ مصر کے زمانے میں چنے کے بقدر تھا (اور اب تو بالکل چھوٹا سا ہو گیا ہے)۔

عارفِ کھڑی میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سیمُرغے نوں جال لگایا ہتھ لگن دی آسے

کچیاں تنداں وچ محمد کد اوہ پنچھی پھاسے

مُرغ چپارل

مُرغ چپارل کو روڈ رنر بھی کہتے ہیں' یہ پرواز کی بجائے زمین پر دوڑنے کا زیادہ شوقین ہے، اس لیئے کسی زندہ دل نے اس کا نام روڈ رنر رکھ دیا ہے۔ قد لمبائی میں بمشکل دو فٹ ہوتا ہے جس میں ایک فٹ سے زیادہ لمبی دُم شامل ہے۔ یہ لمبی دُم دائیں بائیں گھومتے اور رُکتے وقت قدرتی بریک کا کام دیتی ہے۔ طوطے کی طرح نکیلی چونچ سخت سے سخت چیز میں سوراخ کر سکتی ہے۔ وسطی ٹیکساس' کیلیفورنیا' میکسیکو اور مغربی کنساس میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ ان علاقوں میں ایک جھاڑی چپارل ملتی ہے۔ یہی جھاڑی اس کا مسکن ہے۔

اُڑنے میں تو زیادہ تیز نہیں' مگر دوڑنے میں شاید ہی کوئی پرندہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ عام طور پر انسان کے برابر دوڑتا پایا گیا ہے' لیکن ہنگامی حالات میں اس کی رفتار گھوڑے سے بھی تیز ہوتی ہے۔ اس قدر تیز کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں۔

﴿جانوروں اور پرندوں کی حیرت انگیز دُنیا کا انسائیکلوپیڈیا: ۲۱۰﴾

Marfat.com

مُرغ تے گدڑ

بھکھا گدڑ اک دیہاڑے کر دا سوچ وچاراں = پھردیاں ہوگیا پیشی ویلا کجھ تے چارا ماراں
کی ویکھے اک رُکھ دے اُتے ککڑ بیٹھا ہویا = گدڑ کر کے حکمت عملی ہیٹھ درخت کھلویا
کِدھروں آیا ایں توں گدڑا مُرغے آکھ سُنایا = گدڑ آکھے مَیں سرکاری کرن منادی آیا
ایہہ سرکار کمیٹی کیتی دستخط ہو گئے شاہی = کوئی کسے دے اُتے سختی کر نہ سکدا بھائی
شینہہ بکری دا اِکے جاگہ ہووے رین بسیرا = چرن چگن پئے رل کے سارے کرن سلوک گھنیرا
مُرغ کبوتر گھگی بطخ خطرہ کرے نہ کوئی = ذرہ کِسے توں خوف نہ کھاوے ایہہ کمیٹی ہوئی
چڑھ کے بہ رہیاں رُکھدے اُتے توں بھی آجا تھلے = آپاں رل کے چگیئے چریئے ڈرنائیں کیہڑی گلے
ککڑ آکھے ہوگئی پیشی دیواں بانگ اتھائیں = پڑھی نماز بناں میں گدڑا تھلے اُتراں نائیں
بجھے اوندے کُتے ویکھے گدڑ لگا بھجن = خاطر خوب کرن گے میری آگئے میرے سجن
گدڑ اوتھوں کھسکن لگا ککڑ آکھ سُنایا = پڑھ کے جائیں نماز بھراوا وقت قریباً آیا
وضو مٹا میں کر کے آواں سُنتاں پڑھ توں بھائی = اُونے چرنوں کُتے آگئے ہر تے واہو واہی
گدڑ آکھے مَیں مُرغے نوں ہسی پیچ لگایا = پے گئی پیش مصیبت میرے واہ وا بار خدایا
کُتے مگر تے گدڑ اگے پیش نہ جاوے کائی = دو تن گھڑیاں مگر گدڑ دے کُتیاں ڈھوڑ دھائی
لومڑی دا اِک گھرا گدڑ نوں دُوروں نظری آیا = جا ماری دا اوتھے وڑیا سارا تان لگایا
کھل وچہ اُہدا ساہ نہ میوے چک نہ سکے پاؤں = لومڑی آکھے گدڑا آیا ئیں کیہڑے داؤں
گدڑ آکھے مَیں تاں ماسی تینوں دسن آیا = باہر نیاز ونڈیندی پئی اُوتوں کیوں وقت لنگھایا
لے لا چار پتاسے جاکے بیٹھ مزے نال کھاویں = مک نہ جاوے چھیتی کر لے بہتی دیر نہ لاویں
لومڑی ایہہ خوشخبری سُن کے اون لگی سی باہر = آل دوالہ مَلی پھردی سی کُتیاں دی واھر
گھوہرے وچوں لین پتاسے جس دم لومڑی آئی = اگے لا کے گدڑ وانگوں کُتیاں خوب بھجائی
چنگی لین پتاسے لگی کُتیاں خوب بھجائی = یاد کرے گی ساری عمراں جیکوں حالت آہی

ہاسے دی پٹاری نمبر ۶۳

Marfat.com

شاہی مرغی خانہ سے وزیرِ اعظم تک

مُغل شہنشاہ شاہجہان کے وزیرِ اعظم نواب سعد اللہ خان نے اپنی ملازمت کا آغاز شاہی **مُرغی** خانے کے مہتمم کی حیثیت سے کیا تھا اور حُسنِ کارکردگی کے خوب جوہر دکھائے تھے۔ ایک دفعہ بادشاہ کا اُدھر گزر ہُوا تو موٹی تازی اور تندرست و توانا مُرغیاں دیکھ کر بہت خُوش ہوئے اور گُمان کیا کہ ان کی پرورش اور افزائش پر اخراجات بہت بڑھ گئے ہوں گے۔ مگر مہتمم نے عرض کیا کہ شاہی خزانے پر پہلے کی نسبت کوئی بوجھ نہیں پڑا۔ کیوں کہ شاہی باورچی خانوں میں دیگوں کو دم دینے کے لئے جو آٹا لگایا جاتا تھا' وہ بے کار پھینک دیا جاتا تھا۔ اب وہی مُرغیوں کو کھلا دیا جاتا ہے اور اُس کا نتیجہ حضور کی نگاہوں کے سامنے ہے۔

بادشاہ نے اس لڑکے کی ذہانت اور محنت سے متاثر ہو کر اُسے شاہی کتب خانے کا ناظم مقرر کر دیا۔ وہاں سے آگے ترقی کرتے کرتے یہ نوجوان بادشاہ کا مصاحب خاص بن گیا اور اپنی دانائی کے باعث بہت شہرت پائی۔ ﴿مُرغ بانی: ۷﴾

Marfat.com

مرغ، کتا اور لومڑی

کہتے ہیں ایک **مُرغ** پرندوں کے درمیاں
بیٹھا تھا اک شجر پہ سکوں سے کہ ناگہاں

یادِ خدا کے جوش میں اس نے ترنگ سے
بن ٹھن کے، خوب تن کے، کھڑے ہو کے دی اذاں

اک پُرفریب لومڑی نے سن لی یہ ندا
بہرِ شکار دوڑ کے وہ آ گئی وہاں

بولی کہ اے مؤذنِ خوش کام نیچے آ
ساتھ ان کو بھی بلا لے جو ہیں بالغ و جواں

آؤ تو ہم نماز پڑھیں مل کے ایک ساتھ
ایسے ثواب ملتا ہے بے حد و بے کراں

نیچے وہ کمبل اوڑھ کے سوئے ہیں پیش امام
''ان کو جگادیں، آتا ہوں'' دی مرغ نے زباں

زیرِ درخت لومڑی کتے کو دیکھ کر
یوں دم دبا کے، خوف سے بھاگی کہ الاماں

وہ مرغ بولا بی بی! کہاں جارہی ہیں آپ
وقتِ نماز تنگ ہے، یہ اجر پھر کہاں

بولی وہ حیلہ ساز کہ میرا وضو نہیں
کر کے ابھی میں آتی ہوں، پھر لوٹ کر یہاں

دنیا سفید جھوٹ ہے، جھوٹی صدا! ہے آن
خوش ساختہ ہے حضرتِ سعدی کا یہ بیان

Marfat.com

مرغ کی چالاکی

کسی گاؤں میں ایک کُتی نے بچے دیئے، اللہ تعالیٰ کی قدرت اُس کے بعد جلد ہی وہ کُتی مرگئی۔ ماں کے بغیر کچھ تو بچے بھوک کی وجہ سے مرگئے اور کچھ بچوں کے ہاتھوں ختم ہوگئے۔ اُن میں سے صرف ایک بچہ زندہ رہا، وہ جان بچا کر جنگل کی طرف نکل گیا اور ایک نالے کے کنارے کِکر کے درخت کے نیچے اپنا ڈیرا لگا لیا۔ جب بھوک لگتی تو آس پاس کے گاؤں سے روٹی وغیرہ مانگ کر اپنا گزارا کرنے لگا۔ لیکن ایک دُکھ اُسے بہت ستاتا تھا کہ وہ اکیلا ہے۔

اُدھر گاؤں سے ایک کوے نے **مُرغی** کے بچے کو اُٹھا لیا اور اُسی کِکر پر بیٹھ کر کھانے لگا عین اُسی دوران نیچے سے کتے نے زور زور سے بھونکنا شروع کردیا۔ ڈر کے مارے کوا اُڑا تو اُس کے پنجوں سے **مُرغی** کا بچہ نیچے گر گیا۔ کتی کے بچے نے **مُرغی** کے بچے کو ساتھ لے جا کر نالے سے پانی پلایا پھر اُسے کچھ ہوش آیا۔ اُس کے بعد اُس نے اُسے روٹی کے ٹکڑے چھوٹے چھوٹے کر کے کھلائے۔ اس حسن سلوک کی وجہ سے **مُرغی** کا بچہ بہت راضی ہوگیا اور اُس نے کُتی کے بچے کے ساتھ رہنے کا پکا ارادہ کرلیا۔ کُتی کا بچہ روٹی مانگ کر لے آتا اور دونوں بیٹھ کر خوشی خوشی کھا لیتے۔ اسی طرح وقت گزرتا رہا۔ دونوں جوان ہوگئے اب وہ کُتی کا بچہ ایک موٹا تازہ کتا بن گیا اور **مُرغی** کا بچہ خوبصورت **مُرغ** بن گیا۔ اکٹھے رہنے اور آپس میں بہترین سلوک کی وجہ سے دونوں سارے جنگل میں مشہور ہوگئے۔ وہ جہاں بھی جاتے اکٹھے جاتے اور دکھ درد میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے اُنہوں نے عہد کر رکھا تھا کہ کسی صورت بھی ایک دوسرے سے بے وفائی نہیں کرنی چاہیئے، اس میں جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ ایک دن وہ دونوں جنگل میں سفر کر رہے تھے کہ شام ہوگئی

Marfat.com

اُنہوں نے سوچا کہ اب رات کس طرح گزاری جائے۔ انہیں ایک درخت نظر آیا جس کا تنا اندر سے کھوکھلا تھا۔ **مُرغ** اُڑ کر اس کی شاخ پر جا بیٹھا اور کتا نیچے تنے کے اندر چُھپ کر بیٹھ گیا۔

جب صبح ہوئی تو **مُرغ** نے پروں کو پھڑ پھڑا کر اذان دینی شروع کر دی۔ جب اذان کی آواز وہاں نزدیک ہی ایک لومڑی کے کانوں میں پڑی تو وہ جلدی سے وہاں آ گئی۔ اس نے **مُرغ** کو درخت پر دیکھا تو اس کی اُمیدوں پر پانی پھر گیا۔ وہ تو یہ سوچ کر آئی تھی کہ صبح صبح اسے اچھا ناشتہ مل جائے گا۔ لومڑی نے اپنا دماغ کام میں لایا اور کچھ ہی دیر بعد اسے ایک ترکیب سوجھی۔ اور وہ **مُرغ** سے مُخاطب ہوئی۔

''اے خوبصورت **مُرغ** تیری آواز کتنی پیاری ہے۔ تجھ سے ملنے کا بہت زیادہ شوق تھا۔ ذرا نیچے آ کر مجھ سے پیاری پیاری باتیں تو کر''۔

مُرغ لومڑی کی مکاری کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ ہنس کر بولا:

''اے اچھی لومڑی اگر مجھ سے ملنا ہے تو اوپر آ جا' راستہ تنے کے اندر سے ہے۔ میں تو اس لیے نہیں آ سکتا کہ میں اِس وقت عبادت میں مصروف ہوں''۔

لومڑی نے سمجھا کہ **مُرغ** بے وقوف ہے۔ اِس لئے اُسے اُوپر بلا رہا ہے۔ اِس لئے لومڑی نے بغیر سوچے سمجھے تنے کے سوراخ میں چھلانگ لگا دی۔

اندر گھستے ہی کتے نے لومڑی کو دبوچ لیا اور اُسے چیر پھاڑ ڈالا۔

اِس طرح کتے اور **مُرغ** نے مل کر اَپنے دشمن سے نجات پا لی

لومڑی **مُرغ** کی چالاکی کو سمجھ ہی نہ سکی۔

(جانوروں پرندوں کی کہانیاں: ۸۵)

Marfat.com

ککڑ تے کُتّا

اِک کتا تے ککڑ دونویں بیلی بن گئے بھائی
دونہہ جنیاں نے آپس اندر بڑی محبت پائی

باہر جھل دے اندر دُونہاں نے رہنا اک بنایا
آپس اندر دونہہ جنیاں نے سی ایہہ متا پکایا

کتے کیہا لے بھئی ککڑا میں ہن پنڈ نوں جانواں
روٹی ٹکڑا کسے بہانے میں کجھ لے کے آواں

توں اس بیری اُتے چڑھ کے بہہ رہو بے گمراہیا
میں اس پنڈ تھیں چکر لگا کے ویکھ شتابی آیا

جے کر بھیڑ پوے کوئی تینوں ہرگز نہ گھبراویں
آن مِلاں گا جلدی تینوں اُچی بانگ سناویں

کتا ٹرپیا واہو واہی دیر ذرا نہ لاوے
ککڑ چڑھ کے بیری اُتے ایہہ دلیل دوڑاوے

بلکہ دھوکا کرے نہ کتا ایہہ تاں میں ازماواں
کرلواں عین تسلی پوری مت میں چھلیا جاواں

ککڑ چڑھ کے بیری اُتے جلدی بانگ سنائی
پنڈ کول پہنچ گیا سی کتا سُن توں میرے بھائی

بانگ سُنی جد کتے اوتھوں دوڑ شتابی آیا
ککڑ تائیں آوندیاں اُسنے خطرہ خوف نہ پایا

Marfat.com

ککڑ آکھے ہرگز مینوں خطرہ خوف نہ کائی
صرف بھراوا میں تاں ایویں کیتی ہے ازمائی
کتا پھیر پچھاں نوں مڑیا ویکھ ککڑ دیتا ئیں
بانگ سُنی تے گِدڑ بھج کے آوے دوڑ اُٹھائیں
گِدڑ آکھے جھل دے اندر ککڑ کیکر آیا
ہووے نہ تے اہنوں کھا کے جاوے جھٹ لنگھایا
ککڑ بیٹھا بیری اُتے گِدڑ جی للچاوے
کرے بہانہ بیری اُتوں ککڑ تھلّے آوے
سوچ سمجھ کے ککڑ تائیں گِدڑ گل سُنائی
دیکے بانگ تے بہہ رہیوں اُتے تھلّے آجا بھائی
آنماز ادا ئیے رَل کے وقت گذردا جاوے
تھلّے آ کیوں بہہ رہیوں اُتے گدڑ آکھ سناوے
ککڑ آکھے ہاں میں بانگا بانگ سُناون والا
میاں آن جماعت کراوے خطبہ پڑھے نرالا
دوجی بانگ ککڑ نے مڑ کے زوراں نال سنائی
کتا سُن کے بانگ شتابی اوتھوں دوڑیا ساہی
گدڑ آکھے دَس بھئی ککڑا اہن کیوں بانگ سناویں
اوہ کہے بانگاں دو جمعے دیاں توں کی مغز کھپاویں
ککڑ آکھے میں تاں گدڑا دوجی بانگ سُنائی
مَیں آکے خطبہ پڑھناں تینوں خبر نہ کائی

Marfat.com

میاں ٹریا آوندا ہوسی توں نہ کاہلیاں پاویں
باجماعت نماز ادا لئیں ٹھہر ذرا کو جاویں

اونے چڑنوں دبڑ دبڑ دا واج گدڑ نوں آیا
دیکھ کتے نوں آوندیاں دوروں پیر پچھاں کھسکایا

ککڑ آکھے کھڑ جا گدڑا کتھے چلیا ئیں بھائی
میاں آیا خطبہ سنئے کدھر کیتی دھائی

ٹٹا وضو بھراوا میرا گدڑ آکھ سنایا
ککڑ آکھے کی پیا آکھیں میں کجھ پتہ نہ پایا

مگر امام نماز ادا کے پاویں اجر وَدھیرا
گدڑ آکھے پد نکل گیا وضو دُرست نہ میرا

خطبہ پڑھومیں ٹریا آؤناں بہتی دیر نہ لاواں
وضو کراں تے اوسیو یلے جلدی ٹریا آواں

پتہ مار گدڑ نے چھیتی اپنی جان بچائی
کتا آکے مگر گدڑ دے پیندا کر کے دھائی

اگے گدڑ پچھے کتا تان لگاوے سارا
آخر کتا مگروں ملیا بھج کے اوہنوں یارا

خوب دُرست ہاضمہ کیتا کتے ہل کے بھائی
کُتے آکے گدڑ والی چنگی رک وگائی

(پنجابی چٹکلے: ۱۴)

مُرغ اور باز کا مباحثہ

خالد بن یزید الارقط کہتے ہیں کہ ابوایوب سلیمان بن ابی المجالد کی بہترین ضرب الامثال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ ابوایوب ہم سب لوگوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بارے میں ترغیب اور ترہیب کر رہے تھے کہ اچانک خلیفہ منصور کے یہاں سے اُن کا بلاوا آ گیا، یہ سُنتے ہی ابوایوب کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ زرد ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب دربار سے واپس آئے تو ان کے چہرے پر کسی قسم کے خوف کے آثار نہیں تھے۔ بلکہ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ جب بھی منصور بلاتے تو یہ کیفیت طاری ہو جاتی۔ چنانچہ لوگوں نے ان سے یہ سوال کیا کہ آپ تو خلیفہ کے یہاں کثرت سے آتے جاتے ہیں وہ آپ سے مانوس ہیں۔ اس کے باوجود آپ ان سے خوف محسوس کرتے ہیں۔ بلاوا سنتے ہی چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے۔ جواب میں فرمایا کہ ہم نے اپنے بڑوں سے یہ سنا ہے کہ ایک مرتبہ باز اور **مُرغ** مباحثہ کر رہے تھے۔

باز نے کہا! تم میرے نزدیک اپنے مالک کے وفادار نہیں معلوم ہوتے۔

مُرغ نے کہا! کہ میں اپنے مالک کا کیسے وفادار نہیں ہوں؟

باز نے کہا! مشکل سے تم روز ایک انڈا دیتے ہو۔ تمھارے مالک اسے یکجا کر کے سیتے ہیں۔ پھر چند دنوں میں باہر آ جاتے ہو۔ مالک اپنے ہاتھ سے تمھیں دانہ ڈالتے ہیں۔ پھر جب تم بڑے ہو جاتے ہو تو اُڑ جاتے ہو کسی کے قریب بھی نہیں آتے۔ اِدھر سے اُدھر چھنتے رہتے ہو۔ اسی طرح تمھارا یہ حال ہے کہ اگر کسی دیوار پر چڑھ جاتے ہو اگر چہ اس میں تم کئی سال کیوں نہ رہ چکے ہو چھوڑ کر اُڑ جاتے ہو۔ تمھیں ہر وقت کسی دوسری شاخ کی تلاش رہتی ہے۔ پھر دوسروں کی عنایات کی امیدیں باندھتے ہو۔

Marfat.com

باز نے کہا! رہا مَیں ’لوگ مجھے پہاڑوں سے پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ پالتے ہیں۔ جب میں بڑا ہو جاتا ہوں تو کھانا دانہ بھی تھوڑا سا چنتا ہوں۔ بس زیادہ دن نہیں لگتے چند ہی دن میں مانوس ہو جاتا ہوں۔ میرے مالک مجھے شکار کرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ تو مَیں تنہا اڑتا رہتا ہوں۔ تھوڑی دیر میں شکار پکڑ کر اپنے مالک کو دے دیتا ہوں۔

مُرغ نے کہا! میاں بس کرو۔ اب دلائل ختم ہو گئے۔ دراصل بات یہ ہے کہ اگر تم بازوؤں اور شکروں کو سیخوں میں بُھنتے ہوئے دیکھ لو تو تم دوبارہ مالک کے پاس نہیں آ سکتے۔ اور میرا یہ حال ہے کہ روزانہ مَیں سیخوں میں **مرغ** کو بُھنتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اس کے باوجود کھڑا رہتا ہوں۔ ان حالات کے پیشِ نظر میں تم سے زیادہ اپنے مالک کا وفادار ہوں۔ بس میں تو یہ تمنا کرتا ہوں کہ کاش مَیں تمھارے جیسا ہوتا۔

ابوایوب نے کہا کہ اگر تم لوگ منصور کو اتنے قریب سے دیکھ لو جتنے قریب سے مَیں جانتا ہوں۔ تو منصور کے بلاوے کے وقت تمھارا مجھ سے زیادہ بدتر حال ہو جائے۔

﴿حیات الحیوان: ۱/۳۴۵﴾

ایک باز نے **مُرغ** سے پوچھا: تو بے وفا کیوں ہے؟ آدمی تجھے کس محبت سے پالتا ہے اور رات دن تیرے دانے پانی کی فکر رکھتا ہے۔ اور جب تجھے پکڑتا ہے۔ تو تُو بھاگتا ہے اور ہاتھ نہیں آتا۔ اور مجھے دیکھ کہ پیدائش میری جنگل کی ہے۔ فقط دو تین دن تک کھاتا ہوں۔ اُن سے گو کتنا ہی دُور ہو جاؤں۔ مگر ایک آواز میں آ جاتا ہوں۔

مُرغ نے جواب دیا کہ تو نے کبھی ایک باز کو بھی سیخ پر کباب ہوتے دیکھا ہے۔ اور میں نے ہزاروں **مُرغ** کباب ہوتے دیکھے ہیں۔ اگر میری طرح تو بھی دیکھتا تو انسان کی صورت سے بیزار ہو کر کوہ قاف میں سکونت اختیار کرتا۔ ﴿بیربل نامہ: ۴۸﴾

Marfat.com

ککڑاں دی لڑائی

بِتّے گوجر نوں مریاں اَجے ست دن وی پورے نہیں سی ہوئے تے اُوہدے دُوہاں پُتراں نیں جائیداد وَنڈن دی سوچ شروع کرلئی' اللہ ولوں بھین ایہناں دی کوئی نہیں سی۔ ماں وچاری تن ورھے پہلوں بھریا جُھگا چھڈ اللہ کول چلی گئی۔ ایدھروی تے بِتّے نیں اَدھا دُودھ تے ادھا پانی ویچ ویچ کے پکا کوٹھا بنالیا سی۔ سیانے کہہ گئے نیں دُودھ دا دُودھ تے پانی دا پانی ۔۔ تے گُجری ویچ کے پچھوتانی۔

اَجکل پچھتاون والا زمانہ نہیں' ڈوراں سبھ دیاں ڈھلیاں' اللہ نے چھڈ چھڈیاں نیں۔ دَب سہیٹر لو دوزخ مُڑ کے دُنیا وچ کسے نیں جے آوناں۔ شیطان پٹیاں پڑھان والا تے بندہ اُوھدے آکھے لگ حرام کمان تے کھان والا۔ مَولا جے روکے تے رُکے نیں تے فیر سَنے پوچھل ای کھا گئے۔ کھریاں وی کوئی نہیں سُندا۔

شہیدا تے حمیدا مُنڈے بِتّے دے دونویں گھروَسن۔ ہُن پسھوڑی بے گئی ونڈائی دی۔ وڈا آکھے پیو دی گرم لوئی تے تلے والی چادر میں سانبھنی ایں۔ چھوٹا آکھے۔ ایہہ تے پیو دی خاص نشانی ایں مینوں دیہہ۔ جھگڑا لماں ہوگیا۔ گل وکیلاں تک اپڑ گئی۔ ایسے جھگڑے وچ ستواں تے چالھیا فیر نیپرے چڑھیا۔ وکیلاں نے اپنیاں اپنیاں فیساں' منشیانہ تے فیر کاغذاں دا خرچہ وَرچہ دوہاں کولوں کھچ لیا۔ گل لمک گئی پر سرا کسے دے وی ہتھ وی ناں۔ اَپنی داڑھی دُوجیاں دی مُٹھ وچ دے دِتی۔ دونویں اِیڈے مُورکھ۔ پر شیطان دوہاں نوں کٹھیاں ہون کدوں دیندا۔ اوہ تے دو پھیڑے پا کے

Marfat.com

دھمالاں پاندا اے۔ نچدا اے۔ شطونگڑیاں نوں ہلا تیری کر ندا اے۔ خوب تھاپناں
دیندا اے۔ باقی جنھوں اللہ بچالوے۔ اوہ ایدھے وچوں صاف نکل جاندے نیں۔
نہیں تے صاف ای لگے جاندے نیں۔ گل کوٹھے دے وِکن تک جا اپڑی توبہ' توبہ
ایہہ بیماری تے مقدمہ بازی کسے دے گھر اللہ نہ واڑ دیوے۔ جُھگے موہدے ہو
جاندے نیں۔ لکھوں لوکی ککھ ہو جاندے نیں۔ تساں کئی واری ویکھیا ہووے گا۔ کوئی
بٹیرے لڑائی جاندا اے' کوئی تتر لڑائی جاندا اے' کئی کُتے لڑائی جاندے نیں تے کئی
بھیڈ و نال بھیڈ ولڑائی جاندے نیں تے فیر تسیں ایہہ وی ویکھیا ہووے گا بھئی ککڑاں
دی لڑائی کنج زوراں شوراں نال ہندی اے۔ چوگا دئی گئے شابا پتر' مار دے شیرا'
جانے نہ پائے' توڑ دے چُنج' بھن دے دھون مار بچا' اک شور ہندا اے۔ دین دُنیا
دوکی ویکھن والے اوس ویلے بُھل بہندے نیں۔ کسے لنگھدے پاندے دی خبر نہیں
کوئی رکھدا۔ ایدھر بس اوہ گیا چینا۔ چترا لے گیا' لے گیا۔ حمیدا' شہیدا اپنے اپنے
وکیلاں نوں پورا خرچہ دین لئی کوٹھے دا سودا کرن لئی تیار ہو گئے۔ ویکھو کیڈے مورکھ
ہنڈیا اے جُھ وی نہیں تے خرچہ حرام کھاتے ای سر چک لیا۔ کھوپری جدوں پھر جائے
بس آئی مَت وی ماری جاندی اے۔ اُودھر پتے دا وروں ساکوں ماماں لگدا سی' اوتھوں
کسے جا دسیا بھئی مندے تہاڈے اُجڑ چلے جے' لوکی تماشا ویکھی جاندے نیں۔ کوئی
کہندا چیتا گیا' چترا لے گیا بازی' کوئی کہندا اے چترا گیا چیتا لے گیا بازی۔ وکیلاں
نیں دوہاں نوں جوڑ پالئے نیں۔ تسیں کجھ کرو تے ایہناں دیاں باھیاں جوڑ وچوں
کڈھو نہیں تے ککڑ دونویں لڑلڑ کے لہولُہان ہو جان گے۔ یار مالک تے دوہاں دا اکو ای
اے پر تماشا ویکھن والے کئی نیں۔ ایہہ نہیں بھئی اِک ککڑ کسے دا اے تے دوجا کسے دا
اے جھگا اکو ای اُجڑن لگ پیا اے۔ لگدا اے لڑائی دی واری آ دن توں پہلوں ایں
ککڑ وی جان گے تے کوٹھا وی نہیں رہے گا' کوئی حیلہ کرلو۔ نیکی کھٹ لئو۔

Marfat.com

بَسے داماماں سوچیں پے گیا۔ بھئی دونویں اُنھیں کھوہ وچ جا پین گے تے ڈکنا کسے وی نہیں۔ لوکی تماشہ ویکھن والے نیں، سدھے راہ لان والے نہیں۔ بڈھا اُٹھیا ڈانگ اپنی ہتھ پھڑی تے چھیتی چھیتی بَسے دے گھر ول ٹر پیا۔ ربّ نے بڈھے دی نیک نیت نوں بھاگ لاونے سی۔ دوہاں منڈیاں نوں لال اکھاں وکھایاں۔ دو چار موٹیاں موٹیاں گاہلاں دِتیاں۔ دوہاں نوں بانھوں پھڑ کے اِک دوجے دے گلے لا دِتا۔ کنجرو ونڈائی توں پہلوں ای اُجڑ گئے جے۔ ایہہ سرکاری وکیل ککڑاں نالوں وی بھیڑی لڑائی لڑدے جے۔ تہاڈا اِجھگا برباد ہوندا جاندا اے تے اُوھناں دا خانہ آباد ہندا جاندا اے۔ بندے دے پُتر بن جاوَ۔ اَپنیاں اَپنیاں چُنجھاں دھولو تے کھمباں توں مٹی لاہ لوو تے فیر تماشا ویکھن والے اپنیاں دھوناں نویاں کر کے آپے ای کھاڑے چوں نکل جان گے۔ بڈھے نیں وکیلاں تے کُکڑاں دی لڑائی دا چنگا مکّو ٹھپ دِتا تے لوکی مُنہ ایں ویہندے رہ گئے۔ ﴿کچ دیاں ونگاں ۲۱۴﴾

Marfat.com

مرغ اور لومڑی

از حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

کہتے ہیں ایک **مُرغ** پرندوں کے درمیاں
بیٹھا تھا اک شجر پہ سکوں سے کہ ناگہاں

اک پر فریب لومڑی بھی آ گئی ادھر
بولی، سنی ہے آپ نے کیا تازہ اک خبر

منفی جواب پا کے ہوں بولی وہ فتنہ گر
باہم ہیں دوست آج سے جنگل کے جانور

"بزمِ مشاورت" میں بہم کل ہوا تھا طے
اک دوسرے سے دشمنی بے کار چیز ہے

نیچے تو آؤ، ہم بھی کریں جشنِ دوستی
باتیں مزے مزے کی ہوں، با صلح و آشتی

اتنے میں **مُرغ** کو ہوا محسوس اضطراب
پوچھا جو لومڑی نے تو اُس نے دیا جواب

دو کتے آ رہے ہیں بڑی دور سے بہن!
شاید بنیں ہمارے وہ یارانِ انجمن

یہ سن کے اس نے خوف سے لی رہ فرار کی
وہ **مُرغ** بولا ٹھہرو یہ ساعت ہے پیار کی

وہ بولی بھائی جان! یہ تو ٹھیک ہے مگر
ممکن ہے ان کے پاس نہ پہنچی ہو یہ خبر

Marfat.com

داوٴ پہ اپنی جان لگاؤں کیوں بھلا
کہتے تو خیر کہتے ہیں' دنیا ہے بے وفا
ہر تخص اے صدا! ہے زمانے میں داوٴ پر
ہوتا ہے خوب پردۂ الفت میں کارگر

جنگلی کہانیاں:۴۰

مرغ کو ہیرا مل گیا

ایک مُرغ بُہت بھوکا تھا۔ بے چارے کو کیڑے مکوڑوں اور دانے دُنکے کی تلاش میں پھرتے پھرتے شام ہوگئی۔ آخر اُسے ایک کوڑے کا ڈھیر نظر آیا، اُس نے اُسے کُریدنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس کی نظر ایک ہیرے پر پڑی۔ اگر اُسے کوئی جوہری دیکھ پاتا تو خوشی سے پھولا نہ سماتا۔ بھوکے مُرغے نے اُسے پنجے سے اُلٹ پُلٹ کر دیکھا پھر افسوس سے کہنے لگا: ''میں مانتا ہوں کہ تیری قیمت بہت زیادہ ہے۔ لیکن مجھے اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے' اگر مجھے ملنے کی بجائے تو کسی جوہری کو ملتا تو وہ تیری قدر کرتا' تجھے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتا' جو تجھے اپنے تاج کی زینت بناتے' لیکن مجھے تو تیری کوئی ضرورت نہیں' تیری جگہ اگر مجھے اناج کا ایک دانہ مل جاتا تو تجھ سے ہزار درجہ بہتر ہوتا کیونکہ اس سے میری بھوک تو ختم ہو جاتی۔

حاصل کلام:- سچ ہے ضرورت کے وقت ایک سوکھی روٹی بھی سونے چاندی اور ہیرے جواہرات سے بہتر ہوتی ہے۔

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص کا جانوروں کی بولیاں سیکھنا

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص نے عرض کی۔ یا نبی اللہ! مجھے جانوروں کی بولیوں کا علم عطا کر دیجئے۔ میرا شوق ہے کہ جانوروں کی باتیں میں سمجھ لیا کروں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ تمھارا شوق اچھا نہیں۔ جانوروں کی باتیں نہ سمجھ سکنے میں بھی کئی راز ہیں۔ تم اپنی اس خواہش سے باز آ جاؤ۔ وہ شخص نہ مانا اور ضد کرنے لگا کہ مجھے ضرور یہ علم عطا کر دیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے پوچھا کہ میں اُسے کیا جواب دوں۔ تو ارشاد ہوا کہ ہم نے انسان کو نیکی بدی کا اختیار دے دیا ہے۔ تم نے جب اُسے منع کیا ہے مگر وہ نہیں مانتا تو تم اس کا مطالبہ پورا کر دو۔ نتیجہ کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا نام لے کر اسے جانوروں کی باتیں سمجھنے کا علم عطا فرما دیا۔ وہ شخص خوشی خوشی گھر آیا تو اس کی خادمہ نے کھانے کے لیے دستر خوان بچھایا اور کھانا چنا۔ اس شخص نے ایک **مُرغ** اور ایک **کتّا** پال رکھا تھا۔ کھاتے ہوئے اس نے ایک بوٹی پھینکی تو وہ **مُرغ** نے اٹھالی اور کتا منہ دیکھتا رہ گیا۔ کتے نے **مُرغ** سے کہا۔ ظالم! تمھاری خوراک تو دانا دنکا ہے اور گوشت کھانا میرا کام ہے۔ تم نے یہ کیا کیا کہ میری خوراک لے لی۔ **مُرغ** نے کہا' رات بھر صبر کرو۔ کل ہمارے مالک کا بیل مر جائے گا پھر جتنا جی چاہے' گوشت کھالینا۔ اُس شخص نے جب یہ بات سُنی تو اُسی وقت بیل فروخت کر دیا۔ دوسرے روز کتے نے **مُرغ** سے پھر شکوہ کیا کہ تم نے کل جو کچھ بھی کہا تھا جھوٹ نکلا۔ **مُرغ** نے کہا: میری عادت جھوٹ بولنے کی ہر

Marfat.com

گز نہیں۔ میں نے سچ ہی کہا تھا۔ مگر مالک نے اپنی بلا غیر کے سر ڈال دی ہے۔ اچھا صبر کرو۔ کل اس کا گھوڑا مر جائے گا اُس کا گوشت مزے سے کھانا۔ اس شخص نے یہ بات سُنی تو گھوڑا بھی بیچ دیا۔ تیسرے دن کتے نے پھر شکایت کی۔ تو **مُرغ** بولا: ہمارا مالک بڑا بے وقوف ہے۔ یہ اپنی آئی کو دوسروں پر ڈال رہا ہے۔ اس نے گھوڑا بھی بیچ دیا۔ جو خریدنے والے کے ہاں جا کر مر گیا۔ مگر مالک نے یہ اچھا کام نہیں کیا۔ اس لیے کہ اگر بیل اور گھوڑا اس کے گھر مرتے تو وہ اس کی جان کا فدیہ ہو جاتے اور اب جبکہ اُس نے انھیں اپنے گھر سے نکال دیا ہے۔ موت خود اس پر وارد ہوگی اور کل یہ ہمارا مالک خود مَر جائے گا۔ صبر کرو۔ مالک کے مرنے پر بہت کچھ پکے گا اور ہم دونوں خوب جی بھر کر کھائیں گے۔ اس شخص نے یہ بات سُنی تو اس کے ہوش گم ہو گئے کہ اب کیا کرے۔ دوڑتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور رو رو کر عرض کرنے لگا کہ مجھے موت کے پنجہ سے بچا لیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ تم اپنی ضد سے باز آ جاؤ۔ جانوروں کی باتیں نہ سمجھنے میں بھی کئی راز ہیں۔ سُن لو تمھارے گھر میں ایک موت واقع ہونے والی تھی۔ بیل مر جاتا تو تمھارا گھوڑا اور تم بھی بچ جاتے۔ مگر تم نے بیل کھسکا دیا۔ اس کے بعد وہ موت گھوڑے پر واقع ہونے والی تھی۔ تم نے اُسے بھی ہٹا دیا۔ اب وہ موت تم پر وارد ہوگی اور اب تمھاری آئی ہوئی قضا ٹل نہیں سکتی۔ یہ بات جو تمھیں اب نظر آ رہی ہے میں اُسی روز دیکھ رہا تھا۔ چنانچہ وہ شخص دوسرے روز مر گیا۔

تبصرہ:- مال پر اگر کوئی نقصان واقع ہو تو صبر و شکر سے کام لینا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ ہماری جان پر کوئی آفت آنے والی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے مال پر ڈال کر ہماری جان بچا لی۔ ﴿عجائب الحیوانات: ۲۷۲﴾

Marfat.com

انڈے کے اندر بچہ کی جنس کے تعین کا طریقہ

اگر کوئی شخص یہ جاننا چاہے کہ انڈے میں **مُرغی** ہے یا **مُرغا** تو اس کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ انڈے کو غور سے دیکھا جائے۔ اگر انڈا مستطیل اور محدود اطراف ہے یعنی اس کی لمبائی چوڑائی سے زیادہ اور کنارے دبے ہوئے ہیں تو اس کے اندر **مُرغی** ہے اور اگر انڈ گول ہے اور اس کے کنارے اُبھرے ہُوئے ہیں تو اس کے اندر **مُرغا** ہے۔

نر اور مادہ کی شناخت کا طریقہ

بچہ نکلنے کے دس دن کے بعد یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ نر ہے یا مادہ چنانچہ اس کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ جب بچہ دس دن کا ہو جائے تو بچہ کی چونچ پکڑ کر لٹکایا جائے۔ اگر اس حالت میں وہ حرکت کرتا ہے تو وہ نر (**مُرغا**) ہے اور اگر ساکت رہے تو (مادہ) ہے۔ ﴿حیات الحیوان:۲/۱۱۸﴾

Marfat.com

مُرغی کے بچے اور قلعہ سرواڑ کی فتح

حاجی محمد گلزار بیگ آف گجرات اپنی تصنیف لطیف ''تذکرہ اولیاء قادری قلندری کے صفحہ نمبر ۱۱۵'' پر رقمطراز ہیں کہ اجمیر شریف کے قرب وجوار میں قلعہ سرواڑ وہے اور وہاں کی آبادی سرواڑ شریف کے نام سے مشہور ہے اس لئے کہ وہاں خواجہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے۔ روایت ہے کہ خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا حکم ہے جو میرے مزار شریف پر حاضر ہو وہ خواجہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ضرور حاضری دے۔ قلعہ سرواڑ و مشہور ہے اور یہ قلعہ روہتاس کی طرح ہے۔ قلعہ کے اندر تمام ہندو جادوگروں کی آبادی تھی۔ قلعہ کے باہر شمال کی طرف ایک بہت لمبی چوڑی قدرتی جھیل ہے۔ جھیل کے کنارے مشہور بزرگ ماموں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے۔ جب مسلمانوں نے قلعہ پر حملہ کیا تو قلعہ فتح نہ ہوا۔ بزرگوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس قلعہ کے دروازے پر اندر ایک مجذوب فقیر بیٹھے ہیں۔ یہ جادُوگر اُن کی بہت خدمت کرتے ہیں' اس لئے آپ ایک چھوٹے بچوں والی **مُرغی** تلاش کرواور لاکر چھوٹے بچے قلعہ کے دروازے کے نیچے سے اَندر داخل کر دواور **مُرغی** اپنے پاس رکھو' جب **مُرغی** بچوں کو بُلائے گی تو مجذوب صاحب بچوں سے کھیل رہے ہوں گے' بچے بھاگ کر **مرغی** کی طرف باہر آئیں گے تو مجذوب صاحب بھی بچوں کے پیچھے باہر چلے جائیں گے۔ قلعہ کا دروازہ اُنکے باہر آنے کا ارادہ کرنے سے خود بخود کھل جائے گا۔ پھر آپ مل کر قلعہ پر حملہ کرنا اندر داخل ہو کر قبضہ کر لینا۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کے مطابق اُنہوں نے اسی طرح کیا۔ قلعہ کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور مسلمان مجاہدوں نے قلعہ فتح کر لیا۔ خواجہ فخر الدین کا مزار مبارک سنگ مرمر کے پتھروں سے بڑا خوبصورت بنا ہوا ہے۔ قلعہ کے اندر اب مسلمانوں کی آبادی ہے۔

Marfat.com

مرغ کا اُستاد

جاحظ کہتے ہیں کہ میں نے ایک اُستاد کو دیکھا کہ اُس نے ایک مرغ پکڑا ہوا ہے، وہ اُسے مار بھی رہا ہے اور اُس سے کہہ رہا ہے: ''الف شین، الف شین'' میں اُس کے پاس گیا اور اُس سے کہا: ''جناب! یہ کیا ہو رہا ہے؟'' وہ مدرسے کے سامنے بنے کوڑے خانے کی طرف اشارہ کر کے بولا: اللہ آپ کی شان میں اضافہ کرے وہ سامنے کوڑا خانہ دیکھ، میں روز چڑیوں کے شکار کے لئے وہاں کئی جال لگاتا ہوں، یہ وہاں سے میرے ڈالے ہوئے دانے چُگ لیتا ہے، میں اسے باز رکھنے کے لئے کہتا ہوں: اُش، اُش، مگر یہ میری بات سمجھتا ہی نہیں تو میں اسے اس کا مطلب سمجھا رہا ہوں۔ (حدائق: ۲۷۵ /ابن عاصم)۔ ﴿لطائف ونوادر: ۵۳۹﴾

Marfat.com

مُرغ اور بلی

برما کے ایک محاذ پر برطانوی فوجوں نے جاپانیوں کو بری طرح سے شکست دے کر پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ جاپانیوں کے جانے کے بعد پوری بستی میں ایک سیاہ بلی کے علاوہ دُور دُور تک کوئی ذی رُوح دکھائی نہ دیتی تھی۔ برطانوی فوجیوں نے قریب ہی اپنے مورچے قائم کر لیے۔ جلد ہی بلی فوج کے ایک سارجنٹ رینڈی کے ساتھ مانوس ہو گئی اور مستقل طور پر وہیں رہنے لگی۔ ایک دن ان کی کمپنی دُشمن کے علاقے میں بہت اندر تک گھس گئی۔ اچانک انہیں جنگل میں جاپانیوں کا ایک ہیڈ کوارٹر دکھائی دیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جاپانیوں کو برطانوی فوجوں کی کسی طرح اطلاع مل گئی تھی۔ لہٰذا وہ نہایت عجلت میں وہاں سے فرار ہو گئے۔ کیمپ کے عین وسط میں ایک بڑی میز پر بچا کھچا کھانا پڑا ہوا تھا۔ جس میں ایک **مُرغ** مسلّم بھی دکھائی دے رہا تھا۔ سارجنٹ رینڈی اور اس کے ساتھیوں کی رال ٹپکی۔ ابھی وہ اس نعمت کی طرف لپکے ہی تھے کہ بلی اچانک غرائی اور ایک ہی جست میں کئی گز کا فاصلہ طے کر کے **مُرغ** تک جا پہنچی۔ سارجنٹ رینڈی بلی کی اس غیر معمولی حرکت پر بہت حیران ہوا۔ کیونکہ بلی نے اس سے پہلے کبھی کھانے پینے کی چیزوں پر اپنے آپ منہ نہیں مارا تھا۔ سارجنٹ کے ایک ساتھی نے بلی کو اس حرکت سے باز رکھنے کے لیے پتھر بھی مارا' مگر بلی باز نہ آئی۔ جونہی اُس نے **مُرغ** کی پلیٹ سے اُٹھایا' ایک زبردست دھما کا ہوا۔ رینڈی اور اس کے ساتھی فوراً زمین پر گر پڑے اور پوزیشن لے لی۔ جب ذرا دُھواں صاف ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ **مُرغ** دراصل ایک بارودی سرنگ سے

Marfat.com

منسلک تھا اور جاپانی ایک زمین دوز مورچے میں زمین کے نیچے ہی موجود تھے مگر بلی نے بروقت خطرے کی بوسونگھ لی اور **مُرغ** سمیت زمین دوز مورچے کے منہ پر جا گری اور جاپانی زیرزمین اپنے اسلحہ خانے میں آگ لگ جانے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ سارجنٹ رنیڈی نے اپنے دشمنوں کے ساتھ ساتھ اپنی وفادار بلی کی لاش بھی تلاش کی اور جنگ کے اختتام پر رنیڈی کی کمپنی کے جوانوں نے بلی کی قبر بنوائی اور اس پر ایک کتبہ اس مضمون کا لگوایا۔ ''ریڈی کی یہ بلی ہماری مدد نہ کرتی تو ہم جاپانیوں کو شکست دینے میں کامیاب نہ ہوسکتے تھے''۔ یہ حقیقت تھی۔ اس ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے بعد جاپانی کہیں بھی اتحادی فوجوں کی یلغار کو روک نہ سکے تھے اور اس طرح ایک بلی کی چھٹی حس نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا تھا۔

﴿جانوروں اور پرندوں کی حیرت انگیز دنیا کا انسائیکلوپیڈیا:۲۱۴﴾

Marfat.com

حیوانات کے بچاؤ کی قدرتی تدابیر

حیوانات کی دُنیا میں ہر نوع کے جانور کو اپنی بقاء اور سلامتی کے لیے ہمہ وقت چوکنا رہنا پڑتا ہے۔ ہر جانور کا کوئی نہ کوئی دُشمن ضرور ہوتا ہے جو گھات لگا کر حملہ کرتا ہے۔ قدرت نے جانوروں کو اپنے بچاؤ کی مخصوص صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ درندے اور خونخوار قسم کے جنگلی جانور تو طاقت کے بل بوتے پر اپنی حفاظت آسانی سے کر لیتے ہیں، مگر کمزور جانور اس میں اپنی خیریت سمجھتے ہیں کہ جب زبردست دُشمن پیچھے لگا ہو تو جھٹ کسی جگہ چھپ کر اپنی جان بچالیں۔ قدرت نے ان جانوروں کو عموماً ایسا رنگ یا ایسی شکل وصورت عطا کی ہے کہ جب وہ جھاڑیوں میں، درختوں کی چھال پر یا ریت اور چٹانوں کی آڑ میں پناہ لیے ہوئے ہوں تو کسی کو ان کی موجودگی کا پہلی نظر میں پتہ نہ چلے۔ اگر جانوروں میں چھپنے کی یہ خاص صلاحیت نہ ہوتی تو آج روئے زمین سے کمزور اور چھوٹے جانوروں کا نام ونشان مٹ چکا ہوتا اور طاقت ور دُشمن ان کی پوری نسل کو ہڑپ کر چکے ہوتے۔ خدا نے قوی جانوروں کو بھی اس صلاحیت سے بالکل محروم نہیں رکھا، کیونکہ آرام کرتے وقت یا اپنے بچوں کی موجودگی میں انھیں بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ گردوپیش میں اس طرح چھپ جائیں کہ کسی کو ان کے جسم آسانی سے نظر نہ آئیں۔

ریتلے علاقوں میں رہنے والے اکثر جانوروں، خصوصاً سانپوں اور کرلوں کا رنگ ریت کے رنگ کی طرح ہلکا بھورا ہوتا ہے۔ کرلے کی ایک قسم جو عموماً گھاس میں

Marfat.com

رہتی ہے، سبز رنگ رکھتی ہے۔ درختوں پر رہنے والا سانپ بھی سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ چیتے کی کھال کے دھبے جنگل کے اس ماحول کے مطابق بہت ہی موزوں ہوتے ہیں جہاں گھنے درختوں کے نیچے پتوں میں سے گزرنے والی دھوپ چھوٹے چھوٹے دھبوں کی شکل میں زمین پر پڑتی ہے اسی طرح دھاریدار شیر کی آڑی ترچھی دھاریاں جنگل کی لمبی لمبی گھاس میں اس طرح مل جاتی ہیں کہ اگر شیر بے حس وحرکت ایک جگہ کھڑا یا بیٹھا ہو، تو مشکل ہی سے دکھائی دیتا ہے۔ طوطے کا سبز رنگ اُسے درختوں کے پتوں کے درمیان چھپنے میں بڑی مدد دیتا ہے۔ تیتر اور بٹیر عام طور پر چھوٹی چھوٹی خشک جھاڑیوں میں چھپے ہوئے ملتے ہیں۔ ماہر شکاری ان کی آواز سے اندازہ لگاتا پڑھتا ہے کہ وہ کہاں بیٹھے ہیں، اسی مُرغیوں کا حال ہے۔

ایک مرتبہ مرغی خانے کا وہ کمرہ کھلا رہ گیا جس میں تین سو چوزے بند تھے۔ بس پھر کیا تھا؟ شریر چوزے کمرے سے نکل کر پاس کے کھیت میں چلے گئے اور دانہ دُنکا چگنے لگے۔ ان میں سے ۲۴۰ چوزے تو ایسے تھے، جن کا رنگ بالکل سیاہ تھا۔ ان کا رنگ کھیت میں نمایاں نظر آتا تھا۔ باقی ساٹھ چوزے چتکبرے تھے اور وہ پہلی نظر میں دکھائی نہیں دیتے تھے.... مُرغی خانے کے محافظوں نے دور سے دیکھا کہ کھیت پر بہت سے کوے منڈلا رہے ہیں۔ وہ فوراً اس طرف دوڑے اور بڑی مشکل سے چوزوں کو دوبارہ بند کرنے میں کامیاب ہوئے۔ گنتی کرنے سے معلوم ہوا کہ چوبیس چوزے غائب ہیں، جنہیں کوے اٹھا کرلے گئے تھے۔ ان غائب ہونے والوں میں سے صرف ایک چوزہ چتکبرا تھا باقی سب شوخ رنگ والے تھے۔

(جانوروں کے انوکھے چشم دید واقعات: ۱۵۱)

Marfat.com

مرغی ماں کی بچے سے محبت

ایک دن چھوٹے چوزے نے ایک بلوط کے درخت کا خشک بیج پایا۔ **مُرغی** ماں نے اسے منع کیا تم یہ مت کھانا کیونکہ تمہارا حلق چھوٹا ہے اور خشک بیج پھنس جائے گا۔

چھوٹے چوزے نے کہا: اوہ ماں! میں بہت بڑا ہوں اور میں یہ خشک بیج کھا سکتا ہوں۔ لیکن وہ خشک بیج چوزے کے کھاتے ہی اس کے حلق میں پھنس گیا۔ اس کی **مُرغی** ماں بھاگتی ہوئی تالاب کے پاس گئی اور تالاب سے کہا: تالاب! مجھے چھوٹے چوزے کے لئے ذرا سا پانی دے دو تا کہ اس کے حلق میں پھنسا ہوا بیج نکل سکے۔

پہلے تم پرانے بلوط کے درخت کے پاس جاؤ اور اس سے ایک پیالہ مانگو پھر میں تمہیں چھوٹے چوزے کے لئے کچھ پانی دوں گا۔

مُرغی ماں بھاگتی ہوئی بلوط کے درخت کے پاس گئی اور اس سے پیالہ مانگا۔

لیکن درخت نے کہا: پہلے تمہارا آدمی کے پاس جانا ضروری ہے تا کہ وہ مجھے خوب زور سے ہلائے تب ہی میں تمہیں پیالہ دے سکوں گا۔

مُرغی ماں بھاگی ہوئی آدمی کے پاس گئی اُس سے کہا ''آدمی! آدمی بلوط کے درخت کو خوب زور سے ہلا دو''۔ پھر پیالے پانی اور چوزے کی بات بھی دھرائی۔

آدمی نے یہ سن کر اسے کہا: اس سے پہلے تمہارا موچی کے پاس جانا ضروری ہے تا کہ وہ میرے لئے نئے جوتے بنا دے پھر میں بلوط کے درخت کو ہلاؤں گا۔

مُرغی ماں بھاگتی ہوئی موچی کے پاس گی اور اس سے کہا مہربانی فرما کر مجھے کچھ جوتے بنا دو۔ اُس کے بعد اُس نے یہاں بھی پوری بات دھرائی۔

Marfat.com

یہ سن کر موچی نے کہا: اس سے پہلے تمہارا گائے کے پاس جانا ضروری ہے کہ وہ مجھے کچھ چمڑا دے جب ہی میں تمہارے لئے نئے جوتے بنا سکوں گا۔

مُرغی ماں بھاگتی ہوئی گائے کے پاس گئی اور ساری کہانی دہرا کر کہا: اوہ پیاری گائے! مہربانی کر کے مجھے تھوڑا سا چمڑا دے دو۔ مگر گائے نے جواب دیا۔ اس سے پہلے اس کے کسان کے پاس جانا ضروری ہے کہ وہ مجھے کچھ اناج دے جب ہی میں تمہیں چمڑا دے سکتی ہوں۔

مُرغی ماں بھاگی ہوئی کسان کے پاس گئی اور کہا: کسان مجھے ذرا سا اناج دے دو۔ میں گائے کو دوں گی اور گائے مجھے چمڑا دے گی۔ چمڑا میں موچی کو دوں گی اور موچی مجھے جوتے بنا کر دے گا۔ پھر آدمی جوتے پہن کر درخت ہلائے گا۔ درخت مجھے پیالہ دے گا اور اس پیالے میں تالاب مجھے پانی دے گا تب کہیں جا کر میں اپنے چھوٹے چوزے کے حلق میں پھنسا خشک بیج نکال سکوں گی۔

اچھے کسان نے کہا: ہاں میں تمہیں اپنے گودام میں سے اناج دوں گا۔ اور اس نے اناج دے دیا۔

مُرغی ماں اناج لے کر بھاگتی ہوئی گائے کے پاس گئی اور اسے اناج دیا۔ گائے نے اسے کچھ چمڑا دیا۔ **مُرغی** ماں نے چمڑا موچی کو دیا۔ موچی نے نئے جوتوں کا جوڑا بنا کر دیا۔ **مُرغی** ماں نے جوتے آدمی کو دیئے۔ آدمی نے اس کے بدلے بلوط کا درخت ہلا دیا۔ بلوط کے درخت نے **مرغی** ماں کو چھوٹا صاف پیالہ دیا۔ تالاب نے اس میں کچھ پانی دیا۔ **مرغی** ماں نے پانی کا پیالہ چھوٹے چوزے کو دیا۔ یوں بلوط کا خشک بیج نکل گیا چھوٹا چوزہ ٹھیک ہو گیا۔ (شازیہ وحید صدیقی)

جانوروں اور پرندوں کی کہانیاں ۵۷

مُرغیوں کا ڈاکٹر

ایک بلی مُرغیوں کی بہت لالچی تھی۔ جب اُسے مُرغی نظر آجاتی وہ لپک کر اُسے ہڑپ کرنے کی فکر میں پڑ جاتی۔ مُرغیاں بھی بلی کی اس عادت سے خوب واقف تھیں اور وہ جب بلی کو دیکھ لیتیں تو بھاگ کر چھپ جاتیں۔ اس طرح بلی پریشان ہو گئی۔ اب اسے کوئی مرغی نظر ہی نہ آتی۔ ایک دن بلی اسی غم میں بیٹھی تھی کہ کس طرح کسی مُرغی کو پکڑ کر اپنی بھوک مٹائے کہ ایک لومڑی ادھر آنکلی اور اس نے پوچھا ''بی میاؤں اتنی پریشان کیوں ہو'' بلی بولی: ''اب مُرغیاں بہت چالاک ہوگئی ہیں ' مجھے دور سے دیکھ لیتی ہیں تو چھپ جاتی ہیں' کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آتی جس پر عمل کر کے مُرغیوں کو بے وقوف بناؤں اور مزے مزے سے ان کا گوشت کھاؤں''۔

لومڑی بولی: ارے اتنی سی بات ہے۔ قریبی گاؤں میں بہت ساری مُرغیاں ایک باڑے میں رہتی ہیں ' وہ ان دنوں بیمار ہیں ' تم ڈاکٹر بن کر جاؤ ' وہ دروازہ کھول دیں گی اور تم اطمینان سے خوب ڈٹ کر مُرغیون کے گوشت کی دعوت اُڑانا''۔

بلی نے لومڑی کا شکریہ ادا کیا پھر ڈاکٹر کا لباس پہنا ' ڈاکٹر کے آلات ہاتھ میں تھامے اور باڑے پر جا پہنچی ' جہاں مُرغیاں بیمار تھیں۔

بلی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی ''کون ہے؟''

بلی نے آواز بدل کر کہا: ''میں ڈاکٹر ہوں ' مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بیمار ہو' میں تمہارا علاج کرنے آئی ہوں''۔

بلی آواز بدل کر بولی تھی مگر مُرغیاں اُس کی آواز پہچان گئیں اور انہوں نے مل کر کہا: ''ہم بیمار ہیں ' یہ بات دُرست ہے۔ مگر ہماری بیماری اُسی وقت ختم ہو جائے گی جب تم یہاں سے چلی جاؤ گی''۔ ﴿انمول کہانیاں ۸۳﴾

Marfat.com

ٹوٹ بٹوٹ کے مُرغے

ٹوٹ بٹوٹ کے دو مُرغے تھے ...... دونوں تھے ہشیار
اِک مُرغے کا نام تھا گیٹو ...... اِک کا نام گٹار
اِک مُرغے کی دُم تھی کالی ...... اِک مُرغے کی لال
اِک مُرغے کی چونچ نرالی ...... اِک مُرغے کی چال
اِک پہنے پتلون اور نیکر ...... اِک پہنے شلوار
اِک پہنے انگریزی ٹوپی ...... اِک پہنے دستار
اِک کھاتا تھا کیک اور بِسکٹ ...... اِک کھاتا تھا نان
ایک چباتا لونگ سپاری ...... ایک چباتا پان
دونوں اِک دن شہر کو نکلے ...... لے کر آنے چار
پہلے سبزی منڈی پہنچے ...... پھر لنڈے بازار
اِک ہوٹل میں انڈے کھائے ...... اِک ہوٹل میں پائے
اِک ہوٹل میں سوڈا واٹر ...... اِک ہوٹل میں چائے
پیٹ میں جوں ہی روٹی اُتری ...... مُرغے ہوش میں آئے
دونوں اُچھلے ، ناچے ، کُودے ...... دونوں جوش میں آئے
اِک بولا میں باز بہادُر ...... تو ہے نرا بٹیر
اِک بولا میں لگڑ بگھیلا ...... اِک بولا میں شیر
دونوں میں پھر ہوئی لڑائی ...... ٹھی ٹھی ٹھوں ٹھوں ٹھاہ
دونوں نے کی ہاتھا پائی ...... ہی ہی ہوں ہوں ہاہ
اِک مُرغے نے سیخ اُٹھائی ...... اِک مُرغے نے ڈانگ
اِک کے دونوں پنجے ٹوٹے ...... اِک کی ٹوٹی ٹانگ
تھانے دار نے ہنٹر مارا ...... چیخے چوں چوں چوں
ٹوٹ بٹوٹ نے گلے لگایا ...... بولے ککڑوں کوں

﴿ٹوٹ بٹوٹ:۱۵ا/از صوفی تبسم﴾

Marfat.com

مُرغ، کبوتر اور گیدڑ

ایک گاؤں میں **مُرغ** اور کبوتر اپنے مالک کے پاس رہتے تھے۔ایک گِدڑ نے اُنہیں دیکھ لیا، دیکھتے ہی اُس کے منہ میں پانی آ گیا۔اب وہ اس سوچ میں پڑ گیا کہ کب وہ موقع آئے میں انہیں اپنی خوراک کا لقمہ بناؤں۔ایک دن **مُرغ** اور کبوتر گاؤں کے قریب ہی کھیتوں میں خوراک کھا رہے تھے۔گِدڑ گنے کے کھیتوں میں چھپتا ہوا دونوں کے پاس پہنچ گیا۔اور کہنے لگا تم یہ کیا گندی چیزیں کھاتے رہتے ہو، چلو میرے ساتھ جنگل میں وہاں مختلف قسم کی خوبصورت اور خوشبودار چیزیں ہیں، پھل ہیں، چشموں کا ٹھنڈا میٹھا پانی ہے، خوب ذوق وشوق سے کھاؤ، پیؤ اور آزاد پھرو۔

مُرغ اور کبوتر دونوں گِدڑ کی مکارانہ گفتگو سُن کر لالچ میں آگئے اور اُس کے ساتھ چل پڑے۔گدڑ سارا دن اُنہیں جنگل میں پھراتا رہا، کھجل خراب کرتا رہا، لیکن اُنہیں نہ کچھ کھلایا اور نہ ہی پلایا۔جب شام کا وقت قریب ہوا تو کہنے لگا، چلو میرے گھر کیونکہ میری بیوی نے میٹھے چاول پکائے ہوئے ہیں، میں تمہیں خوب پیٹ بھر کر کھلاؤں گا، مزا آجائے گا۔

اُنہیں بھوک نے اتنا ستایا ہوا تھا کہ کچھ یاد نہ رہا اور اُس کے ساتھ چل پڑے، اور اُس کے گھر یعنی کھوہ میں داخل ہو گئے، پھر کہنے لگے لاؤ! ہمیں چاول کھلاؤ۔

گِدڑ بڑا چالاک تھا وہ گھر کے دروازے میں راستہ بند کر کے بیٹھ گیا اور کہنے لگا ''کون سی بھوک اور کیسے میٹھے چاول، میں تو خود کئی دِن سے بھوکا ہوں، اب تم کہیں جا نہیں سکتے، میں تمہیں ہی باری باری کھاؤں گا۔

مُرغ کہنے لگا: مجھے کیوں کھائے گا، میرا کیا قصور ہے؟

گِدڑ نے کہا: اس لئے کہ گھروں میں عورتیں تمہیں دانہ پانی اور روٹی کے چھوٹے

Marfat.com

چھوٹے ٹکڑے کر کے کھلاتی ہیں اور صاف ستھرے پنجرے میں رکھتی ہیں، اور ایک تم ہو کہ اُس پنجرے کو گندا کر دیتے ہو، پھر صحن کا بھی حشر نشر کر دیتے ہو خوب گندگی پھیلاتے ہو۔ میں انسانوں کا بہت خیر خواہ ہوں اس لئے تجھے سزا دینے کے لئے ضرور کھاؤں گا۔

پھر کبوتر نے پوچھا مجھے کیوں کھائے گا، میرا کیا قصور ہے؟

گِدڑ نے کہا: اس لئے کہ لوگ غسل کر کے صاف ستھرے کپڑے پہن کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں اور ایک تم ہو کہ آکر میناروں پر بیٹھ جاتے ہو، بیٹھیں (وِٹھاں) کر کر کے مسجد اور نمازیوں کے کپڑے خراب کر دیتے ہو۔ میں خود بڑا دین دار ہوں اس لئے تجھے سزا دینے کے لئے ضرور کھاؤں گا۔

مُرغ بہت دانا تھا، جان جاتی دیکھ کر اُسے ایک تدبیر سوجھی۔ گِدڑ سے کہنے لگا: تم ہمیں شوق سے کھاؤ، لیکن ایک بات ہے، ہمارا گوشت پھیکا اور بے مزا ہے۔ نمک مصالحے کے بغیر تمہیں مزا نہیں آئے گا۔ لہٰذا مجھے تھوڑی سی مہلت دے دو! میں گاؤں جا کے جلد ہی نمک مصالحہ لے آتا ہوں، پھر تم مزے سے ہمارا گوشت کھانا۔

جب مزے کی بات آئی تو گِدڑ کے منہ میں پانی بھر آتا۔ **مُرغ** سے کہنے لگا تم جلدی جلدی جاؤ اور نمک مصالحہ لے کر فوراً واپس آؤ۔

مُرغ گِدڑ کی ٹانگوں کے درمیان سے نکل کر دوڑ لگا کر اپنے مالکوں کے پاس جا پہنچا اور اُنہیں تمام باتیں کھول کر سنا دیں۔ اُس کے مالکوں نے فوراً ہاتھوں میں ڈنڈے پکڑ لئے اور اپنے کتوں کو بھی ساتھ لے لیا۔ پھر **مُرغ** کے ساتھ جلد ہی گِدڑ کے گھر جا پہنچے۔

اُدھر گِدڑ نے نمک مصالحے کے انتظار میں ابھی تک کبوتر کو بھی نہیں کھایا تھا کہ اچانک **مُرغ** کے مالکوں کے کُتے آپہنچے، اُنہوں نے گِدڑ کو ٹانگوں سے پکڑ کر کھوہ سے باہر نکال لیا۔ باہر **مُرغ** کے مالک کھڑے تھے، اُنہوں نے ڈنڈے مار مار کر گِدڑ کا کچومر نکال دیا۔ اس طرح **مُرغ** کی عقلمندی کی وجہ کبوتر سمیت دونوں بچ گئے۔

Marfat.com

ککڑوں کوں اور چوں چڑ چوں

(از حفیظ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ)

صبح ہوئی جب نور کا تڑکا ÷ سو کر اُٹھا اچھا لڑکا
منہ دھو دھا کر ناشتہ کھایا ÷ بستہ لے کے بغل میں دبایا
پھر اسکول کا رستہ پکڑا ÷ راہ میں اُس کو ملا اِک مُرغا
مُرغا بولا: ''آؤ کھیلیں ÷ شور مچائیں اور ڈنڑ پیلیں''
لڑکا بولا: ''بھائی مرغے ÷ کھیلنے کا یہ وقت نہیں ہے
میں اب پڑھنے جاتا ہوں''
مرغا بولا: ''ککڑوں کوں''
یہ کہہ کر آگے کو بڑھا وہ ÷ جلدی جلدی چلنے لگا وہ
پیڑ پہ چڑیاں بول رہی تھیں ÷ اپنی چونچیں کھول رہی تھیں
لڑکا اُن کے پاس سے گزرا ÷ گزرا تو بولی اک چڑیا
''اہا بھیا' کھیلیں آؤ ÷ آج ذرا اسکول نہ جاؤ''
لڑکا بولا: ''اچھی چڑیا ÷ کھیل سے ہے پڑھنا ہی اچھا
میں اب پڑھنے جاتا ہوں''
چڑیا بولی: ''چوں چڑ چوں''

(چڑیا گھر: ۸۹، از بنت الاسلام)

Marfat.com

شرپسند مرغی کہاں ہے

''سندیہ'' جو بغداد سے چھ فرسخ کے فاصلے پر ہے' وہاں کا ایک آدمی مرغیاں بیچنے بغداد میں دریائے دجلہ کے قریب ایک جگہ آیا' اُس کے ہاتھ سے ایک مرغی چھوٹ گئی' اُس نے اُسے بہت ڈھونڈا مگر وہ نہ ملی' اس نے اپنی گمشدہ مرغی کو مخاطب کر کے کہا: ''تو بستی چل' میں یہ مرغیاں بیچ کر آتا ہوں اور تیری خبر لیتا ہوں'' پھر اس نے بقتی ماندہ مرغیاں بیچی اور واپس بستی پہنچا' وہاں وہ مرغی تلاش کی مگر وہاں بھی اُس کا کوئی نشان نہ ملا تو اُس نے اپنی بیوی سے کہا: اَیْنَ الدُّجَاجَۃُ الرَّقْطَاءُ ''شرپسند مرغی کہاں ہے؟

اُس کی بیوی نے کہا: ''مجھے معلوم نہیں۔ اُس نے کہا: ''میں نے تو بغداد میں اس لئے چھوڑ دی تھی کہ وہ یہاں تمہارے پاس بستی میں آئے گی مگر وہ یہاں بھی نہیں آئی''۔(اخبار الحمقی: ۱۵۴/ازابن الجوزی)۔﴿لطائف ونوادر:۵۳۶﴾

Marfat.com

سیاستدان مرغی

مُرغی نام کا پرندہ ہمارے ہاں اچھی خاصی تعداد میں پایا جاتا ہے۔اس کا قد ایک فٹ سے کچھ کم یا زیادہ ہوسکتا ہے۔اس کے پاؤں' سر'پر' ہوتے ہیں۔عجیب بات یہ ہے کہ اس کے پر ہیں پھر بھی زرق اڑان کا فقدان ہے، اسے کم از کم ان چیزوں سے سبق لینا چاہیئے جن کے پر نہیں ہیں پھر بھی اڑنے پر ادھار کھائے بیٹھی ہیں، مثلاً وقت ہی کو لیجئے، پر لگا کر اڑتا پھرتا ہے، کبھی بہت تیز اور کبھی کبھی ٹھہر بھی جاتا ہے۔خیر ذکر مرغیوں کا ہو رہا تھا۔ حیرت کی بات ہے کہ اردو ادب میں بلبل' شیر' بکری اور تو اور کتوں کو بھی ایک جائز مقام حاصل ہے مگر مرغیوں کو ان کی لاتعداد فضیلتوں اور خوبیوں کے باوجود اس کا جائز مقام نہ دیا گیا۔

اسی بے انصافی کا ذکر کرتے ہوئے ایک دن مرزا صاحب کہنے لگے ''بھئی! بندہ مرغیوں کی صلاحیتوں اور شرافت کا دل سے قائل اور معترف ہے''۔

میں نے کہا ''جی ہاں! بے شک!''

ہمارے مختصر جواب نے جس سے دلچسپی کے فقدان کے آثار ہویدا تھے۔ان میں غم و غصے کی لہر دوڑا دی اور جوش کے عالم میں تقریر کر گئے کہ

''اجی صاحب آپ کیا جانیں! آپ ملا نصیر الدین کو تو جانتے ہی ہوں گے وہ لاکھ بے وقوف سہی'' کم از کم مرغیوں کو ان سے بڑھ کر قریب سے کوئی نہیں جانتا تھا۔اس سلسلے میں ان کے ذوق کا بندہ دل سے قائل اور معترف ہے، اللہ ان کو جنت میں فٹ کرے' انڈے دینے اور بیٹ کرنے کے علاوہ ۱۰۱ فوائد از بر کیے تھے۔ ہر ملنے والے کو مخلصانہ مشورہ دیتے تھے کہ بھائی اور کام چھوڑ' جاتے ساتھ ہی چند مرغیاں خرید لو' فائدے میں رہو

Marfat.com

گے' اور مرتے دم تک دعائیں بھی دو گے' بیٹی کو جہیز میں سائیکل اور بیلچے کے ساتھ **مُرغی** بھی عنایت کی۔ بھئی بندہ ان کی فہم وفراست کا دل سے قائل اور معترف ہے۔ اور تو اور اگر **مُرغی**۔۔۔۔''

ابھی یہیں تک ہی کہنے پائے تھے کہ میرا ابلا وا آ گیا' ورنہ شاید اس روز کٹ کٹاک کرتے گھر میں داخل ہوتے۔

مرزا صاحب' جتنا **مُرغی** کی صلاحیتوں کے دل سے قائل اور معترف ہیں۔ ہمارے عزیز دوست اور پڑوسی قبلہ اسرار احمد خان نسوار اس کم ذات سے اتنا ہی خار کھاتے ہیں۔ ایک روز۔۔۔ مگر ٹھہریئے پہلے ان صاحب کا کچھ تعارف ہو جائے، ہمارے دوست ہیں، نام اسرار احمد خان ہے، مشہور شاعر ہیں ان کی شاعری زیادہ تر نسوار کے گرد گھومتی ہے، اسی لیے نسوار ہی تخلص کرتے ہیں۔ آپ نے شاید یہ مشہور شعر سن رکھا ہو۔

□ آم نے اپنا دل دیا دلدار سمجھ کر □
□ خوچہ وہ کھا گیا نسوار سمجھ کر □

جی ہاں آپ ٹھیک سمجھے یہ شعر جناب اسرار خان نسوار ہی کا ہے۔ تو ایک روز کیا ہوا کہ ان کے والد صاحب ایک عدد **مُرغی** خرید کر گھر لے آئے۔ جس طرح ایک نیام میں دو تلواریں نہیں رہ سکتی اسی طرح ایک گھر میں دو مرغیاں۔۔۔ معاف کیجئے گا میرا مطلب ہے ایک **مُرغی** اور اسرار صاحب بھی نہیں رہ سکتے۔ ایک دن گھر والوں سے نظر بچا کر **مُرغی** ہمارے حوالے کرنے آ پہنچے اور لگے دلائل و براہین سے ثابت کرنے...... کہ دوست وہی جو مشکل میں کام آئے۔ اس سلسلے میں ایک ریچھ اور دو دوستوں کا قصہ بھی سنا ڈالا۔ آخر کار مطلب پر آتے ہوئے کہا کہ یہ **مُرغی** تم رکھ لو بلکہ تمہیں مبارک ہو۔ ہم نے پہلے تو پس پیش سے کام لیا لیکن آخر کار رضا مند ہو گئے اور آج تک اسی فیصلے کو زندگی کی بڑی غلطیوں میں شمار کرتے ہیں۔

اُس **مُرغی** نے ہمارے گھر کا آرام سکون برباد کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

Marfat.com

پہلی ہی رات ہم نے خواب دیکھا کہ جن آیا اور ہمارے اوپر سونے کا ایک انڈہ رکھ کر چلا گیا۔ مگر صبح اٹھ کر دیکھا تو کچھ اور ہی منظر نظر آیا' سونے کا انڈہ عام انڈے میں تبدیل ہو کر ہمارے سینے پر پڑا تھا۔ یہ کام یقیناً اس **مُرغی** کا تھا' جسے یہ کارنامہ سرانجام دینے کے لیے اس سے بہتر جگہ نہ مل سکتی تھی۔ خیر مفت کا انڈہ ملنے کی خوشی میں اس کی یہ پہلی غلطی معاف کر ہی دی۔ لیکن اس کے بعد اس نے کوئی انڈہ ہی نہ دیا۔

ہم نے ہر طرح کی مرغیاں دیکھی تھیں مگر وہ ان سب سے مختلف تھی۔ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھی۔ کئی طرح کا رقص جانتی تھی اور اکثر بے موقع بے محل ہمیں اپنے رقص سے محفوظ کرتی۔ کمر نیچے اور ٹانگیں اوپر کر کے بائیسکل چلانے والی ادا تو سب کو ہی پسند تھی۔ ایسا لگتا جیسے کوئی بچہ ضد کر رہا ہو۔ قول کی سچی بالکل بھی نہ تھی۔ انڈہ دیا ہوتا یا نہ دیا ہوتا، کٹ کٹ کٹاک کر کے ناک میں دم کیے رکھتی۔

ہم نے ایسی خونخوار **مُرغی** بھی پہلے نہ دیکھی تھی۔ گھر میں محلے کے بچوں کا داخلہ بند ہو گیا' پھر بھی اگر کوئی بچہ غلطی سے اس کے آس پاس پھٹک جاتا تو قانون کی دفعہ ۱۰۴ کے تحت اس کو اس زور سے کاٹتی کہ اس کے گھر والے تک ہمارے گھر کا راستہ دیکھنا بند کر دیتے۔

شومئ قسمت' اُس **مُرغی** کو ادب اور شاعری سے بھی بہت لگاؤ تھا' گھنٹوں ہماری کتابوں پر بیٹھی رہتی' فکاہی ادب کی تو شاندار پرستار تھی' خاص طور پر ابنِ انشاء مرحوم کی تو زبردست فین تھی' ذوق کا یہ عالم تھا کہ مطالعے کے دوران اس قدر محو ہو جاتی کہ بیٹ کرنے کے لیے' ذرا دیر کو باہر جانا بھی گوارا نہ تھا۔

ایک روز ہم نے فیصلہ کیا کہ اسے رسی سے باندھ کر رکھا کریں گے۔ اس سلسلے میں نوکر کو ہدایت کر کے کالج چلا گیا' مگر جب واپس آیا تو **مُرغی** کو پھر اپنے کمرے میں براجمان پایا تو نوکر سے پوچھ گچھ کی تو کہنے لگا' باندھ تو دیا مگر میرے خیال میں اس کے لیے زنجیر کا بندوبست کرنا پڑے گا۔ رسیاں تو اس کو روکنے سے رہیں۔

Marfat.com

قوت مدافعت اتنی تھی کہ ''رانی کھیت'' جیسی بیماری بھی اس کے سامنے کھیت رہتی۔ چنانچہ جب محلے کی مرغیوں میں یہ وبا پھیلی' یہ تندرست وتوانا رہی۔ غضب کی سیاست دان تھی' کچھ ہی عرصے میں اپنی سیاست جما کر رکھ دی۔ اڑوس پڑوس کی مرغیاں پیچھے پیچھے چلتی پھرتیں' صاف ستھری جگہ دیکھتے ہی' جلسہ منعقد ہو جاتا۔ ہر طرف کٹ کٹ کٹاک کے نعرے بلند ہو جاتے بلکہ اتنے بلند ہو جاتے کہ پڑوس میں ہونے والے مرغوں کے جلسے کے ''ککڑوں کڑوں'' کے نعرے بھی دب جاتے۔ اس طرح کے جلسوں کا اختتام ہمیشہ ہنگامہ آرائی پر ہوتا، جن کی نوعیت خالصتاً سیاسی ہوتی اور مرغیوں کی ایک بڑی تعداد ایک پھر سیاسی پناہ کے لیے ہمارے کمرے کا رخ کرتی' ان کو نکالنے کے بعد کمرے کی حالت ایسی ہوتی جیسے پولیس نے جی بھر کے لاٹھی چارج کیا ہو۔

کئی بار خیال آیا کہ **مُرغی** سے چھٹکارہ حاصل کیا جائے' لیکن یہ سوچ کر کہ چلو ایک موقع اور دیتے ہیں ہم نے کبھی اپنے خیال کو عملی جامہ نہ پہنایا' مگر جب ننھے میاں نے **مُرغی** کی جملہ صلاحیتوں کو پرکھنے کے بعد اڑوس پڑوس کے بچوں کے ساتھ مرغیاں لڑانی شروع کر دیں تو ہم نے اس (**مُرغی**) کا کانٹا نکالنے کا پکا فیصلہ کر لیا، چنانچہ جب '' تیسرا ہفتہ وار آل محلہ **مُرغی** ٹورنامنٹ'' شروع ہو رہا تھا' ہم نے ننھے میاں سے نظر بچا کر مرغی نکال لی اور سیدھے مرزا صاحب کے پاس چلے گئے کہ چیز اپنے قدر دان کے پاس پہنچ جائے' مرزا صاحب **مُرغی** لے کر بہت خوش ہوئے وہ کہہ رہے تھے۔

''واہ جی! سہیل صاحب! بندہ' آپ کی سخاوت کا دل سے قائل اور معترف ہے، اگر یہ **مُرغی**۔۔۔۔ اجی سنیئے تو۔۔۔۔۔ شکریہ تو لیتے جایئے۔۔۔۔۔''

(ماہنامہ نیرنگ خیال راولپنڈی، مئی ۱۹۹۹ء: ۵۰ تا ۵۳)

Marfat.com

کڑک ناڑ مرغی

کڑک ناڑ وہ مرغی ہے جو مسموم انڈے سے جنم لے اور یہ انڈا اُس مُرغی سے برآمد ہوتا ہے جس نے زندگی کی پہلی بار اور پہلا پھول (انڈا) دیکھا ہو۔ ایسی مرغی جب انڈا دینے کے قریب ہوتی ہے اسی دوران میں وُہ اپنی خوراک ڈھونڈتی ڈھونڈتی کہیں ایسے زہریلے سانپ کے نوزائید بچے مل جائیں تو یہ اُڑ کر بچوں کی سری پر چونچیں مار مار کر ہلاک کر کے یہ بچے نگل جاتی ہے۔ پس جب یہ پہلا انڈا دے اور اس انڈے سے برآمد ہونے والا بچہ برنگ سیاہ نمودار ہوگا۔ یہی کڑک ناڑ مرغی یا مُرغ کہلاتا ہے۔

پہچان اس کی یہ ہے کہ اس کے جسم کا ہر حصہ یعنی چونچ پَر اور پونچے نیز زبان تک سیاہ ہُوا کرتی ہے حتیٰ کہ بوقت ذبح اس کا خون اور گوشت بھی قدرے سیاہی مائل ہوا کرتا ہے' جس کا گوشت فالج 'لقوہ اور مرض دمہ میں حیرت انگیز حد تک شفائی اثرات رکھتا ہے۔ (تلمیذ جیلانی)

﴿انڈا تحقیق کی روشنی میں: ا ز حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی﴾

Marfat.com

مُرغی اور دانہ

(از ابوالاثر حفیظ جالندھری)

☆

اِک مرغی نے دانہ پایا = کُتّے کو بھی اُس نے بلایا
بلّی کو بھی اُس نے بلایا = کوّے کو بھی اُس نے بلایا
ان تینوں سے اُس نے پوچھا = ''کون یہ دانہ بوئے گا''
بلی بولی کتا بولا = کوّے نے بھی یوں منہ کھولا

''ہم نہیں بوتے یہ دانہ
ہم نہیں بوتے یہ دانہ''

چپکی ہو اور دانہ لے = آپ ہی بویا مرغی نے
اِک دن آیا آخر کار = فصل ہوئی پک کر تیار
مُرغی کے کچھ جی میں آیا = کُتّے کو بھی اُس نے بلایا
بلی کو بھی اُس نے بلایا = کوّے کو بھی اُس نے بلایا
تینوں سے پھر اُس نے پوچھا = ''کون یہ کھیتی کاٹے گا''
بلی بولی ' کُتا بولا = کوّے نے بھی یوں منہ کھولا

''ہم تو نہیں یہ کاٹیں گے
ہم تو نہیں یہ کاٹیں گے''

مرغی نے چوزوں کے سمیت = آپ ہی کاٹا سارا کھیت
اس محنت سے آخر کار = روٹی بھی کر لی تیار
مُرغی کے پھر جی میں آیا = کوّے کو بھی اُس نے بلایا

Marfat.com

ہنس کر پھر تینوں سے پوچھا = ''کون یہ روٹی کھائے گا''
بلی بولی ' کتا بولا = کوے نے بھی یوں منہ کھولا
''روٹی ہم کھائیں گے ہم
روٹی ہم کھائیں گے ہم''
اب مرغی کو غصہ آیا = اُس نے سونٹا لے کر گھمایا
بولی:''میں نے بویا کاٹا = پیسا آپ ہی سارا آٹا
پھر روٹی بھی میں نے پکائی = لیکن تم کو شرم نہ آئی
محنت سے کر کے اِنکار = اب کھانے کو ہو تیار''
کُتا بلی کوّا بھاگے = گرتے پڑتے پیچھے آگے
اور یہ سب محنت کی کمائی
مُرغی اور چوزوں نے کھائی

(چڑیا گھر: ۳/۷ از بنت الاسلام)

Marfat.com

مُرغ، گدھا، بلی اور کُتا

ایک گاؤں میں ایک کمہار رہتا تھا، وہ مٹی کے برتنوں کا کام کرتا تھا، اُس کے پاس ایک گدھا تھا جس پر وہ برتن بنانے کے لئے مٹی بھی لاتا اور پھر برتن بنا کر گاؤں گاؤں قریہ قریہ بیچنے کے لئے بھی لے جاتا تھا۔ وہ اُس کی خوب خدمت کرتا، پھک، گھاس، توڑی دانہ وغیرہ وافر اُس کے کھانے کے لئے موجود رہتا۔ ایک وقت آیا کہ وہ گدھا کمزور ہو گیا، اُس پر بڑھاپا طاری ہو گیا۔ اب وہ پہلے جیسا کام نہیں کر سکتا تھا، اس لئے کمہار نے اُسے چوار یاں مار مار کے باہر نکال دیا۔ اُس دُکھی گدھے نے جنگل کی طرف اپنا رُخ کر لیا۔

راستے میں اُس کو ایک موٹا تازہ **مُرغ** ملا۔ ایسی بُری حالت میں آتے ہوئے گدھے سے پوچھا: ماما جی! یہ تو بتایئے آپ کہاں جا رہے ہو؟

گدھے نے کہا: میں بعد میں بتاؤں گا، پہلے تم بتاؤ، یہاں کیسے پہنچے ہو؟

مُرغ کہنے لگا: ماما جی! میں تمہیں کیا بتاؤں۔ یہ انسان کتنا سخت اور مطلبی ہے۔ جب تک میں کمزور اور چھوٹا سا تھا، میرے مالک نے مجھے اپنے بیٹوں کی طرح پالا۔ جب میں جوان ہو گیا، میرا جسم بھی بھاری ہو گیا، میں دیواروں پر کھڑے ہو کر اذان دینے لگا تو اُس وقت میرے مالک کی نظریں ہی بدل گئیں، یوں لگتا تھا جیسے وہ میری جوانی کو برداشت نہیں کر سکا پھر اُس نے مہمانوں کا بہانہ بنا کر مجھے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ جب مجھے اُس کے ارادے کا پتہ چلا تو اس سے پہلے کہ وہ مجھے پکڑ کر مولوی صاحب کے ہاتھوں چھری سے ذبح کروا کر مزے سے کھائے، میں دوڑ لگا کر یہاں

Marfat.com

پہنچ گیا ہوں۔

مُرغ کی کہانی سُن کر گدھے نے بھی اُس کو اپنی آپ بیتی سُنائی۔ پھر وہ دونوں دوست بن کر جنگل کی طرف چلنے لگے۔ ابھی وہ کچھ ہی سفر کر پائے تھے کہ راستے میں اُنہیں ایک بوڑھی بلی مل گئی۔ وہ گدھے کو دیکھ کر کہنے لگی: ماما جی! تم کدھر جا رہے ہو۔

گدھے نے کہا: مانو بلی! پہلے تو بتا تیرے ساتھ کیا بیتی؟

بلی نے ایک سرد آہ بھری اور کہا: ماما جی! کیا پوچھتے ہو، تمام جہان ہی مطلب پرست ہے۔ جب میں جوان تھی تو جٹی کے بھڑولے کے پاس چھاہی مار کے بہہ جاتی تھی۔ جب کبھی کوئی چوہا گندم خراب کرنے کے لئے باہر نکلتا تھا تو میں فوراً اُسے دبوچ کر مار دیتی تھی۔ اُس وقت جٹی بھی میری خوب خدمت کرتی تھی۔ اب میں بوڑھی ہو گئی ہوں، میرے ناخن جھڑ گئے اور دند بھی ہل گئے ہیں، میں چوہے پکڑنے کے قابل نہ رہی تو اُس جٹی نے مجھے دُم سے پکڑ کر گھسیٹ کر گھر سے باہر پھینک دیا۔

بلی کی کہانی سُن کر گدھے نے بھی اُس کو اپنی آپ بیتی سُنا کر اپنے گروہ میں شامل کر لیا۔ پھر تینوں مل کر جنگل کی طرف چلنے لگے۔ ابھی وہ کچھ ہی سفر کر پائے تھے کہ راستے میں اُنہیں ایک بوڑھا کتا مل جاتا ہے۔

اُس نے گدھے کو دیکھ کر کہا: ماما جی! کہاں جا رہے ہو؟

گدھے نے کہا: اے موتی! پہلے تو بتا تیرے ساتھ کیا بیتی، پھر میں بتاؤں گا۔

اُس بوڑھے کتے نے کہا: میں تمہیں کیا بتاؤں! اب کسی کا اعتبار نہیں رہا۔ جب میں جوان تھا، میری رگوں میں جوانی کا خون گردش کرتا تھا، میں اُن کے مال مویشیوں کے پاس ہوتا تو چوروں ڈاکوؤں سے اُن کی حفاظت کرتا تھا، جب کبھی گھر ہوتا تو گھر کی حفاظت کے لئے ساری ساری رات جاگ کر بھونکتا رہتا، اُس وقت میں اپنے مالکوں کی پیشانی کا جھومر تھا۔ میری خوب خدمت کرتے، میرے ساتھ بڑا پیار کرتے

Marfat.com

تھے۔اب میرے جوڑ ڈھیلے ہو گئے، ہڈیاں ماس چھوڑ گئیں۔اتنا کمزور ہو چکا ہوں کہ اب مجھ سے چلنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔وہی مالک جو میرے لئے گھی والی روٹیاں اور دودھ سے بھرے برتن تیار رکھتے تھے اب وہ مجھے سوکھے ٹکڑے کھلانے سے بھی مجبور ہیں۔میری خدمت کرنے کی بجائے اُنہوں نے مجھے ڈنڈے مار مار کر گھر سے باہر نکال دیا ہے،اس لئے اب میں یہاں آ بیٹھا ہوں۔

کتے کی کہانی سُن کر گدھے نے بھی اُس کو اپنی آپ بیتی سُنا کر اپنے گروہ میں شامل کر لیا۔پھر چاروں مل کر جنگل کی طرف چلنے لگے۔ چلتے چلتے اُنہوں نے آپس میں اکٹھے مل جل کر رہنے کا عہد کر لیا۔ جب وہ جنگل میں پہنچے تو اُنہیں ایک مکان دکھائی دیا۔سب نے سوچا اگر یہ مکان مل جائے تو باقی زندگی آسانی سے گزر جائے گی ۔پہل گدھے نے کی' اُس مکان کے دروازے کے قریب جا کر دو چار دولتے چاء مارے۔اُس مکان کے اندر چار چور لوٹا ہوا مال آپس میں تقسیم کر رہے تھے۔وہ آواز سُن کر دوڑ گئے۔اب مکان بلکل خالی دیکھ کر چاروں جانور بہت خوش ہوئے۔مکان میں داخل ہو گئے۔ جب رات ہوئی تو سب نے اپنی اپنی مرضی کی جگہ تلاش کر لی۔ گدھے نے اپنے سرہانے دیوا بال لیا اور پلنگ کے اُوپر جا لیٹا اور بڑے سکون سے کروٹیں بدلنے لگا۔ **مُرغ** مکان کی دیوار کے اوپر جا بیٹھا۔بلی چولہے کے قریب گرم گرم سواہ پر جا بیٹھی اور کُتا دروازے کی اوٹ میں جا کر بیٹھ گیا۔

کچھ دور جا کر چوروں نے آپس میں مشورہ کیا کہ مکان پر قبضہ کرنے والی آفت یعنی بلا کا پتہ کریں' ہمیں اُس کے بارے معلومات ہونی چاہیے،اُس کا منہ کیسا ہے، ہاتھ اور پیر کس طرح ہیں' وجود کتنا لمبا چوڑا ہے۔ جب تک ہمیں اُس کے بارے مکمل معلومات نہ ہو،ہم اُس کے ساتھ کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔

یہ مشورہ کر کے چاروں چور دوبارہ مکان کے اندر جا پہنچے۔گدھے کے کُراڑے

Marfat.com

مارنے کی وجہ سے چراغ بجھ چکا تھا۔ ایک چور سیدھا بڑے کمرے میں جا پہنچا' اندھیرے کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا' اس لئے وہ پلنگ کے اُوپر جا گرا۔ گدھا اچانک (اُبڑواہا) اُٹھا' پھر اُس نے خوب زور سے چور کی پسلی پر اپنی ٹانگ ماری۔ وہ چور مار کھا کر اُٹھتا گرتا دوڑ کر باہر نکل گیا۔

پہلے چور کی حالت دیکھ کر دوسرا چور کہنے لگا: آدمی کو اتنا بھی ڈرپوک نہیں ہونا چاہیئے، میں ابھی چراغ جلا کر سب کچھ سامنے لے آتا ہوں۔ اُسے چولہے میں بیٹھی بلی کی جگتی ہوئی آنکھیں ایسے لگیں جیسے آگ کے انگارے ہوتے ہیں۔ جب اُس نے آگ لینے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا تو بلی نے اُس کے ہاتھ بڑی مضبوطی سے پکڑ کر اُس کے بازو لہولہان کر دیئے' وہ بھی دوڑ کر باہر نکل گیا۔

اپنے دونوں ساتھیوں کا حشر دیکھ کر باقی دونوں چور بھی ہمت ہار گئے۔ وہ بھی ڈر کر جب بھاگنے لگے تو تیسرے چور کو کتے نے پکڑ کر اُس کی خوب مرمت کی' سارا جسم لہولہان کر دیا۔ چوتھے چور کی جب کوئی پیش نہ گئی تو وہ چھلانگ لگا کر دیورار پر چڑھ گیا اُسے آگے سے **مُرغ** نے پکڑ لیا۔ اُس کی آنکھوں میں ٹھونگے مار مار کر زخمی کر دیا۔ درد سے اُس کا بُرا حال ہو گیا۔ آخر وہ بھی وہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ اُن چوروں کے بھاگنے سے وہ مکان خالی ہو گیا۔ پھر یہ چاروں جانور وہاں پر سکون اپنی زندگی بسر کرنے لگے۔

Marfat.com

ماں اور بچے

کُک کُک کرتی مرغی آئی
بچے اپنے ساتھ وہ لائی
کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا
کوئی دبلا کوئی موٹا
کوئی سلیٹی کوئی کالا
رنگ کسی میں سرخ زیادہ
ماں پر بیٹھا کوئی پھدک کر
صاف کرے کوئی اپنے پر
ماں کے سر کو کوئی کھجائے
دُم سے کوئی پینگ چڑھائے
ماں کی دُم سے کوئی پھسلا
کوئی ماں کے پاؤں سے نکلا
جب بھی کوئی خطرہ پائے
سب کو پروں میں ماں ہی چھپائے
سن کر کُک کُک سارے بھاگے
کوئی پیچھے ' کوئی آگے
مرغی سب کے لاڈ لڈائے
باری باری دانہ کھلائے

Marfat.com

مرغی کی شرمندگی

ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ ایک بطخ دریا کے کنارے رہتی تھی۔ وہ تنہا تھی' کیونکہ اُس کا نر مر چکا تھا۔ وہ بیچاری ہمیشہ بیمار رہتی تھی۔ ایک دن اُس کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو وہ ڈاکٹر کے پاس گئی۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ تمہاری بیماری ایسی ہے کہ تم جلد مر جاؤ گی۔ اُسے یہ سن کر صدمہ ہوا' کیونکہ اُس کے پاس ایک انڈا تھا۔ اُسے ڈر لگا کہ اگر میں مر گئی تو میرے بچے کو کون سنبھالے گا' لہٰذا وہ اپنے سب دوستوں کے پاس گئی جو جنگل میں رہتے تھے۔ اُس نے اپنے دوستوں کو اپنی ساری کہانی سنائی' لیکن انہوں نے مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ بیچاری بطخ نے اُن کی کافی منتیں کیں کہ خدا کے لئے تم لوگ میرے مرنے کے بعد میرے بچے کو اپنا سایہ دینا۔ لیکن کسی نے اُس کی بات نہ مانی۔ بیچاری بطخ بھی کیا کرتی۔ اُس کے ذہن میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں اپنے بھائی مرغے کے پاس جاؤں' وہ ضرور میری مدد کرے گا۔ لہٰذا وہ مرغے کے پاس گئی اور اُسے سارا قصہ سنایا۔ ''مرغے بھائی! آپ میرے بچے کے ماموں جیسے ہو' پلیز! آپ ہی میرے بچے کو اپنا سایہ دینا''۔ مرغا بولا۔ ''میں تو تمہارے بچے کو رکھ لیتا ہوں' لیکن میری بیگم مرغی یہ بات نہیں مانے گی' لہٰذا مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا' لہٰذا تم مجھے معاف کر دینا''۔ بطخ اُدھر سے بھی مایوس ہو کر اپنے گھر واپس آ گئی اور سوچنا شروع کر دیا کہ اب کیا کیا جائے۔ اچانک اُس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی کہ مرغا اور مرغی دونوں انڈوں کی ٹوکری لے کر روزانہ دریا کے کنارے سیر کو جاتے ہیں' کیوں نہ میں یہ انڈا مرغی کے انڈوں کے ساتھ رکھ دوں۔ لہٰذا اُس کی یہ ترکیب کام آئی اور

Marfat.com

اُس نے موقع ڈھونڈ کر یہ کام انجام دے دیا اور خود جا کر ایک درخت کے کنارے بیٹھ گئی۔ اُس کے بعد بطخ بیچاری کی طبیعت خراب ہوئی اور وہ مرگئی۔ جب مرغی کے بچے انڈوں سے باہر نکلے تو اُن میں ایک بطخ کا بچہ بھی تھا۔ مرغا تو سب کچھ جان گیا تھا' لیکن اُس نے مرغی کو بتانا مناسب نہ سمجھا۔ مرغی نے کافی شورشرابہ کیا اور بولی ''میرے بچوں کے ساتھ بطخ کا بچہ نہیں رہے گا''۔ مرغے نے کافی سمجھایا' لیکن مرغی نے اُس کا کہنا نہ مانا۔ مرغی نے اپنے بچوں کو منع کر دیا کہ بطخ کے بچے سے کسی نے بات نہیں کرنی۔ سب نے مرغی کی بات مان لی' لیکن دو چوزوں نے اپنی امی کی بات نہ مانی اور جو خود کھاتے تھے' اپنے ساتھ اُس بطخ کے بچے کو بھی کھلاتے تھے۔ مرغی کو بطخ کے بچے سے سخت نفرت تھی' وہ اُسے دیکھنا پسند نہیں کرتی تھی۔ ایک دن مرغی کے ذہن میں خیال آیا کہ ہم سب مل کر دریا کے کنارے سیر کو جائیں گے' ہم سب واپس آجائیں گے اور بطخ کا بچہ دریا میں گر جائے گا' اِس طرح اس سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ وہ سیر کو نکلے۔ وہاں پہنچتے ہی ایک چوزہ دریا کے کنارے چلا گیا اور ڈوبنے لگا۔ یہ دیکھ کر مرغی زور زور سے چیخنے چلانے لگی۔ چونکہ بطخ کے بچے کو تیرنا آتا تھا' لہٰذا اُس نے فوراً دریا میں تیرنا شروع کر دیا اور اُس چوزے کو نکال کر باہر لے آیا۔ مرغی نے جب یہ دیکھا تو اُسے اپنے کئے پر کافی شرمندگی ہوئی اور اُس نے بطخ کے بچے سے معافی مانگ کر اُسے اپنا بیٹا بنالیا۔ اِس طرح وہ سب ہنسی خوشی رہنے لگے۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ برائی کا صلہ برائی میں اور اچھائی کا صلہ اچھائی میں دیتا ہے۔

(روزنامہ 'سما' :۱۲ جولائی ۲۰۱۱ء)

Marfat.com

مرغی اور بلی

میں نے پالی مرغی اور باجی نے پالی بلی۔ وہ کہتی تھیں میری بلی بہت خوبصورت ہے، سفید سفید اور نرم نرم جیسے روئی کا گالا۔ میں کہتا تھا جس کام کی یہ بلی خوبصورت ہے تو کیا ہوا، مگر ہے کس کام کی فائدہ تو کوئی اس کا ہے نہیں اُلٹا نقصان ہی پہنچائے گی۔ دودھ کھلا ہوا چھوڑ دیجئے تو پی جائے۔ سالن ڈھکنا بھول جایئے تو چٹ کر جائے۔ پڑوس میں چلی جائے تو بے چارے کبوتروں کی شامت۔

البتہ ہماری مرغی ہے کام کی۔ کھانے کے لئے انڈے دے گی۔ ان انڈوں پر بٹھا دیجئے تو درجنوں چُوں چُوں کرتے ہوئے گیندے کے پھول کی طرح کے چوزے پُھدکنے لگیں۔ جب وہ بڑھ جائیں تو چاہے اُن کا مرغ پلاؤ پکا لیجئے۔ چاہے یونہی بھون کر کھا لیجئے۔ اور اگر نہ بھی کھایئے تو یہی بہت سی مرغیاں انڈوں سے گھر بھر دیں۔ میں نے ایک دن کو حساب لگا کر بتایا کہ ایک مرغی سے آدمی لکھ پتی تک بن سکتا ہے۔ مگر وہ ہمیشہ منہ بنا کر کہتیں کہ گندا جانور ہے۔ سارے گھر میں بدتمیزی کرتا پھرتا ہے۔ اور میری بلی اس قدر شفاف رہتی ہے کہ اُس کی صفائی سے ہم انسانوں کو سبق سیکھنا چاہئے۔ پھر اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ گھر میں چوہے نہیں رہنے پاتے۔

میں نے اُبکائی لے کر کہا'' آخ تھو'' چوہے۔ بڑی صفائی پسند ہے آپ کی بلی چوہے کھاتی ہے نامراد۔

باجی نے برا مان کر کہا'' خبردار جو میری بلی کو نامراد کہا۔ نامراد ہو گی تمہاری مرغی''۔ اپنی مرغی کے لئے نامراد کا لفظ میں بھی نہیں سن سکتا تھا۔ میں نے غصے میں کہا''

Marfat.com

آپ کی بلی نامراد اُس کے سگے سوتیلے نامراد"۔

باجی نے مُٹھیاں بھینچ کر کہا" نامراد تیری مرغی اُس کا باپ نامراد۔ اُس کی ماں نامراد"۔

میں نے غصے میں کہا۔

اللہ کرے مرجائے آپ کی بلی۔

باجی نے کہا" مرے تیری مرغی۔ آدھی رات کو اُس کا جنازہ نکلے"۔

اور میں نے سچ مچ پورا منہ کھول کر رونا شروع کر دیا۔ بھیں... بھیں... بھیں

امی جان اور ابا جان دونوں تاش کھیل رہے تھے' وہ دوڑے پتے ہاتھ میں لئے ہوئے۔ اور اب تحقیقات شروع کر دی کہ کس نے ننھے کو مارا۔

باجی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ اس نے میری بلی کو کہا تھا۔ کہ" اللہ کرے مر جائے تیری بلی"۔ میں نے روتے ہوئے کہا" انہوں نے کہا کہ تیری مرغی کا جنازہ نکلے"۔

ابا جان نے حیرت سے امی جان کا منہ دیکھتے ہوئے کہا۔" یہ کوسنا ان کو کس نے سکھایا؟"

امی جان نے کہا" محلے کے بچوں سے یہی بے ہودہ باتیں سیکھتے ہیں۔ کل سے ان کا محلے کے بچوں سے کھیلنا بند"۔

اور اسی وقت میری مرغی کی آواز آئی کٹ کٹ' کٹاک کٹاک

امی جان دوڑیں" بلی بلی" کرتی ہوئی۔

اور جب ہم باہر پہنچے تو باجی کی بلی چٹخارے بھر رہی تھی۔ اور میری مرغی جنت کو سدھار چکی تھی۔ باجی کی دعا قبول ہوگئی۔ مگر خدا کے یہاں دیر ہے۔ اندھیر نہیں۔ دیکھتا ہوں باجی کی یہ بلی کب تک زندہ رہتی ہے۔

پھول: ۱۳۰ ازغلام عباس مطبوعہ ترقی اردو بورڈ کراچی

Marfat.com

چین کے مرغ

چین کی مرغیاں اور مرغے بطخ سے بھی زیادہ بڑے ہوتے ہیں۔ مرغیوں کے انڈے بھی چین میں بطخ کے انڈوں سے بڑے ہوتے ہیں۔ لیکن وہاں کی بطخ چھوٹی ہوتی ہے۔ میں نے ایک مرغی خریدی اور اُس کو پکانا چاہا تو دیگچی میں اس کی گنجائش نہ ہوئی، آخر دو دیگچیوں میں پکایا۔ مرغا شتر مرغ کے برابر ہوتا ہے اور اکثر اُس کے پر نوچے ہوئے ہوتے ہیں تو سرخ سرخ گوشت کا بوٹا معلوم ہوتا ہے۔ چینی مرغا اوّل ہی اوّل میں نے ''کولم'' کے شہر میں دیکھا تھا۔ میں نے اس کو شتر مرغ کا بچہ خیال کیا تھا اور یہ سن کر کہ وہ مرغا ہے، میں نے کمال تعجب کیا۔ میرے دوست نے کہا کہ چین میں اس سے بھی بڑا ہوتا ہے۔ جب میں چین میں پہنچا تو اُس کی بات کی تصدیق ہوگئی۔

(سفر نامہ ابن بطوطہ: ۴۵۹ مترجم)

Marfat.com

ابوالحسن ہمدانی کی مرغی

بلکہ بزرگوں کے مزاج کے خلاف کوئی کام کرنا بھی بڑی بڑی مصیبتوں کا پیش خیمہ ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ ابوالحسن ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ آپ ایک مرتبہ خواجہ جعفر خالدی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گئے اور گھر میں یہ کہہ گے تھے کہ میرے لئے تنور میں مرغی بھون کر تیار رکھی جائے۔ حضرت خواجہ جعفر خالدی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو حکم دیا کہ تم رات میرے یہاں بسر کرو مگر ان کا دل چونکہ مرغی میں لگا ہوا تھا اس لئے کوئی خوبصورت بہانا کر کے یہ اپنے گھر روانہ ہو گئے۔ حضرت خواجہ جعفر خالدی رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر اس کا ملال گزرا۔ اس کی نحوست کا یہ اثر ہوا کہ جب خواجہ ابوالحسن ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ دسترخوان پر مرغی کھانے کے لئے بیٹھے اور ذراسی غفلت ہوئی تو ایک کتا گھر آ گیا اور مرغی لے کر بھاگا اور اُس کو ایک گندی نالی میں ڈال دیا۔ حضرت خواجہ ابوالحسن ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جب صبح کو حضرت خواجہ جعفر خالدی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اُن کو دیکھتے ہی فرمایا: جو مشائخ کرام کی قلبی خواہش کا احترام نہیں کرتا اس پر اسی طرح ایک کتا مسلط کر دیا جاتا ہے جو اُس کو ایذا دیتا ہے' یہ سن کر خواجہ ابوالحسن ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ شرم وندامت سے پانی پانی ہو گئے۔ ﴿عجائب القرآن: ۷۵﴾

Marfat.com

غلطی کا احساس

ایک گاؤں میں ایک بطخ رہتی تھی، بہت سیدھی سادی، بہت بھولی بھالی۔ ایک دن نہانے کے بعد وہ تالاب سے نکلی اور کنارے آ کر بدن سکھانے لگی۔ بدن کا پانی جھٹکنے کے لیے بے خیالی میں پر پھڑ پھڑاتے ہوئے ایک کانٹے دار جھاڑی میں اس کے پر الجھ گئے۔ اتفاق سے جھاڑی کے کانٹے اتنے نوکیلے اور ٹیڑھے تھے کہ پر چھڑانے کی کوشش میں اُس کا تمام بدن کانٹوں میں بندھ گیا اور وہ بالکل بے بس ہو کر امداد طلب نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگی۔ اسی وقت چند مرغیاں ٹہلتے اور دانہ چگتی ہوئی وہاں پہنچ گئیں۔ اُن کو دیکھ کر بطخ بڑی عاجزی سے بولی۔ ''بہنو، میں اس جھاڑی کے عذاب میں بری طرح پھنس گئی ہوں کہ خود سے نکل نہیں سکتی۔ خدا کے لیے مجھے اس عذاب سے نکال دو۔'' اُن میں سے ایک مرغی کو بطخ کی اس بیچارگی پر بہت ہی ترس آیا اور وہ اپنی تمام ساتھیوں کو امداد دینے والی نظروں سے دیکھنے لگی لیکن وہ تمام کی تمام مغرور قسم کی مرغیاں تھیں۔ بطخ کی التجا سن کر اور سفید مرغی کا مطلب سمجھ کر برے برے منہ بنانے لگیں۔ ''جا، جا..... تو ہم سے نہیں تو پھر ہماری بہن کیسے ہوئی؟'' ایک بڑی حقارت سے بولی۔ بیوقوف نہیں تو۔'' خوامخواہ ہمیں آوازیں دے کر ہماری ساری تفریح اور مزہ خراب کر دیا۔ دوسری مرغی نے اپنی بھدی چونچ کو غرور سے جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ سفید مرغی کو اپنی ساتھیوں کی بے رحمی پر بہت غصہ آیا اور وہ سب کو روکتے ہوئے بڑی عاجزی سے بولی۔ ''بہنو! اس کی جان خطرے میں ہے اس وقت ہم بہت ساری ہیں بڑی آسانی سے اس کی جان بچا سکتی ہیں''۔ انہوں نے کہا: اری... یہ نہ اپنی برادری کی ہے، نہ کچھ اور...... بھلا اس کی مدد کر کے ہمیں کیا ملے گا؟''

Marfat.com

سفید مرغی نے غصے میں جواب دیا: ''ٹھیک ہے، یہ ہماری برادری کی نہیں، لیکن ہماری ہی طرح خدا کی مخلوق ہے''۔ سفید مرغی کی کھری کھری باتیں سن کر سب کے منہ بند ہو گئے اور وہ چلی گئیں۔ انہیں جاتا دیکھ کر سفید مرغی دوڑی دوڑی بطخ کے پاس آئی۔ کچھ دلاسے دیئے اور جلدی جلدی چونچ اور پنجے دبا کر اُسے آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ اِس جدوجہد میں وہ خود بھی بری طرح زخمی ہو گئی، پر ہمت نہیں ہاری اور اُسے آزاد کروانے میں کامیاب ہو گئی۔ بطخ نے پہلے خدا کا اور پھر مرغی کا شکریہ ادا کیا۔ کچھ دنوں بعد اسی گاؤں میں سیلاب آ گیا اور سارے گاؤں میں افراتفری مچ گئی۔ دوسرے جانداروں کی طرح مرغیوں میں بھی بھگدڑ مچ گئی، جن میں وہ سب مغرور قسم کی مرغیاں اور سفید مرغی بھی شامل تھی۔ جان بچانے کا کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آیا تو وہ پھڑ پھڑاتی ہوئی ایک درخت پر پہنچ گئیں۔ ننھی سی جانیں ہر جانب پانی دیکھ کر گھبرا گئیں اور اس پانی میں انہیں چاروں طرف اپنی موت ناچتی نظر آنے لگی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہی بطخ تیرتی ہوئی سفید مرغی کے قریب آئی اور اس کی خیریت پوچھی پھر دوسری تمام مغرور مرغیوں سے بھی کہا کہ ''بہنو! گھبراؤ نہیں''۔ اس کے بعد بطخ نے اپنی سہیلیوں کو آواز دی، جنہوں نے ساری مرغیوں کو اپنی پیٹھ پر سوار کیا اور خشکی پر چھوڑ دیا۔ خشکی پر پہنچتے ہی سب مرغیوں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر بطخ کے آگے شرمندہ و ندامت سے سر جھکا کر اپنے ناروا سلوک کی معافی مانگنے لگیں۔ مرغیوں کی جان بچانے کی جدوجہد میں بطخ بری طرح ہانپ رہی تھی۔ اس کا جوڑ جوڑ رو رد کر رہا تھا۔ اس نے بڑے پیار سے کہا۔ ''بہنوں! مجھ سے معافی مانگ کر مجھے شرمندہ اور گنہگار مت کرو۔ اپنی غلطی کا احساس ہو جانا ہی سب سے بڑی سزا اور معافی ہے۔ بس، آئندہ اتنا یاد رکھنا کہ ''مصیبت کے وقت کسی مجبور و بے بس کے کام آنا سب سے عظیم خدمت و عبادت ہے''۔ ﴿روزنامہ سما ۲۶ جولائی ۲۰۱۱ء﴾

Marfat.com

مرغی کا بچہ اور جنگ بسوس

زمانہ جاہلیت میں ایک جنگ چھڑی اور چالیس سال تک مسلسل قتل وغارت کے مراحل سے گزرتی رہی اسے کتابوں میں جنگ بسوس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک شخص کی مرغی کا بچہ تھا جو دوسرے کے کھیت میں داخل ہو گیا اب وہ داخل ہوا تو جو چھوٹے پودے تھے وہ خراب کر دیئے' کھیت والے کو جب پتہ چلا کہ فلاں کی مرغی کا بچہ ہے اور اس نے میرے کھیت خراب کر دیئے ہیں تو جنگ چھڑ گئی' پہلے تو زبان سے سلسلہ چلا پھر دونوں طرف خاندان کے افراد پہنچ گئے' دونوں طرف سے پہلے ڈنڈے نکال لئے' پھر تلواروں تک نوبت آ گئی حتیٰ کہ صورتحال یہ بنی کہ اگر کوئی باپ دنیا سے جاتا تو بیٹے کو یہ وصیت کر کے جاتا ہے کہ سب کام کرنا لیکن میرے قاتلوں کا بدلہ ضرور لینا' ایک مرغی کے بچے سے شروع ہونے والی لڑائی چالیس سال تک قتل وغارت کا شکار رہی' قرآن کہتا ہے کہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو لہو ولعب سے بچاتا رہے۔ ﴿ماہنامہ ھدیٰ للناس: ۲۴﴾

لنگڑے چوزے کی بھوک ہڑتال

بانو دیہات کی رہنے والی تھی۔ اُسے شروع دن ہی سے مرغیاں پالنے کا بہت شوق تھا۔ وہ مرغیوں کی خوراک اور پانی کا خوب خیال رکھتی اور اُن سے بڑا پیار کرتی۔ سکول سے واپس آ کر وہ پہلے اپنی مرغیوں کی دیکھ بھال کرتی، پھر جا کر سکون سے کھانا تناول کرتی۔ دیہات سے میٹرک کرنے کے بعد اُسے مزید زیورِ تعلیم سے آراستہ ہونے کے لیے شہر کا رُخ کرنا پڑا۔ کالج کی دیواروں میں آ کر بھی اُس نے مرغیوں سے ناطہ نہ توڑا، بلکہ ہوسٹل کی بالکونی میں ڈربہ بنوا کر مرغیوں کو بڑے احسن طریقے سے رکھا۔

اُس نے ایک پیلے رنگ کا مرغ بھی پال رکھا تھا۔ جو علی الصبح بانگ دیتا، بانو فوراً جاگ اُٹھتی اور اللہ کے حضور سربسجود ہوتی۔ بانو نے مرغبانی کے شوق کو حصولِ تعلیم میں باعث رکاوٹ نہ بننے دیا۔ وہ ذہین وفطین لڑکی تھی۔ دن رات محنت اور لگن سے پڑھائی کر کے ایم اے نفسیات کی ڈگری حاصل کرنے میں کامیاب وکامران ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم کی وجہ سے اُس کی شادی ایک بہت بڑے آفیسر سے ہوگئی۔ بانو کو مقامی کالج میں لیکچرار کی سیٹ مل گئی۔ اب اُس کی توجہ مرغیوں سے قدرے ہٹ گئی۔

دو مرغیوں کے تین درجن چوزے چوں چوں کرتے تو عجب سماں پیدا ہوتا۔ افسوس دونوں مرغیاں عدم اتفاق کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ ایک روز مہتاب نے سفید مرغی کے چوزے کے بلا مار کر مار دیا۔ جس پر سرخ مرغی نے بجائے افسوس کرنے

Marfat.com

کے خوشی کا اظہار کیا۔ اگلے روز علی نے سرخ مرغی کے چوزے کا سر پھوڑ دیا۔ ابتدائی طبی امداد دینے کے باوجود چوزہ جانبر نہ ہوسکا اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔ مرغیوں کی نا اتفاقی چوزوں کو موت کے منہ میں دھکیل رہی تھی۔ بانو کی گوناگوں مصروفیات مہتاب کی دیکھ بھال کے آڑے آئی۔ اُسے خبر نہیں تھی کہ اُس کا لاڈلا کیا گل کھلا رہا ہے۔ ''گھر کی مرغی دال برابر'' والے محاورے کو مہتاب اپنے پیٹ سے عملی جامعہ پہنا رہا تھا۔ چوزوں کی تعداد دن بدن کم ہوتی جا رہی تھی۔ ایک روز مہتاب نے سرخ مرغی کے ایک جواں سال چوزے کو پکڑ کر دیوار سے دے مارا۔ جس سے اُس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور وہ لنگڑا کر چلنے لگا۔ چوزہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ساتھ والی کوٹھی میں چلا گیا۔ وہاں چار بڑے موٹے تازے مرغ رہتے تھے۔ لنگڑے چوزے نے مرغوں کو اپنی داستانِ غم سنائی اور مہتاب اور مہتاب کے ناروا سلوک کا بدلہ چکانے تک بھوک ہڑتال کی دھمکی دی۔ چاروں مرغوں کا خون کھولنے لگا۔ انہیں اپنا بچپن یاد آ گیا۔ چاروں مرغ لنگڑے چوزے کے ساتھ اُن کے گھر گئے۔ مہتاب ہاکی پکڑے باقی ماندہ چوزوں پر حملہ آور ہونا ہی چاہتا تھا کہ چاروں مرغوں نے ککڑوں کڑوں کرتے ہوئے مہتاب کو ٹھونگے مارنے شروع کر دیئے۔ جس سے مہتاب ادھ موا ہو گیا۔ مرغوں نے دونوں مرغیوں کی آپس میں صلح کروا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد مہتاب ہوش میں آیا، تو اُس نے ابو کو ٹیلی فون کیا اور مرغوں کی شکایت کی، مہتاب کے ابو معاملہ کی تہہ تک پہنچے بغیر آفس سے آ کر چھری کو پتھر پر تیز کرنے لگے۔ لنگڑے چوزے نے معاملہ بھانپتے ہوئے فوراً گھر کے پالتو طوطے سے رابطہ قائم کیا اور ساری صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ طوطے نے ٹیں ٹیں کرتے ہوئے لنگڑے چوزے سے اظہارِ ہمدردی کیا اور مہتاب کے ابو کے پاس جا کر مہتاب کی زیادتیوں کا تذکرہ کیا۔

طوطے نے مہتاب کے ابا جان کو لنگڑے چوزے کی بھوک ہڑتال کا بھی بتایا۔

Marfat.com

جس پر مہتاب کے ابو کا دل پسیج گیا اور اُس نے لنگڑے چوزے کو ہاتھ پر بٹھا کر خوب پیار کیا۔ اتنے میں مہتاب کی ممی بانو کالج سے لوٹ آئیں۔ اُس نے مجمع خلافِ قانون کی وجہ دریافت کی تو مہتاب کے ابو نے بانو کو ساری سٹوری سنائی۔

بانو نے لنگڑے چوزے کو سینے سے لگا کر مہتاب کے کان کھینچے۔ لنگڑے چوزے کو لنگڑے آم پیش کئے گئے۔ تا کہ وہ اپنی بھوک ہڑتال ختم کر سکے۔ لنگڑے چوزے نے کہا: میں لنگڑے آم نہیں کھاؤں گا۔ کیونکہ یہ میرے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ آم بھی لنگڑے ہوتے ہیں بھلا؟ طوطے نے کہا: چوزے بھیا! لنگڑے آم بازار سے عام مل جاتے ہیں، یہ آپ سے مذاق نہیں، بلکہ یہ آموں کی ایک عمدہ قسم ہے۔ ربِ جلیل کی نعمت ہے۔ لنگڑے چوزے نے لنگڑے آم کا تھوڑا سا حصہ کھا کر موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے طوطے سے مطالبہ کر دیا کہ میاں مٹھو تھوڑی سی چوری بھی دے دو۔ جس پر طوطے کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ طوطے نے نیم دلانہ چوری چوزے کے منہ میں ڈال دی۔

بانو نے مہتاب سے کہا۔ بیٹے آیوڈیکس لا کر چوزے کی ٹانگ کو مالش کرو۔ مہتاب کو رنش بجالایا۔ مہتاب کی امی اور ابو آئندہ مہتاب کی سرگرمیوں پر نظر رکھنے لگے اور طوطے کے ساتھ مرغیوں اور چوزوں کو بھی وقت دینا شروع کر دیا۔

(کتاب ''علی اور شیر کی خالہ'': ۱۲)

Marfat.com

بطخ کا بچہ مرغی نے پالا

بطخ بڑی پریشانی کے عالم میں اِدھر سے اُدھر پھر رہی تھی۔ اس سے ٹھیک طرح چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔ وہ سخت بیمار تھی اور اب اُسے اپنے بچنے کی کوئی اُمید نظر نہیں آتی تھی۔ اس کی پریشانی کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے بیس دن تک اپنے انڈے کو ''سیا'' تھا اور اب عنقریب اس میں سے بچہ نمودار ہونے والا تھا۔ بطخ کو یہ فکر لاحق ہوگئی تھی کہ اگر وہ مرگئی تو اس کے بچے کا وارث کون ہوگا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کا بچہ لاوارث ہو۔ وہ اسی لئے اِدھر سے اُدھر پھر رہی تھی کہ کوئی اُس کے انڈے کو گود لے لے اور اس سے پیدا ہونے والے بچے کی صحیح طور پر نگہداشت کرے۔ ایسے میں اس کی نظر مینڈک پر پڑی جو خشکی پر بیٹھا ٹرا رہا تھا۔ بطخ اس کے پاس پہنچی۔

''سلام' مینڈک بھیا!'' اس نے کہا۔

''سلام بی بطخی...... ٹرٹرٹر......'' مینڈک نے جواباً ٹرٹراتے ہوئے کہا۔

''بھیا' میں ایک بہت مشکل میں پھنس گئی ہوں۔ مجھے آپ کی مدد درکار ہے'' بطخ نے بات کا آغاز کیا۔

''ہاں لو' آئیں نہ جانے کہاں سے مطلبی۔ مجھے آپ کی مدد درکار ہے''۔ مینڈکی جو کہیں قریب ہی پانی میں تھی' بطخ کی آواز سُن کر وہاں آگئی اور بطخ کی نقل اُتارتے ہوئے بولی۔ مینڈک اور بطخ میں نوک جھونک اسی طرح چلتی رہتی تھی۔

''اچھا تو بی مینڈک کو بھی زکام ہوگیا۔'' بطخ نے حسب عادت اسے چھیڑا۔

Marfat.com

''اب تو کوئی اور بات سیکھ لو۔ یہ بہت پرانی بات ہوگئی۔ مجھے تو کبھی زکام ہوا ہی نہیں۔''

''اگر تم اپنی ٹرٹر کچھ دیر کے لئے بند کرو تو میں کچھ کہوں۔ نہ جانے پھر وقت مجھے مہلت دے یا نہ''۔

''کیوں سوچو ہے کھا کر بلی حج کو چلی ہے کیا؟'' مینڈک بولی۔

''نہ تو میں بلی ہوں اور نہ ہی حج کو جا رہی ہوں۔'' بطخ بولی۔

''تو کیا دریائے نیل جا رہی ہو''۔

''ہر بات کو مذاق میں مت اڑاؤ۔ میں اس وقت بہت سنجیدہ ہوں۔'' بطخ بولی۔

''اچھا تو پھر کچھ بولو بھی''۔ مینڈک بولا۔

''بات یہ ہے کہ مینڈک بھیا کہ میں کافی عرصے سے بیمار چلی آ رہی ہوں۔ میرا علاج مگرمچھ کر رہے تھے۔ کافی عرصے تک انہوں نے باریک بینی سے میرا علاج کیا۔ علاج کا آخری دن برسوں تھا۔ مگرمچھ نے کہا تھا کہ اگر آخری خوراک سے میں ٹھیک ہوگئی تو بہتر ہے ورنہ اس دوائی کے اُلٹے اثر کے تحت میں دو دن کے اندر اندر مر جاؤں گی۔ آخری خوراک تک مجھے فائدہ نہ ہوا بلکہ طبیعت مزید خراب ہوتی چلی گئی اور اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں چند منٹوں سے زیادہ نہ جی سکوں گی۔''

''کیسی باتیں کرتی ہو بی بطخی بھلا کوئی کسی کے کہنے سے بھی مرا ہے''۔ مینڈک بولا۔ ''زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے''۔

''آپ کی بات بجا ہے مینڈک بھیا! موت خدا کے ہاتھ میں ضرور ہے لیکن معالج اندازہ ضرور لگا سکتا ہے اور پھر میری موت کی اہم وجہ یہ بھی تو ہے کہ مجھے دوائی ہی ایسی دی گئی ہے جو اگر کسی کو فائدہ پہنچا دے تو زندگی ورنہ موت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔''

Marfat.com

''اچھا تو اب تم اپنی موت سے پہلے یہ وصیت کرنے آئی ہو کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری آنکھیں کسی اندھی بطخ کو عطیے کے طور پر دے دی جائیں''۔ مینڈکی اس وقت بھی باز نہ آئی۔

''توبہ ہے تم سے تو کچھ دیکھ کر بات کیا کرو''۔ بطخ نے غصے سے مینڈکی کو جھاڑا۔

''ہاں بیگم' ذرا بھی بطخ کی بات تسلی سے سن لو۔'' مینڈک نے بھی مینڈکی کو سمجھایا۔

''اچھا تو بھی بطخ' اپنا مسئلہ بیان کریں۔'' مینڈکی بولی۔

''بات دراصل یہ ہے کہ میں تو موت کے بے حد نزدیک ہوں جب کہ میں ایک انڈا ''سی'' چکی ہوں اس میں سے عنقریب بچہ نکلنے والا ہے اور میں نہیں چاہتی کہ میرا بچہ اکیلا دردر کی ٹھوکریں کھاتا پھرے اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ میرے بچے کو آپ اپنی سرپرستی میں لے لیں تو مجھ پر احسان ہوگا۔''

''کیا کہہ رہی ہو بی بطخی؟'' مینڈکی نے کہا۔

''یہ نہیں ہوسکتا بطخ بہن۔'' مینڈک نے بڑی رنجیدہ صورت بناتے ہوئے کہا۔

''مگر کیوں؟ کیا میرے بچے جانور کے بچے نہیں؟ کیا میرے بچے اتنے برے ہوتے ہیں کہ.........'' اس سے پہلے کہ بطخ کچھ اور کہتی مینڈک اور مینڈکی نے بغیر دعا سلام کے پانی میں چھلانگ لگا دی اور بطخ حسرت اور مایوسی سے انہیں جاتے ہوئے دیکھتی رہ گئی۔

کچھ دیر بعد وہ آگے بڑھی۔ چند قدم کے فاصلے پر کچھوا اُلٹا پڑا تھا اور اب سیدھا ہونے کے لئے تگ ودو کر رہا تھا بطخ نے جب یہ دیکھا تو وہ رہ نہ سکی اور کچھوے کو سیدھا کر دیا۔

''شکریہ بی بطخ' جو آپ نے مجھے اس مشکل سے نجات دلائی ورنہ جب کبھی میں

Marfat.com

اُلٹ جاتا ہوں تو دو دو گھنٹے کی کوشش کے بعد سیدھا ہو پاتا ہوں۔"

"نہیں کچھوے بھیا! اس میں شکریے کی کیا بات ہے۔ یہ تو میرا اخلاقی فرض تھا۔اور سنائیں کچھوے بھائی' آپ ٹھیک تو ہیں؟" بطخ نے پوچھا۔

"میں تو بالکل ٹھیک ہوں آپ اپنی سنائیں۔" کچھوے نے کہا۔

"ارے میں تو......" یہ کہہ کر بطخ نے ساری کہانی کچھوے کو کہہ سنائی اور آخر میں بولی: "اب میں چاہتی ہوں کہ آپ اس انڈے سے نکلنے والے بچے کو پال پوسیں"۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر بطخ بی' لیکن کیا کروں۔ میں تو خود بے حد مجبور ہوں جب بھی الٹ جاتا ہوں تو اپنے آپ کو سیدھا نہیں کر پاتا تو تمہارے بچے کو میں کس طرح سنبھالوں گا۔" کچھوے نے اپنی مجبوری بیان کی۔

"تو کیا میں اسے تمہارا انکار سمجھ لوں"۔بطخ انتہائی مایوسانہ انداز میں بولی۔

"اور سمجھا بھی کیا جا سکتا ہے؟" کچھوے نے بھی صاف جواب دیا۔بطخ کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اب مری کہ مری۔لیکن اس کے ہونے والے بچے کے مستقبل کے بارے میں ابھی تک کچھ نہ ہو سکتا تھا۔شاید اس کی جان اپنے بچے ہی میں اٹکی ہوئی تھی۔اس نے دو ایک اور جانوروں سے بھی التجا کی کہ وہ اس کے بچے پال لیں مگر کسی نے بھی ہامی نہ بھری آخر جب اسے سب کی طرف جواب مل گیا تو وہ سوچنے لگی کہ کیا کیا جائے؟ آخر اس کے ذہن میں ایک ترکیب آ ہی گئی۔ابھی کچھ دیر بعد مرغا اور مرغی دریا کنارے ٹہلنے کے لئے آنے والے تھے۔ وہ اپنے چوزوں کو ٹرالی میں لے کر آتے تھے۔اس میں ان کے انڈے بھی رکھے رہتے تھے۔ چوزے بھی نکل کر ادھر ادھر کھیلنے لگ جاتے تھے جب کہ ٹرالی میں مرغی کہ انڈے پڑے رہتے تھے۔بطخ نے فیصلہ کیا کہ وہ چپکے سے اپنا انڈا ان انڈوں کے ساتھ شامل کر دے گی اور اس طرح جب بچہ نکل آئے گا تو وہ لوگ کچھ حیرت اور تعجب کے بعد اسے پال ہی لیں گے۔بطخ دل ہی دل

Marfat.com

میں خوش ہوگئی کہ وہ اب سکون کے ساتھ مر سکے گی۔

کچھ ہی دیر میں مرغا اور مرغی ٹرالی چلاتے ہوئے دریا کنارے آ پہنچے۔ جیسے ہی ٹرالی رکی چوزے نکل کر ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ مرغا اور مرغی بھی ایک طرف چل دیئے۔ بطخ نے جیسے ہی موقع دیکھا وہ دوڑتی ہوئی ٹرالی کے پاس گئی اور باقی ماندہ انڈوں کے ساتھ اپنا انڈا اس میں ملا دیا۔ اب اسے اپنی سانس اکھڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ فوراً دریا کے کنارے گئی اور دریا میں کود گئی۔ چند ہی لمحوں بعد وہ مر گئی۔

مرغا اور مرغی دریا کے کنارے ٹہل چکے تو واپس اپنی ٹرالی کے طرف آ گئے۔ مرغے نے بچوں کو آواز لگائی۔ تینوں بچے دوڑتے ہوئے آئے اور ٹرالی میں گھس گئے۔ یہ لوگ واپس اپنے گھر کو پہنچ گئے۔ رات کو مرغی اپنے بچوں کے ساتھ ٹرالی میں آ کر سو گئی۔ صبح جب مرغا اپنے بچوں اور مرغی کو جگانے پہنچا تو وہ حیران رہ گیا۔

''نیک بخت جلدی اُٹھو۔'' مرغے نے مرغی کو بری طرح جھنجوڑ دیا۔

''سرتاج' یہ آج آپ کو کیا ہوگیا ہے۔ اس سے پہلے تو کبھی آپ نے اس طرح جھنجوڑ کر نہیں اُٹھایا۔'' مرغی نے پوچھا۔

''بات ہی ایسی عجیب ہے''۔ مرغا بدستور حیران تھا۔

''کیا ہوا؟''

''بیگم ذرا اپنی ٹرالی پر ایک نظر ڈالو''۔ مرغے کی یہ بات سن کر مرغی نے فوراً اپنی ٹرالی پر نظر ڈالی تو وہ حیران رہ گئی۔ وہاں اس کے تین بچوں کے ساتھ بطخ کا بچہ بھی موجود تھا۔

''بیگم' کیا اب ہمارے ہاں چوزوں کے بجائے بطخ کے بچے بھی ہوا کریں گے''۔

''نہیں سرتاج' یہ بچہ ہمارے کسی انڈے سے نہیں ہوا۔ یقیناً یہ کسی اور نے ہماری

Marfat.com

ٹرالی میں ڈالا ہوگا۔ ہم اس بچے کو پالیں گے۔ کتنا خوبصورت ہے'' یہ مرغی نے کہا۔

'' کیا کہہ رہی ہو بیگم' ہم اپنے چوزوں کی محبت میں کسی اور کو شریک نہیں کر سکتے۔ ہم کسی اور کے بچے کو نہیں پالیں گے''۔ مرغے نے غصے سے کہا اور اپنی چونچ سے بطخ کے بچے کو اُٹھا کر ٹرالی سے باہر پھینک دیا۔

'' ہائے کیا ظلم کرتے ہیں آپ اس معصوم بچے پر''۔

'' یہ ظلم نہیں ہے' ہم اپنے بچے پالیں یا کسی اور کے بچوں کی رکھوالی کرتے پھریں''۔ اس عرصے میں بچہ معصوم شکل بنائے مرغے کے پاس پہنچا۔ مرغے نے پھر غصے سے اُسے چونچ میں اُٹھا کر دور پھینک دیا۔ اس کے بعد وہ دانہ چگنے کے لئے آگے بڑھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد بطخ کا بچہ وہاں روتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گیا۔

'' ابا' مجھے اپنے ساتھ رکھ لو میرا اِس دُنیا میں کوئی نہیں ہے''۔ وہ بدستور رو رہا تھا۔

'' میں تمہارا ابا نہیں ہوں۔ چلو بھاگو یہاں سے اور دریا میں جا کر رہو''۔ مرغا چیخا۔

'' مجھ غریب پر ظلم نہ کریں'' بطخ کا بچہ گڑ گڑایا۔

'' ابے چل ظلم کے بچے۔ جا دفعہ ہو یہاں سے''۔ اور ایک بار پھر مرغے نے اسے دور دھکیل دیا۔ وہ معصوم انداز میں روتا ہوا ایک طرف کو چل دیا۔ ایک طرف تینوں چوزے کھیل رہے تھے۔ ایک چوزہ اس کے پاس آ گیا۔

'' بھائی' تم کیوں رو رہے ہو؟'' وہ بولا۔

'' ہم تمہاری سفا......'' اس چوزے کے یہ جملے ادھورے رہ گئے کیونکہ اس نے اپنے دونوں بھائیوں کی چیخوں کی آواز سنی تھی۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا وہ دونوں کھیلتے ہوئے ایک قریبی جوہڑ میں گر گئے تھے اور اب مدد کے لئے چلا رہے تھے۔ '' بچاؤ' بچاؤ!'' چیخوں کی آواز سن کر مرغا اور مرغی بھی دوڑتے ہوئے وہیں آ گئے۔

Marfat.com

''احمق! تمہیں کتنی دفعہ منع کیا تھا کہ یہاں کھیلنے مت آیا کرو مگر تم نہیں مانے' اب دیکھ لیا انجام۔ مرغا غصے سے چلایا۔ اب وہ بھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ بطخ کا بچہ جوہڑ میں کود گیا۔ تھوڑی دیر میں اُس نے دونوں چوزوں کو باری باری باہر لا نکالا۔ مرغے نے خوشی سے اپنے بچوں کو چومنا شروع کر دیا۔ پھر مرغے نے جیسے ہی بطخ کے بچے کی طرف دیکھا وہ ایک طرف چل پڑا' اُسے خطرہ تھا کہ کہیں مرغا اُسے پھر نہ مارے۔

''ٹھہرو بچے!'' مرغا اچانک چلایا''۔ تم کہیں نہیں جاؤ گے' ہمارے ساتھ رہو گے' تم ہمارے بچے ہو''۔ بطخ کے بچے نے مرغے کے دو بچوں کو مرنے سے بچا کر اُن پر احسان کیا تھا اس لئے سب بطخ کے بچے سے پیار کرنے لگے اور یوں بطخ کی خواہش پوری ہوگئی کہ کوئی اُس کے ہونے والے بچے کو صحیح طور سے پال پوس سکے۔

﴿کتاب بطخ کا بچہ صفحہ نمبر ۳﴾

Marfat.com

ککڑ تے جوں

ایک تھا (مرغ) اور ایک تھی جوں۔ ایک دِن ککڑ نے جوں سے کہا۔
''جوئیں، جوئیں! پراٹھے پکالو، آج ہم جنگل کی سیر کو چلیں گے۔'' جوں نے سات پراٹھے اپنے لیے اور سات پراٹھے ککڑ کے لیے پکا لیے۔ وہ دونوں جنگل کی سیر کے لیے چل پڑے۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جوں رُک گئی۔ بولی: ''ککڑا ککڑا! مجھے بھوک لگی ہے''۔

ککڑ بولا۔ ''تم اپنے سات پراٹھے کھالو۔''

جوں نے اپنے سات پراٹھے کھالیے۔ کچھ دیر چلنے کے بعد جوں نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کردیا۔

مرغ نے جوں سے کہا۔

''جوئیں، جوئیں تم کیوں آہستہ آہستہ چل رہی ہو؟''

جوں بولی۔ ''مجھ سے اب زیادہ نہیں چلا جاتا کیونکہ مجھے پھر بھوک لگ گئی ہے۔

ککڑ نے کہا۔ ''اب تم میرے سات پراٹھے کھالو۔''

جوں نے ککڑ کے بھی سات پراٹھے کھالیے۔

پھر کچھ دیر اور چلنے کے بعد جوں نے دوبارہ آہستہ آہستہ چلنا شروع کردیا۔

ککڑ نے پوچھا۔

''جوئیں، جوئیں! تم کیوں آہستہ آہستہ چل رہی ہو؟''

جوں بولی۔ ''مجھے پھر بھوک لگ گئی ہے۔

Marfat.com

ککڑ بولا۔ ’’جوئیں‘ جوئیں! پہلے سات پرانٹھے تم نے اپنے کھائے پھر سات پرانٹھے میرے بھی کھالیے۔ اب تو میں ہی رہ گیا ہوں۔ اب تم مجھے ہی کھالو۔‘‘

جوں نے کہا۔ ’’سات پرانٹھے اپنے کھائے پھر سات پرانٹھے تمہارے کھائے۔ اب بھلا تم کو میں چھوڑ ہی دوں گی۔‘‘

جوں ککڑ کو بھی کھا گئی اور آگے چلنا شروع کر دیا۔

راستے میں ایک پیپل کا پیڑ آیا‘ جوں اُس پر چڑھ گئی۔ پیپل کے ایک ٹہنے پر ایک کاں (کوّا) بیٹھا تھا۔

کاں نے جوں سے کہا۔

’’جوئیں‘ جوئیں! پیچھے ہٹ جاؤ۔ ورنہ میں چونچ مار کر تم کو مار دوں گا۔‘‘

جوں بولی: ’’مرتو میں نے جانا ہی ہے لیکن میری کہانی سن لو۔‘‘

جوں کاں کے کان کے پاس گئی اور بولی۔

’’کانواں‘ کانواں! سات پرانٹھے میں نے اپنے کھائے‘ سات پرانٹھے میں نے ککڑ کے کھائے اور ککڑ بانگیا (بانگ دینے والا مرغا) کھایا۔ اب بھلا تم کو میں زندہ ہی چھوڑ دوں گی۔‘‘

جوں نے کاں (کوّے) کو بھی کھالیا۔ اب وہ ہولے ہولے پیپل سے نیچے اتر آئی اور آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا۔ راستے میں ایک کائی (گھسیارا‘ گھاس کھودنے والا) گھاس کھود رہا تھا۔ جونہی جوں اُس کے قریب آئی‘ وہ بولا۔

’’جوئیں‘ جوئیں! پیچھے ہٹ جاؤ۔ ورنہ رمبا (کھرپا‘ گھاس کھودنے کا آلہ) لگ جائے گا اور تم مر جاؤ گی۔

جوں نے کہا۔ ’’کائی‘ کائی مرتو میں نے جانا ہی ہے لیکن میری ایک کہانی سن لو۔‘‘

کائی نے اپنا کام چھوڑ دیا۔ جوں اُس کے کان کے پاس آئی اور بولی۔

Marfat.com

''پہلے سات پراٹھے اپنے کھائے پھر سات پراٹھے ککڑ کے کھائے۔ پھر ککڑ بانگیا کھایا۔ پیپل پر بیٹھا ہوا کاں (کوا) کھایا۔ اب بھلا میں تم کو چھوڑ ہی دوں گی۔

یہ کہہ کر جوں کائی کو کھا گئی۔

جوں اب کافی موٹی ہو چکی تھی' وہ پہلے سے بھی زیادہ آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ ہولے ہولے جوں ایک مائی کے قریب سے گزری۔ جو اپنے سر کے بال کھرچ کھرچ کر (بہت زیادہ خارش کر کے) تنور میں روٹیاں لگا رہی تھی کیونکہ اُس کے سر میں جوئیں پڑی ہوئی تھیں۔ مائی نے جوں سے کہا۔

''جوئیں' جوئیں! پیچھے ہٹ جاؤ' ورنہ میں تم کو گرم گرم سلاخ مار کر تنور کے اندر پھینک دوں گی۔''

جوں بولی۔ ''مائی' مائی! مرتو میں نے جانا ہی ہے لیکن میری ایک کہانی سن لو۔''

''مائیے' مائیے! پہلے سات پراٹھے اپنے کھائے پھر سات پراٹھے ککڑ کے کھائے پھر ککڑ بانگیا کھایا۔ پیپل پر بیٹھا ہوا کاں (کوا) کھایا۔ کائی (گھسیارا) گھاس کھودتا کھایا۔ اب بھلا تم کو میں چھوڑ دوں گی۔

جوں نے مائی کو بھی کھا لیا اور آگے روانہ ہو گئی۔

اب جوں اور بھی آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ ہوتے ہوتے جوں ایک ندی کے پاس گئی۔ ندی نے جوں سے کہا۔

''جوئیں' جوئیں! پیچھے ہٹ جاؤ' ورنہ پانی میں گر کر مر جاؤ گی۔''

جوں بولی۔ ''مرتو میں نے جانا ہی ہے لیکن میری ایک کہانی سن لو۔''

ندی بولی۔ ''سناؤ۔

جوں نے کہا۔ ''پہلے میں نے سات پراٹھے اپنے کھائے پھر سات پراٹھے ککڑ کے کھائے پھر ککڑ بانگیا کھایا۔ پیپل پر بیٹھا ہوا کاں (کوا) کھایا۔ کائی' گھاس کھودتا

Marfat.com

کھایا پھر میں نے بالوں میں خارش کر کے روٹیاں پکانے والی مائی کو کھایا۔اب بھلا میں تم کو چھوڑ دوں گی۔''

جوں نے ندی کو منہ لگایا۔غٹا غٹ ندی کا سارا پانی پی گئی' ندی سوکھ گئی۔

اب جوں بہت موٹی ہو چکی تھی۔ وہ پہلے سے زیادہ آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ آخر جوں کا گزر ایک شیر کے قریب سے ہوا۔شیر نے جوں سے کہا۔

''جوئیں' جوئیں! پیچھے ہٹ جاؤ۔ ورنہ میں اپنا پنجہ مار کر تم کو مار دوں گا۔''

جوں بولی۔''شیرا' شیرا! مرتو میں نے جانا ہی ہے لیکن میری ایک کہانی سن لو۔''

شیر بولا۔''اچھا' اپنی یہ خواہش بھی پوری کر لو۔''

شیر خاموشی سے بیٹھ گیا۔جوں کہنے لگے۔

''پہلے میں نے سات پراٹھے اپنے کھائے پھر سات پراٹھے ککڑ کے کھائے پھر میں نے ککڑ بانگیا کھایا۔ پیپل پر بیٹھا ہوا کاں (کوّا) کھایا پھر میں نے کائی گھاس کھودتا کھایا۔ایک مائی اپنے سر کے بالوں کو نوچ نوچ کر روٹیاں لگا رہی تھی' اُسے کھایا۔پھر میں نے ندی کا سارا پانی پیا۔اب بھلا تم کو چھوڑ دوں گی۔''

جیسے ہی جوں' شیر کو کھانے کے لئے آگے بڑھی۔

شیر نے ایک زوردار پنجہ مارا۔ جوں کا پیٹ چاک ہو گیا۔ککڑ (مرغ) بانگیں دیتا ہوا واپس اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ کاں (کوّا) بھی کائیں کائیں کرتا ہوا اُڑ کر پیپل پر بیٹھ گیا۔کائی بھی شیر کو دعائیں دیتا ہوا اپنے کھیت میں جا کر گھاس کاٹنے لگا۔ مائی بھی شیر کو دُعائیں دیتی ہوئی واپس اپنے تنور پر جا کر بال نوچ نوچ کر روٹیاں پکانے لگی۔ندی کا پانی بھی شیر کو دُعائیں دیتا ہوا واپس ندی میں چلا گیا۔

بچو!! اب اگر جوئیں آپ کے سر میں ہیں تو جلدی سے شیر بن کر انہیں مار ڈالو۔ کہیں وہ تمہیں بھی نہ کھا جائیں۔ ﴿پنجابی لوک کہانیاں ''باتاں'' حصہ اوّل: ۸۷﴾

Marfat.com

مُرغیاں سڑک پر دوڑنے لگیں

دونوں ایک جگہ ہوں اور کوئی شرارت‘ کوئی ہنگامہ اور اِس کی ٹوپی اُس کے سر پر نہ ہو‘ یہ کیسے ہوسکتا تھا۔ اسکول ہو‘ گھر ہو یا کھیل کا میدان‘ دونوں کی شرارتیں ہر جگہ ہوتی تھیں۔ سنجیدگی دونوں سے دُور رہتی تھی۔ وہ کبھی چھپ کر اور بعض اوقات سب کے سامنے دانت نکالتے تھے‘ شیطان سے اُن کی بہت دوستی تھی۔

ایک کا نام علی اور دُوسرے کا نام عدیل تھا۔ دونوں ایک ہی محلے میں رہتے تھے اور ایک ہی سکول میں نویں جماعت کے طالب علم تھے۔ پڑھائی میں ایسے تھے کہ بس پاس ہو جاتے تھے۔ دونوں اس بات کا شکر کرتے تھے کہ وہ پاس ہو گئے ہیں اور استاد اس بات پر خوش ہوتے تھے کہ دونوں سے جان چھوٹ گئی۔

دونوں کسی بھی مقصد کو لے کر آگے نہیں چل رہے تھے۔ وہ نویں جماعت میں پہنچ گئے تھے‘ لیکن ابھی تک انہوں نے یہ طے نہیں کیا تھا کہ وہ کیا بننا چاہتے ہیں‘ پڑھائی سے وہ کس منزل کو پانا چاہتے ہیں‘ وہ سکول کیوں جاتے ہیں؟ بس وہ سکول جاتے اور واپس آتے تھے اور اپنی شرارتوں سے بھری زندگی میں مست تھے۔ وہ کہتے تھے کہ پڑھائی میں اُن کا دل نہیں لگتا۔ انگریزی کی بڑی بڑی سمریاں اور ریاضی کے سوال حل کرنا اُن کے بس کی بات نہیں ہے‘ کیونکہ انہوں نے شروع سے ہی دل لگا کر پڑھائی نہیں کی تھی اور جب تک وہ سکول میں ہیں‘ اِسی طرح ہنس کھیل کر وقت گزار دیں گے۔ سب دونوں کی شرارتوں سے تنگ تھے۔

اُس دن دونوں سکول سے پیدل واپس گھر آرہے تھے۔ چائے کے ایک کھوکھے

Marfat.com

کے سامنے سے گزرتے ہوئے انہوں نے دیکھا کہ ایک سائیکل کھڑی ہے۔ سائیکل کے پیچھے ایک جال میں مرغیاں تھیں۔ دو درجن سے زیادہ مرغیاں اُس جال کے اندر دبکی بیٹھی تھیں۔

علی اور عدیل نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ دونوں مسکرائے۔ مرغیوں کا مالک اندر بیٹھا چائے پی رہا تھا۔

علی اور عدیل نے ایک دوسرے کو اشارہ کیا اور عدیل کھوکھے کے دروازے کے پاس کھڑا گیا۔ جب کہ علی نے اپنی طرف کسی کو متوجہ نہ پا کر کمال ہوشیاری سے مرغیوں کے اُوپر پڑے جال کا ایک کونا کھول کر جال اُوپر کر دیا۔ اب مرغیوں کے نکلنے کا راستہ بن گیا تھا۔ مرغیاں بھی شاید اِسی انتظار میں تھیں۔ مرغیاں آناً فاناً شور مچاتیں جال سے نکل کر چھلانگیں مار کر باہر نکلنے لگیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے مرغیاں باہر نکل کر سڑک پر دوڑنے لگیں۔ مرغیوں کا شور اور پھر لوگوں کی آوازیں۔

''ارے مرغیوں نکل گئیں...... مرغیوں کو پکڑو......''

یہ آوازیں مرغیوں کے مالک کے کان میں بھی پڑیں' وہ گھبرا کر باہر کی طرف بھاگا۔ باہر کا منظر ہی عجیب تھا۔

اُس کی تمام مرغیاں سڑک پر بھاگ رہی تھیں۔ کوئی کسی موٹر سائیکل کے نیچے آنے سے بچی تو کوئی کار کے ٹائر کے ساتھ لگ کر دُوسری طرف جان بچا کر بھاگی اور کسی سائیکل سوار کو بریک لگا کر مرغے کی جان بچانا پڑی۔ مرغیوں اور لوگوں کے شور سے کہیں زیادہ اُس آدمی کا شور تھا جو ان مرغیوں کا مالک تھا۔

''ارے میری مرغیاں پکڑو...... جس نے ایسا کیا ہے میں اُسے نہیں چھوڑوں گا......'' وہ آدمی چلا رہا تھا۔

''پہلے مرغیاں پکڑ لو پھر کوئی اور بات کرنا۔'' کسی نے زور سے کہا۔

Marfat.com

اسی اثنا میں ایک بزرگ اُس آدمی کے پاس گیا اور بولا۔ میں نے دیکھا ہے...... یہ شرارت ان دونوں کی ہے۔''

اس آدمی نے جیسے ہی علی اور عدیل کی طرف اشارہ کیا' وہ شخص اپنی مرغیاں بھول گیا اور غصے سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔

''تو یہ تم دونوں نے کیا ہے؟ وہ دانت پیس کر بولا۔

علی اور عدیل اُس کا غصہ دیکھ کر بھاگنے کے لئے پر تولنے لگے۔

''ان مرغیوں کی قیمت تم دونوں سے وصول کروں گا۔''

وہ آدمی یہ کہتے ہوئے تیزی سے دونوں کے پیچھے بھاگا۔

علی اور عدیل بہت تیز بھاگ رہے تھے اور ان کو پکڑنے کے لئے مرغیوں کے مالک کے ساتھ ساتھ اور بھی کئی لوگ بھاگ رہے تھے۔

''ارے یہ تو بہت زیادہ لوگ ہیں۔'' علی نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تیز بھاگو...... پکڑے گئے تو یہ شرارت ہمیں بہت مہنگی پڑے گی۔'' عدیل نے بھاگتے ہوئے کہا۔

''بھاگنے کی بجائے کہیں چھپنے کی سوچو۔'' علی نے دائیں بائیں گردن گھماتے ہوئے کہا۔

''چھپنے کا وقت نہیں ہے' بھاگتے رہو۔'' عدیل نے کہا۔

علی اور عدیل بھاگتے ہوئے دائیں جانب مڑ گئے۔ وہ گلی سیدھی الیکٹرونک کی اشیاء فروخت کرنے کے بازار میں نکلتی تھی۔ دونوں برق رفتاری سے بازار میں داخل ہو گئے۔ بازار میں عدیل کے چچا کی بھی دُکان تھی۔ جہاں اُس وقت بہت سے ٹیلی ویژن چل رہے تھے۔ ان کا تعاقب کرنے والے بازار تک آئے' لیکن متلاشی نگاہوں

Marfat.com

سے دیکھنے کے باوجود انہیں دونوں کہیں بھی دکھائی نہیں دیئے۔

''بھاگ گئے......'' ایک آدمی بولا۔

''وہ تیزی سے بھاگ گئے ہیں۔'' تیسرا آدمی بولا۔

''میرا نقصان تو کر گئے......اب میں ایک ایک مرغی کیسے پکڑوں گا۔'' وہ آدمی لاچاری سے بولا۔

''بھائی ہم جو کر سکتے تھے وہ کیا...... جتنا تیز بھاگ سکتے تھے بھاگے......مرغیاں پکڑنا اَب تمہارا کام ہے۔'' ایک آدمی نے یہ کہا اور دُوسرے لوگوں کو آنے کا اشارہ کر کے وہاں سے چل پڑا۔

اس واقعے کو کئی سال گزر گئے۔

شہر کے ایک نوجوان بزنس مین کی میٹنگ میں لمبی میز کے دائیں بائیں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن کے سامنے ایک بڑی اسکرین کا ٹیلی ویژن دیوار کے ساتھ نصب تھا۔ نوجوان بزنس مین نے خاص طور پر اپنے بزنس سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو مدعو کیا تھا۔ سب کی نگاہیں ٹیلی ویژن اسکرین پر مرکوز تھیں۔

ٹیلی ویژن اسکرین پر ایک تقریب براہِ راست دکھائی جا رہی تھی۔ اس تقریب میں دکھایا جا رہا تھا کہ ایک ہال میں ملک کی بڑی بڑی شخصیات موجود تھیں۔ کچھ دیر کے بعد اسٹیج سیکرٹری نے ایک نوجوان کا نام پکارا۔ پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا' وہ نوجوان اپنی جگہ سے اٹھا اور بڑے پُر وقار انداز میں چلتا ہوا اسٹیج تک گیا۔ وہاں مہمانِ خصوصی کھڑے تھے۔ دونوں نے گرم جوشی سے مصافحہ کیا اور پھر مہمانِ خصوصی نے اس نوجوان کو صدارتی ایوارڈ سے نوازا اور ایک بار پھر ہال تالیوں سے گونج اُٹھا۔ اس نوجوان نے کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں ایسا کمال کر دیا تھا کہ جس سے ملک کا نام روشن ہو گیا تھا اور اس ٹیکنالوجی پر پوری دُنیا حیران رہ گئی تھی۔

Marfat.com

تالیوں کی گونج اس ہال میں ہی نہیں تھی بلکہ میٹنگ میں بھی موجود سب لوگ تالیاں بجا رہے تھے۔نوجوان بزنس مین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

تقریب اپنے اختتام کو پہنچی تو وہ جونوان سب سے مخاطب ہوا۔

''یہ میرا دوست عدیل اشرف ہے‘ جس نے اپنا ہی نہیں بلکہ ملک کا نام بھی روشن کر دیا ہے‘ میں اس کے ساتھ ساتھ ہوتا تھا اور شرارتوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہوتا تھا۔''

وہ نوجوان یہ کہتے کہتے ماضی میں کھو گیا۔سب اُس کی طرف متوجہ تھے۔ وہ بولتا رہا۔

''مجھے یاد ہے کہ ہماری آخری شرارت وہ تھی جب ہم نے ایک غریب کی مرغیاں جال سے نکال دی تھیں اور وہ ہمارے پیچھے بھاگا تھا۔ہم بھاگ کر عدیل کے چچا کی دُکان میں چلے گئے تھے‘ وہ الیکٹرونک کی دُکان تھی۔ وہاں اُس وقت کئی ٹیلی ویژن چل رہے تھے۔ابھی بھاگتے ہوئے دُکان میں داخل ہی ہوئے تھے کہ ہم نے اچانک دیکھا۔

یہ کہہ کر نوجوان چپ ہو گیا۔سب اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگے۔ وہ پھر بولا۔

''ٹیلی ویژن کی اسکرین پر ایک غیر ملکی تقریب دکھائی جا رہی تھی۔اس ملک کے صدر اپنے ایک ایسے شہری کو انعام دے رہے تھے‘ جو دونوں ٹانگوں سے محروم تھا۔ زمانہءطالب علمی میں معذور ہونے کے باوجود اُس نوجوان نے اپنی معذوری کو مجبوری نہیں بنایا تھا اور تعلیم کی منزلیں طے کرتا ہوا ایک قابل ڈاکٹر بن گیا تھا‘ جس نے میڈیکل کے شعبے کو اپنی ذہانت سے نئی راہوں سے آشنا کیا تھا۔''

وہ نوجوان پھر چپ ہو گیا۔میٹنگ میں مکمل سکوت تھا۔سب کی نگاہیں نوجوان

Marfat.com

کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ کچھ توقف کے بعد وہ پھر بولا۔

''ہم نے اُسی جگہ ایک دُوسرے کی طرف دیکھا' اپنا جائزہ لیا۔ ہمارے ہاتھ' آنکھیں' ٹانگیں' اور جسم کے سب اعضا سلامت اور ٹھیک تھے۔ ہم نے سوچا کہ یہ نوجوان معذور ہوکر اِس منزل تک پہنچ گیا ہے' جس پر اس کے ملک کو فخر ہے اور ہم صحت مند ہونے کے باوجود اپنا قیمتی وقت فضول شرارتوں' ہنسی مذاق اور دُوسروں کا نقصان کرکے ضائع کررہے ہیں۔ تب ہم نے فیصلہ کیا کہ ہنسی مذاق کو بھول کر صرف اور صرف تعلیم پر توجہ دیں گے۔ آج میرا وہ دوست ملک کے وقار کا ایک حصہ اور میں علی شہزادہ...... ایک کامیاب بزنس مین کے روپ میں آپ کے سامنے ہوں۔''

علی یہ کہہ کر چپ ہوگیا۔ میٹنگ میں پہلے تو مکمل سکوت تھا' پھر یک دم سب کے ہاتھ اُٹھے اور میٹنگ ہال تالیوں سے گونج اُٹھا۔

﴿تعلیم وتربیت فروری' ۲۰۱۰' لاہور' ص ۱۳/ از محمد فاروق انجم (فیصل آباد)﴾

Marfat.com

یہ تو میرے چوزے ہیں

ننھے معصوم پیارے سے' بھولے بھالے محمد حسن نوید بڑی بے تابی سے دادا جانی کے بازار سے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ ابھی حسن میاں تین سال کے تھے اور انھیں ماما اور بابا کی طرف سے کسی کے ساتھ مارکیٹ جانے کی اجازت نہ تھی۔

صبح ناشتے کے بعد ماما نے ایک لمبی سی پرچی ابا کو پکڑا دی اور ساتھ ہی چار ہزار روپے بھی دیے۔

''ابا جان! اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو آج ناشتے کے بعد بازار سے یہ ضروری سامان لا دیجیے۔ شام کو نوید کے کچھ دوست آئیں گے اور رات کا کھانا کھا کر جائیں گے۔ اگر آپ یہ سودا جلد لے آئیں گے تو بڑی مہربانی ہوگی۔ مجھے مرغ کے گوشت پر روسٹ کرنے کے لیے مسالا لگا کر رکھنا ہے اور بکرے کے گوشت کی یخنی بھی نکالنی ہے۔ حسن کو چوزے کی یخنی دے دوں گی کہ آج سردی کچھ زیادہ محسوس ہو رہی ہے۔''

ماما ایک ہی سانس میں بے تکان بولتی گئیں۔ ابا نے اُبلا ہوا انڈا سیاہ مرچ اور نمک چھڑک کر کھایا اور پھر چائے پی کر کہا۔

''بٹی! ہم تو اخبار پڑھیں گے' تم یہ سودا مجھ بڈھے سے منگوانے کی بجائے جوان طاقت ور ڈرائیور بابو سے منگوالو۔''

بہو بیگم بولیں: ''اباجی! آپ کا حکم سر آنکھوں پر' مگر اس نگوڑے بابو کو تو آپ جانتے ہی ہیں' اللہ مارا بازار جاتا ہے تو وہیں کا ہو رہتا ہے۔ برسوں کا سڑا ہوا سودا اُٹھا لاتا ہے' جیسے دُکاندار اُسی کے انتظار میں تو کچرا جمع کیے بیٹھے تھے۔ میرے اچھے ابا......''

Marfat.com

''پچ ...... پچ ...... پچ ...... پچ ...... اچھا بیٹی دل چھوٹا نہ کرو' ہم لا دیتے ہیں تمہارا مطلوبہ سودا' ابھی جاتے ہیں بازار۔''

بہو بیگم کے التجائیہ انداز پر ابا نے پیار سے بہو بٹیا کو پچکارا اور واسکٹ جھاڑتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

حسن میاں بہت دیر سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ''دادا ابو کا بازار جانا اور چوزا لے کر آنا' اب آئے گا مزہ' میں بھی ابا کے ساتھ بازار جاؤں گا۔'' یہ سوچ کر انہوں نے نعرہ مارا...... ''ابا!'' ابا نے کوئی نوٹس نہ لیا۔

یہ دیکھ کر حسن میاں نے دائیں ٹانگ زور سے زمین پر ماری ''ابا''!!!...... حسن میاں نے ''سی'' کر کے ٹانگ پکڑی اور دوسری ٹانگ دروازے کے سامنے فرش پر ماری۔ ''ابا...... ابا کہاں جارہے ہیں آپ؟''

''میں بازار جارہا ہوں' ہم یوں گئے اور یوں آئے۔''

''میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔'' حسن میاں بولے۔

''ارے میاں! تم کیا کرو گے جا کر' بازار میں' وہاں بے انتہا رش ہوتا ہے' ہم تمہیں شام کو پارک میں لے جائیں گے۔ جھولے جھلائیں گے اور ہاں تمہارے لیے بازار سے چوزہ بھی لے کر آئیں گے۔''

اب تو حسن میاں کا سارا غصہ کافور ہو گیا۔

''ٹھیک ہے ابا! میرا چوزہ لے آئیں۔''

''ہاں میرے پوتے' ہم تمہارا چوزہ ضرور لائیں گے۔''

ابا سامان کی فہرست لے کر گھر سے نکل گئے۔ حسن میاں نے اپنے الف۔ بے۔ پے۔ کے پلاسٹک نکالے اور بلاک جوڑ جوڑ کر حروف سے الفاظ بنانے لگے۔

Marfat.com

ب۔ا۔ب۔ا: بابا

ا۔ب۔ب۔ا: ابا

ابا نے حسن میاں کو بتایا تھا کہ جن حروف پر تشدید (ّ) ہو اُن حروف کو دو مرتبہ لکھا کرو، جیسے ابا میں ''ب'' کو دو مرتبہ اور ''اماں'' میں ''م'' کو دو مرتبہ۔

خاصی دیر ہو چکی تھی اور ابا ابھی تک بازار سے نہیں آئے تھے۔ حسن میاں کو نیند آنے لگی تھی۔ ماما نے انہیں ''فیڈر'' بنا کر دیا تو میٹھا دودھ پی کر تو ننھے حسن میاں کو تو نیند آنے لگی۔ وہ اپنا سونے والا گانا ''آں ں آں ں ں آں ں ں'' گاتے گاتے سو گئے۔

تین بجے کے قریب ابا سامان سے لدے گھر آئے۔ ''بازار میں تو آگ لگی ہے۔'' پھر فوراً انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ آس پاس دیکھا اور بولے ''آگ لگی ہے یعنی بہت زیادہ مہنگائی ہے۔'' ماما ہنستے ہوئے بولیں۔

''ابا جان! آپ کے پوتے صاحب آپ کا انتظار کرتے کرتے سو چکے ہیں۔ شام کو دو تین گھنٹے بعد اٹھیں گے۔ جب تک میں اُن کے لیے یخنی بنا لیتی ہوں۔ آپ پہلے نماز ادا کر لیجئے پھر میں آپ کو کھانا لا دیتی ہوں۔''

شام کو چھ بجے کے قریب حسن میاں اُٹھے اور آنکھیں ملتے ہوئے ابا کے پاس آئے۔

''ابا! میرا چوزہ۔۔۔ میرا چوزہ کہاں ہے؟''

''ہاں بھئی، تم منہ ہاتھ دھو کر آؤ۔ ماما تمہارا چوزہ لا دیتی ہیں۔'' ابا بولے اور نماز کے لیے مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔

ابھی دو چار سیڑھیاں ہی اُترے ہوں گے کہ انہیں حسن میاں کی زوردار چیخ سنائی دی۔

Marfat.com

''الٰہی خیر! ابا لرز اٹھے اور الٹے قدموں گھر کی جانب پلٹے۔''

اب تو اندر سے حسن میاں کے زور زور سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

حسن میاں کے رونے کی آواز لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔ ابا گھبرا کر گھر کے اندر داخل ہوئے تو منظر ہی عجیب تھا ماما اپنے ہاتھوں میں ''چوزے'' کی یخنی کا پیالہ پکڑے کھڑی تھیں اور حسن میاں زار و قطار رو رہے تھے۔

''کیا ہوا چھوٹے میاں؟''

حسن میاں بدستور روتے ہوئے بولے: ''میں چھوٹے میاں نہیں ہوں۔''

ابا مسکراتے ہوئے بولے: ''چلو تو کیا ہوا' بڑے میاں تو ہو نا!''

''آں ں ں ں۔۔۔ں ں ں۔۔۔اُوں۔۔۔اُوں!''

حسن میاں برابر رو رہے تھے۔ ماما الگ شرمندہ سی چور بنی کھڑی تھیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ حسن میاں اس لیے رو رہے ہیں کہ انہوں نے تو پالنے کے لیے ''زندہ چوزہ'' منگوایا تھا اور یہاں تو ماما نے اُس کی یخنی بنا دی۔ اسی لیے ضد کی جا رہی ہے کہ میرے چوزے کو پیالے میں سے نکال کر زندہ کر دیں۔ ہم تو پالیں گے اسے۔ ابا نے اس وقت بات کرنا مناسب نہ سمجھا اور صرف اتنا کہا۔

''حسن میاں! زندہ کرنا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور مارنا بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ہم تمہیں چوزہ دلواتے ہیں پہلے تم یہ یخنی تو پی لو۔''

ننھے حسن میاں فوراً بہل گئے' اپنے گورے گورے نرم و ملائم گالوں سے آنسو پونچھتے ہوئے حیرت سے جھٹکے دار سسکی بھری اور ابا سے پوچھا۔

''کیا آپ میرا زندہ چوزہ لا دیں گے ابا جانی؟''

''ہاں ہاں کیوں نہیں بھئی۔'' اب تو حسن میاں نہال ہو گئے۔

کچھ دیر بعد حسن کے ابا جان دفتر سے واپس آ گئے۔ انہوں نے چوزے کا قصہ

Marfat.com

سن کر حسن میاں کو سمجھایا کہ چوزہ اگر مر گیا تو بہت گناہ ہوگا۔‘‘

’’بابا...... یہ گناہ کیا ہوتا ہے؟‘‘ حسن نے پوچھا۔

بابا سر کھجانے لگے۔ ابا نے کہا۔

’’اب بتائیے گناہ کیا ہوتا ہے؟‘‘

حسن میاں حیرت سے ابا اور کبھی بابا کو دیکھ رہے تھے۔ حیرت اُن کے معصوم چہرے سے عیاں تھی۔ اچانک انہیں یاد آیا کہ انہیں تو ابا کے ساتھ چوزہ لینے جانا ہے' لہٰذا انہوں نے اچک کر ابا کی گردن میں باہیں ڈال دیں۔

’’ابا..... ابا..... میرے چوزہ لینے چلیں!‘‘

ابا مسکرائے: ’’پہلے یہ تو بتائیے کہ گناہ کیا ہوتا ہے؟‘‘

’’نہیں پتا‘‘۔ حسن میاں نے ہار مان کر کہا۔

بیٹا! گناہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی گندہ کام کرنے سے اللہ تعالیٰ اس گندے بچے یا بڑے سے ناراض ہو جاتا ہے اور اُس کو سزا دیتا ہے‘‘۔

’’اللہ میاں سزا دیتے ہیں گندے بچے کو؟‘‘ حسن میاں کے لہجے میں خوف تھا۔

’’جناب..... اب آپ کو پتا چلا‘‘۔

’’جی ہاں ابا' میں گناہ نہیں کروں گا بس اپنا چوزہ پالوں گا۔

ماما نے میرے چوزے سے میرے لئے سوپ بنا دیا ہے۔ اب آپ مجھے نیا چوزہ دلا دیں ابا‘‘۔

ابا نے حسن میاں کے ماتھے پر پیار کیا۔ اپنے ہونہار پوتے کو بڑے فخر کے ساتھ دیکھا اور بولے۔

’’چلو' مارکیٹ چلتے ہیں' ماما سے اجازت لے کر آؤ۔ بابا کے دوست آنے والے ہیں۔ ہم جلدی سے گھر واپس آ جائیں گے‘‘۔

Marfat.com

خوشی حسن میاں کے معصوم چہرے پر خوب صورت رنگ بن کر چھا گئی تھی۔ ابا نے دل ہی دل میں دعا کی یااللہ میرے اس پوتے اور دنیا کے ہر بچے اور بڑے کو ہمیشہ خوش رکھنا اور میرے اس خاندان کو بھی ہمیشہ خوشی اور ایمان کی دولت سے مالا مال کرنا۔ حسن میاں ماما سے اجازت لے کر اور اپنی اونی ٹوپی پہن کر واپس آ چکے تھے۔

''ابا! چلیں، ماما نے کہا ہے کہ ابا سے کوئی ضد نہ کرنا، میں آپ سے کوئی ضد نہیں کروں گا''۔

ابا نے حسن میاں کو گود میں لینا چاہا تو وہ فوراً اپنی ننھی سی اُنگلی اُٹھا کر بولے:

''ابا! میں پاؤں پاؤں جاؤں گا کیونکہ اب میں تھری ایئرز (تین سال) کا ہو چکا ہوں''۔

دس منٹ بعد وہ گھر سے نزدیک واقع مون مارکیٹ میں آ چکے تھے۔ حسن میاں بڑی بے تابی سے مرغی والے کی دُکان تلاش کر رہے تھے۔ ابا نے اُن کی پریشانی بھانپ لی اور مسکراتے ہوئے انہیں ایک کھلونوں کی دُکان میں لے آئے اور ایک الماری کے سامنے کھڑا کر دیا۔ الماری کے اندر نظر پڑتے ہی حسن میاں ہکا بکا رہ گئے کیونکہ الماری رنگ برنگے نرم وملائم چوزوں سے بھری پڑی تھی۔

''ابا...... یہ تو نقلی چوزے ہیں۔'' بہت دیر بعد حسن میاں کے منہ سے حیرت بھری آواز نکلی۔

''جی ہاں بیٹا! زندہ چوزہ تو مر جاتا ہے نا' یہ والا چوزہ کبھی نہیں مرے گا۔ تم زندہ چوزے کو پالو گے اور اگر وہ بڑا بھی ہو گیا تو ماما اُس کا پلاؤ بنا لیں گے' جب کہ یہ والا چوزہ تو ہمیشہ چوزہ ہی رہے گا۔''

ننھے حسن میاں کے ننھے سے دماغ میں جلد ہی یہ بات آ گئی کہ واقعی یہ سودا فائدے والا ہے' چنانچہ فوراً ابا سے فرمائش کر دی۔

Marfat.com

''ابا! پلیز دو تین چوزے دلا دیں' میں ان کو ہی پال لوں گا۔ یہ بڑے بھی نہیں ہوں گے اور کاٹیں گے بھی نہیں۔'' ابا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''صرف دو تین' ہم تو آپ کو سات چوزے دلائیں گے اور سات الگ الگ رنگوں کے۔'' اب تو حسن میاں خوشی سے جھوم اُٹھے۔ دُکان دار لڑکا بھی اس صورت حال سے محفوظ ہو رہا تھا۔ ابا نے اس سے ہرا' لال' نیلا' پیلا' گلابی ...... ہر رنگ کا ایک چوزہ پیک کرایا اور باہر آ گئے۔ حسن میاں خوشی سے اچھلتے' کودتے گھر کو روانہ ہو گئے۔

جب دادا' پوتا گھر پہنچے تو بابا کے دوست کھانے پر آ چکے تھے۔ پورے گھر میں مزے دار کھانوں کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔

''حسن میاں! خوشبو سونگھ کر بتلاؤ کہ کیا کیا پکایا ہے تمہاری دادی اماں اور ماما نے آج؟''

حسن میاں نے خوب سوں سوں کیا اور پھر بولے۔

''ابا! اماں نے پلاؤ بنایا ہے' ماما نے کسٹرڈ' اماں نے کباب بھی بنائے ہیں اور دہی والا کیا ہوتا ہے ابا؟''

''رائتہ!''

''اور وہ رائتہ بھی بنایا ہے۔'' ابھی ابا کوئی جواب دینا ہی چاہتے تھے کہ ڈرائنگ روم سے بابا کی آواز آئی۔

''حسن...... حسن...... یہاں آؤ' جاوید انکل کو سلام کرو آ کر!''

''ابا میں جاؤں؟'' حسن میاں نے ابا سے پوچھا اور ابا نے اثبات میں گردن ہلا دی۔

ابا اپنے بستر پر لیٹے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے کہ حسن میاں کی دادی جان کمرے میں داخل ہوئیں اور بولیں۔

Marfat.com

''آپ یہاں لیٹے ہیں اُدھر کھانا لگ چکا ہے۔آیئے کھانا کھا لیجئے۔سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔''

سب لوگ کھانے کی میز کے گرد موجود تھے۔

''بھابھی صاحبہ......آپ نے خاصا تکلف کرلیا۔'' بابا کے دوستوں میں سے ایک بولا۔

ماما خاموش رہیں جبکہ اماں نے جواب دیا۔

''کوئی بات نہیں بیٹا! مہمان تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتے ہیں اور اپنا رزق ساتھ لے کر آتے ہیں!''

اماں بابا کے سبھی دوستوں کو جانتی تھیں' کیونکہ یہ سب بابا کے بچپن کے دوست تھے۔جاوید انکل مسکرانے لگے۔

اچانک ابا کی آواز اُبھری۔

''بھئی وہ حسن میاں کہاں ہیں؟''

اب تو سب کو احساس ہوا کہ حسن میاں منظر سے غائب ہیں۔ماما فوراً اپنے کمرے کی طرف دوڑیں۔ابھی وہ ذرا سا آگے بڑھی تھیں کہ حسن میاں ایک بڑا سا ڈبا ہاتھ میں لیے آتے نظر آئے۔ابا تو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ وہ اپنے چوزوں کو لے کر آرہے ہیں۔میز کے قریب آتے ہی حسن میاں نے سب کو سلام کیا۔پھر ڈبا کھول کر ایک ایک کر کے تمام چوزے باہر نکالے اور کھانے کی میز پر رکھ دیے۔اُن کی اس حرکت کو دیکھ کر بابا کے سارے دوست مسکرانے لگے۔جاوید انکل مسکراتے ہوئے بولے۔

''منے میاں! یہاں تو بہت مزے مزے کے کھانے موجود ہیں' ہم آپ کے چوزے تو نہیں کھائیں گے۔''

Marfat.com

حسن میاں نے ایک نظر انہیں، پھر ابا کو دیکھا اور بہت اعتماد کے ساتھ بولے۔

''نہیں انکل! یہ والے چوزے کھاتے نہیں ہیں۔ یہ تو میرے چوزے ہیں۔ ان کو صرف پالا جاتا ہے اور یہ مرتے بھی نہیں ہیں۔ جب یہ میرے ہاتھ سے نہیں مریں گے تو اللہ میاں بھی مجھ سے ناراض نہیں ہوں گے۔''

اتنا کہہ کر محمد حسن نوید صاحب اپنے ابا میاں کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گئے۔ کمرے میں مشترکہ قہقہہ بلند ہوا اور ابا نے حسن میاں کو مرغی کی ٹانگ پکڑا دی۔ حسن میاں نے بسم اللہ پوری پڑھی اور لالی پاپ کی طرح مرغی کی ٹانگ چوسنے لگے۔

(تعلیم وتربیت فروری ۲۰۱۰ء لاہور ص ۳۶ از پروفیسر مجیب ظفر انور حمیدی (کراچی))

مُرغی کا چوزہ

کچھ تو بتا اے یار! یہ مرغی کا چوزہ
اک انڈے سے باہر کیسے آتا ہے
پیارے مَیں یہ سوچ رہا ہوں برسوں سے
یہ انڈے کے اندر کیسے جاتا ہے

(چڑیا گھر: ۵۴/از مجذوب چشتی/علم وعرفان پبلشرز اردو بازار لاہور)

Marfat.com

گھر کی مرغی دال برابر

ڈال کے میرے دامن میں تنہائی مرغی
کرتی پھرتی ہے محفل آرائی مرغی
ہر منڈیر سے آتی ہیں مرغوں کی بانگیں
ہائے قسمت ملی مجھے ہرجائی مرغی
اس کو پکڑنے کی کوشش تو سب نے کی تھی
پر افسوس کسی کے ہاتھ نہ آئی مرغی
مرغا چوزے پالے اس کی یہ خواہش ہے
کرے گی ان کی خاطر آپ کمائی مرغی
ایک ہی رات رہی ہے وہ ڈربے سے باہر
ہر افسانے کو عنوان دے آئی مرغی
کوئی مسیحا روگ نہ اس کا جان سکا ہے
اپنے ڈربے میں مانگے تنہائی مرغی
سب مردہ مرغے بھی زندہ ہو جاتے ہیں
لیتی اس انداز سے ہے انگڑائی مرغی
اللہ جانے کس کس کی آتی ہے شامت
''میک اپ'' کر کے محفل میں ہے آئی مرغی
چوزوں کی بیماری کا غم اسے نہیں ہے
پھرے بجاتی گلی گلی شہنائی مرغی

Marfat.com

مرغ نے ایف۔آئی۔آر لکھائی ہے تھانے میں
گھر کے آنگن میں جب نظر نہ آئی مرغی

برسوں کی چاہت کا یہ انعام ملا ہے
جاتے جاتے دے گئی ہے رسوائی مرغی

کیک میرے گندے انڈوں سے بن سکتے ہیں
کوئی نہ مانے دیتی پھرے دہائی مرغی

صرف زبان سے ''کٹ کٹ'' کرتی رہتی ہے
دل کی بری نہیں میری ہمسائی مرغی

شوق بہت ہے اس کو لیڈر بن جانے کا
جلسہ گاہ میں اِسی لیے ہے آئی مرغی

اہل محلّہ تو اس کو کہتے ہیں ''سکالر''
مجھے تو لگتی ہے بالکل سودائی مرغی

اپنی جان بچاتی ہے پابندی سے یہ
نثری نظموں کی ہے اب شیدائی مرغی

ہر فنی تخلیق پہ کرتی ہے تنقیدیں
شہر کے اِدبی حلقوں پر ہے چھائی مرغی

اے مجذوب نہیں ہے جرم یہ قابل بخشش
دال سمجھ کر تو نے گھر کی کھائی مرغی

﴿چڑیا گھر:۵۵/از مجذوب چشتی/علم وعرفان پبلشرز اردو بازار لاہور﴾

Marfat.com

غم خوار مرغیاں

کبھی ڈربے میں جب مل بیٹھتی ہیں مرغیاں میری
بیاں کرتی ہیں وہ اک دوسری سے داستاں میری
بس اک مرغی کو اک دن حالِ دل میں نے سنایا تھا
میں حیران ہوں کہ کیسے بن گئیں سب راز داں میری
میں ڈرتا ہوں کہیں چوزے نہ اب ہمراز بن جائیں
خفا مجھ سے نہ ہو جائے کہیں وہ جانِ جاں میری
پیام ان کو جو دے کر بھیجتا تھا بھول جاتی تھیں
مگر اب بن گئی ہیں یہ سراپا ترجماں میری
بڑی مشکل سے ان کو دی ہے یہ تعلیم و تربیت
نہیں مہمانوں سے کرتیں کہانی اب بیاں میری
میں اس ڈر سے کوئی مرغا نہیں لایا ابھی گھر میں
کسی سازش سے کر ڈالے نہ محنت رائیگاں میری
کوئی کتنی بھی قیمت دے کبھی ان کو نہ بیچوں گا
ہوا کیا انڈے گھر دیتی نہیں ہیں مرغیاں میری
اگر دورہ کبھی پڑ جائے مجھ کو وحشت دل کا
شب فرقت میں ہوتی ہیں یہی تو ہم زباں میری
پریشانی سے میری دانہ پانی چھوڑ دیتی ہیں

Marfat.com

یہ میرا غم سمجھتی ہیں یہ سنتی ہیں فغاں میری
مزے لیتا ہوں موسیقی کے اکثر ان کی "کٹ کٹ" سے
شگفتہ ان کے دن سے رہتی ہے طبع گراں میری
کہاں ہمدرد اب مجذوبؔ کوئی اس زمانے میں
اگر ہیں مونس و غم خوار تو ہیں مرغیاں میری

﴿چڑیا گھر: ۶۹/از مجذوب چشتی/علم وعرفان پبلشرز اردو بازار لاہور﴾

اختتام

Marfat.com

مصنف کی تصنیفات

- برکات میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- یادِ حسین رضی اللہ عنہ
- نماز کی حکمتیں
- فیضانِ شعبانُ المعظم
- تحفہ محرم الحرام
- مقدر کا ستارہ
- **مُرغ** کی برکات وحکایات
- ☆ جیسی کرنی ویسی بھرنی
- معراجِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمتیں
- باعثِ تخلیقِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
- چشمہ فیض داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
- تذکرہ بابا رتن ہندی رضی اللہ عنہ
- بابِ اَمن بہشتی دروازہ
- رحمتِ رحمٰن فی شہر رمضان
- حکایاتِ کشتیاں
- بارہ ماہ کے فضائل المعروف تحفۃ المسلمین
- برکاتِ تراویح
- قیامِ پاکستان کا روحانی پہلو

Marfat.com

حوالہ جات

قرآن پاک کلام الہٰی

کتب احادیث

بخاری شریف ☆ مسلم شریف ☆ سنن ابی داؤد شریف ☆ ترمذی شریف ☆ نسائی شریف ☆ طبرانی شریف ☆ شعب الایمان للبیہقی ☆ سنن ابن ماجہ شریف ☆ مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ☆ مستدرک ☆ کنز العمال ☆ شمائل کبریٰ

کتب تفاسیر

تفسیر دُرِ منثور ☆ تفسیر ابن کثیر ☆ تفسیر تبیانُ القرآن ☆ تفسیر نعیمی ☆ تفسیر ضیاءُ القرآن تفسیر مظہری ☆ تفسیر روح البیان ☆ فیوض القرآن

کتب سیرت

معارج النبوت / حضرت مولانا ملا معین واعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ / مکتبہ نبویہ گنج بخش لاہور۔

مواہب الدنیہ / امام احمد بن محمد الخطیب القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ / محمد علی کارخانہ اسلامی کتب اُردو بازار کراچی۔

تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء / مولانا ابوالحسن حسن کاکوروی / نفیس اکیڈمی کراچی۔

عام کتب

بہجۃ الاسرار تذکرہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ / امام ابوالحسن شطنونی رحمۃ اللہ علیہ مترجم مولانا حافظ احمد علی شاہ / مکتبہ جام نور دہلی

تذکرہ اولیاء قادری قلندری / حاجی محمد گلزار بیگ، غوثیہ منزل سول لائن مہربان روڈ نزد ڈی سی ہاؤس شہر جہلم

❖ ...... جامع کرامات اولیاء / علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ / ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ❖

❖ ...... فیضانِ طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم / حکیم محمد اسلم شاہین قادری / نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور ❖

❖ ...... نزہۃ المجالس / علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ / ایچ۔ ایم۔ سعید اینڈ کمپنی کراچی ❖

❖ ...... آداب المریدین / شیخ عبدُ القاہر سہروردی / اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ❖

❖ ...... عجائب الحیوانات / مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ / فرید بک سٹال لاہور ❖

❖ ...... طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم / حافظ ابن القیم الجوزیہ / دارُ الاشاعت اُردو بازار کراچی ❖

❖ ...... حیات الحیوان / علامہ کمال الدین الدمیری رحمۃ اللہ علیہ ❖

❖ ...... لطائف علمیہ / از علامہ ابن جوزی ❖

Marfat.com

❖ جنگلی کہانیاں منظوم/فضل حسین چیمہ صدآ گجراتی/شاہد پبلی کیشنز نیو شالیمار ٹاؤن گلشن راوی لاہور ❖

❖ ہاسے دی پٹاری/میاں چراغ دین جونیکے والے/ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور ❖

❖ انوار العلوم ترجمہ مثنوی شریف مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مترجم محمد عالم امیری ❖

❖ جانوروں اور پرندوں کی کہانیاں/انتخاب محمد عثمان بلوچ/رنگ پبلشرز اُردو بازار کراچی ❖

❖ گستاخوں کا برا انجام/علامہ محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ/مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور ❖

❖ انمول کہانیاں/سرفراز احمد راہی/روبی پبلی کیشنز اُردو بازار لاہور ❖

❖ مُرغ بانی/قریشی محمد شریف گلزار/فیروز سنز لمیٹڈ لاہور ❖

❖ ماہنامہ نیرنگ خیال راولپنڈی، مئی ۱۹۹۹ء ❖

❖ مخزنِ علم و دانش/پروفیسر محمد علی چوہدری ❖

❖ احکام الٰہی کی حکمتیں ❖

❖ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی حیرت انگیز بارش ❖

❖ ٹوٹ بٹوٹ/صوفی غلام مصطفیٰ تبسم/فیروز سنز لمیٹڈ لاہور ❖

❖ ابا کہاں سے لبھا تھا/خالد مسعود خاں/جہانگیر بکس ملتان ❖

❖ جنور باتاں/الیاس گھمن/پاکستان پنجابی ادبی بورڈ ۱۵/۷ار آوٹ فال روڈ لاہور ❖

❖ بیربل نامہ/مہاراج نرائن صاحب دہلوی/رحمٰن برادرس تاجران کتب فریئر روڈ کراچی ❖

❖ جانوروں پرندوں کی کہانیاں/عابد گوندل/جہانگیر بکس اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی ❖

❖ تاریخ جنات اور شیاطین ترجمہ لَقطُ المَرجان فی احکام الجان/امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ❖

❖ پنجابی چٹکلے/حاجی میاں چراغ دین/ملک بشیر احمد اینڈ پبلیشرز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور ❖

❖ جانوروں اور پرندوں کی حیرت انگیز دُنیا کا انسائیکلوپیڈیا/خان اکبر علی خان/علم دوست پبلی کیشنز لوئر مال لاہور ❖

❖ انڈا تحقیق کی روشنی میں/حکیم عبدالرشید تلمیذ جیلانی/مکتبہ کلید صحت لال چوک عبدالکریم روڈ قلعہ گوجر سنگھ لاہور ❖

❖ فیروز اللغات اُردو/الحاج مولوی فیروز دین رحمۃ اللہ علیہ/فیروز سنز لمیٹڈ لاہور ❖

❖ تعلیم و تربیت فروری ۲۰۱۰ء لاہور ص ۱۳/از محمد فاروق انجم (فیصل آباد) ❖

❖ چڑیا گھر ۶۹/از مجذوب چشتی/علم و عرفان پبلشرز اردو بازار لاہور ❖

❖ فرہنگ آصفیہ/مولوی سید احمد دہلوی/اُردو سائنس بورڈ لاہور ❖

Marfat.com